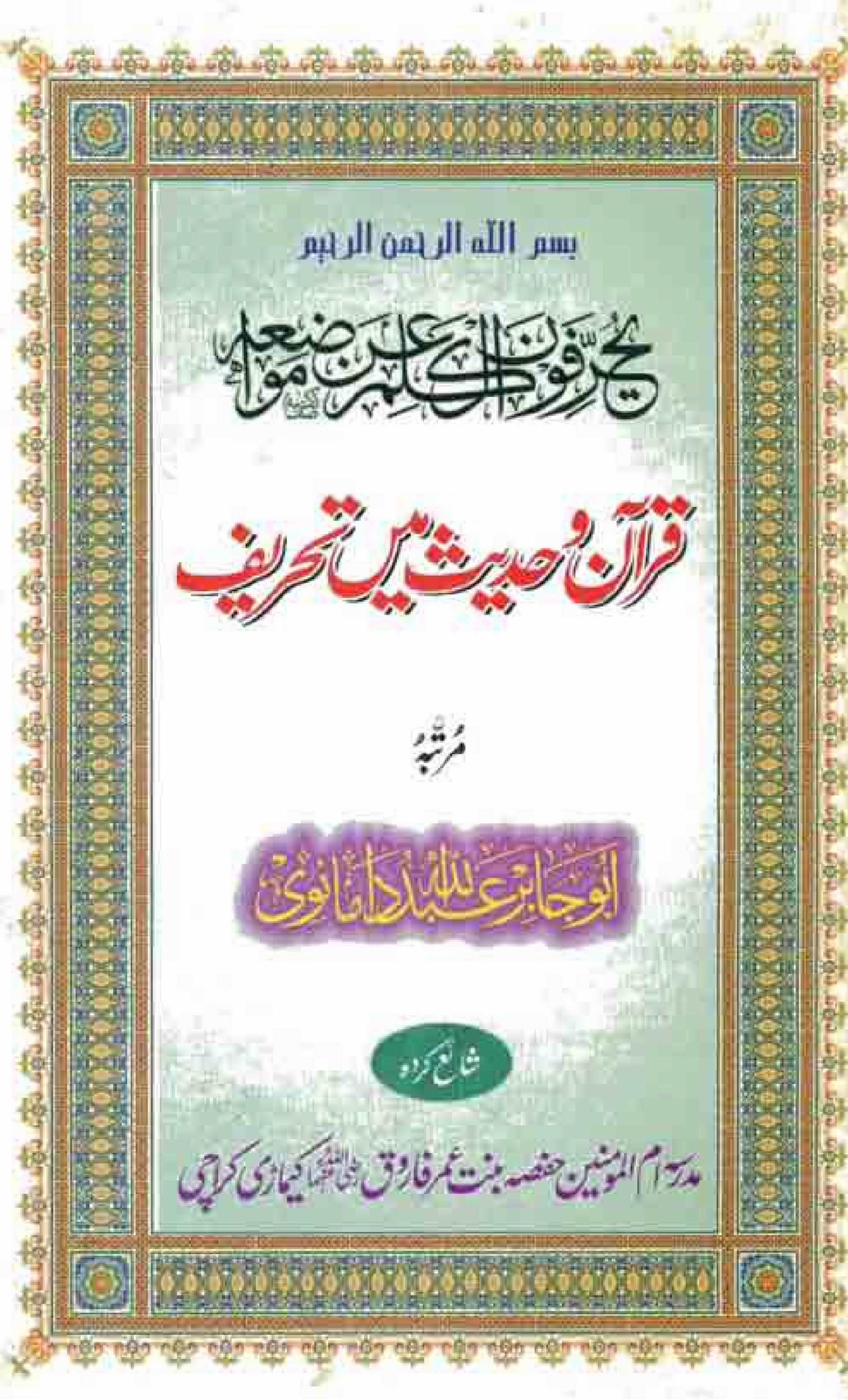

بسم اللہ الرحمن الرحیم
یحرفون الکلم عن مواضعہ
قرآن و حدیث میں تحریف
مرتبہ
ابو جابر عبداللہ دامانوی
شائع کردہ
مدرسہ ام المومنین حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کیماڑی کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم





مرتبہ

ابو جابر عبداللہ دامانوی

شائع کردہ

مدرسہ ام المومنین حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کیماڑی کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن وحدیث میں تحریف

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ....

دیوبندیوں نے اپنے مسلک کے دفاع کے لئے قرآن وحدیث کو بھی معاف نہیں کیا اور اپنے مسلک کو صحیح اور درست ثابت کرنے کے لئے قرآن وحدیث میں تحریف کر ڈالی۔ چنانچہ اس کتاب میں دیوبندیوں کی واضح اور مبینہ خیانتوں کو ان کی محرف کتابوں کے فوٹو اسٹیٹ کے ذریعے ظاہر اور واضح کیا گیا ہے۔ پھر حدیث کی اصل کتب کے بھی فوٹو دے کر ان کی خیانتوں کی نقاب کشائی کی گئی ہے جس سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ دیوبندی بھی تحریف کے معاملے میں یہود ونصاریٰ کے نقش قدم پر چل پڑے ہیں۔ اُمید ہے کہ متلاشیان حق اور تحقیق کرنے والوں کیلئے یہ کتاب ایک راہنما کتاب ثابت ہوگی۔

نام کتاب: قرآن وحدیث میں تحریف (پہلی قسط)

تألیف : ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی

اشاعت اوّل : شعبان ۱۴۲۷ھ بمطابق ستمبر ۲۰۰۶ء

کمپوزنگ: دائرہ نور القرآن وقاص سینٹر شاپ نمبر ⑧ جامع کلاتھ کراچی۔

الناشر

مدرسۃ اُمّ المؤمنین حفصۃ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہا کیاڑی کراچی

فون: 2853011

فہرس

تقریظ

فضیلۃ الشیخ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ

آلِ تقلید کی تحریفات اور اکاذیب

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الأمین، أما بعد:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ج وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰذِبُوْنَ ﴾

صرف وہی لوگ جھوٹ گھڑتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔ [النحل: ۱۰۵]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَإِیَّاکُمْ وَالْکَذِبَ))

اور تم سب جھوٹ سے بچو۔ [صحیح مسلم: ۲۶۰۷/۱۰۵]

ایک طویل حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کی باچھیں چیری جارہی ہیں۔ یہ عذاب اس لیے ہو رہا تھا کہ وہ شخص جھوٹ بولتا تھا۔

[صحیح البخاری: ۱۳۸۶]

ان واضح دلائل کے باوجود بہت سے لوگ دن رات مسلسل جھوٹ بولتے، اکاذیب وافتراءات گھڑتے، سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، حالانکہ عام انسانوں کے نزدیک بھی جھوٹ بولنا انتہائی بُرا کام اور مذموم حرکت ہے۔

یاد رہے کہ حافظِ قرآن کا تلاوت میں بھول جانا، نادانستہ زبان وقلم سے کسی خلافِ واقعہ یا غلط بات کا وقوع، بھول چوک، کتابت یا کمپوزنگ کی غلطیاں جھوٹ کے زُمرے میں نہیں آتیں بلکہ جھوٹ اُسے کہتے ہیں جو جان بوجھ کر، کسی مقصد کے لیے خلافِ واقعہ وخلافِ

حقیقت بولا جائے۔

آلِ تقلید کے جھوٹ کی ایک مثال

ماسٹر محمد امین اوکاڑوی دیوبندی حیاتی نے لکھا ہے:

''نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

(۲) یاایّھا الذِین امنوا قیل لھم کفُّوا اَیدیکم و اَقیمُوا الصلٰوۃ

اے ایمان والوں اپنے ہاتھوں کو روک کر رکھو جب تم نماز پڑھو ''

[تحقیق مسئلہ رفع یدین، شائع کردہ ابو حنیفہ اکیڈمی فقیر والی ضلع بہاولنگر ص۶]

حالانکہ ان الفاظ کے ساتھ کوئی آیت قرآنِ مجید میں موجود نہیں ہے۔ اس خودساختہ آیت کا اوکاڑوی ترجمہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ کتابت کی غلطی نہیں ہے۔

تنبیہ: ''تحقیق مسئلہ رفع یدین'' کے بعد والے مطبوعہ نسخوں سے یہ من گھڑت آیت اور اس کا ترجمہ اُڑا دیا گیا ہے مگر ہمارے علم کے مطابق اوکاڑوی صاحب کا اس صریح جھوٹ سے توبہ نامہ کہیں شائع نہیں ہوا۔ واللہ اعلم

آلِ تقلید کے جھوٹ کی دوسری مثال

ابو بلال محمد اسماعیل جھنگوی دیوبندی حیاتی نے لکھا ہے:

''نبی کریم علیہ السلام تو ننگے سر آدمی کے سلام کا جواب تک نہیں دیتے۔ (مشکوۃ)''

[تحفۂ اہلحدیث حصہ اول ص۱۳]

حالانکہ ان الفاظ یا مفہوم کیساتھ کوئی حدیث بھی مشکوۃ یا حدیث کی کسی کتاب میں موجود نہیں ہے۔

آلِ تقلید کے جھوٹ کی تیسری مثال

عبدالقدوس قارن دیوبندی نے امام ابوحنیفہ کے جنازے کے بارے میں لکھا ہے:

''اور دوسری بات کرنے میں تو اثری صاحب نے بے تکی کی حد ہی کر دی جب وہ ذرا ہوش میں آئیں تو ان سے کوئی پوچھے کہ کیا امام صاحبؒ کے جنازہ میں صرف احناف شریک تھے؟ دیگر مذاہب (مالکی، شافعی اور حنبلی وغیرہ) کے لوگ شریک نہ تھے۔ جب وہ لوگ شریک تھے اور ان کے نزدیک قبر پر جنازہ پڑھنا درست ہے اور انھوں نے اپنے مذہب کے مطابق عمل کیا تو اس پر اعتراض کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے؟''

[مجذوبانہ واویلا طبع اول جون ۱۹۹۵ء ص ۲۸۹]

عرض ہے کہ امام ابو حنیفہ ایک سو پچاس ہجری (۱۵۰ھ) میں فوت ہوئے اور امام احمد بن حنبل ایک سو چونسٹھ ہجری (۱۶۴ھ) میں پیدا ہوئے۔ امام احمد کی پیدائش سے پہلے وہ کون سے حنبلی حضرات تھے جو قارن دیوبندی صاحب کے نزدیک امام ابو حنیفہ کا جنازہ پڑھ رہے تھے؟

آلِ تقلید کے جھوٹ کی چوتھی مثال

''حدیث اور اہلِ حدیث'' نامی کتاب کے مصنف انوار خورشید دیوبندی نے لکھا ہے:

''نیز غیر مقلدین کو چاہئے کہ گردن سے گردن بھی ملایا کریں کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کا بھی تذکرہ ہے لیکن غیر مقلدین نہ گھٹنے سے گھٹنہ ملاتے ہیں نہ ٹخنے سے ٹخنہ ملاتے ہیں اور نہ گردن سے گردن، صرف قدم سے قدم ملانے پر زور دیتے ہیں......'' [حدیث اور اہلحدیث ص ۵۱۹]

حالانکہ کسی حدیث میں بھی صف بندی کے دوران میں مقتدیوں کا ایک دوسرے کی گردن سے گردن ملانے کا تذکرہ نہیں آیا لہٰذا انوار خورشید صاحب نے یہ بہت بڑا جھوٹ بولا ہے۔ اس طرح کی اور بہت سی مثالیں ہیں جن کی کچھ تفصیل میری کتاب ''اکاذیبِ آلِ دیوبند'' میں درج ہے۔

حبیب اللہ ڈیروی کی کتاب ''تنبیہ الغافلین''

حافظ حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی حیاتی نے ''تنبیہ الغافلین علیٰ تحریف الغالین'' نامی کتاب

لکھی ہے جس میں انھوں نے بقلم خود ''غیر مقلدین کے تحریفی کارنامے'' جمع کیے ہیں۔ اس کتاب میں انھوں نے اپنے خیال میں اہلِ حدیث کی ''تحریفات'' پیش کی ہیں۔اس کتاب میں انھوں نے کتابت یا کمپوزنگ کی غلطیوں کو بھی ''تحریف'' بنا کر پیش کر دیا ہے۔

مثال نمبر(۱): جزء رفع الیدین للبخاری کے بعض مطبوعہ نسخوں میں ''حدثنا عبید بن یعیش: ثنا یونس بن بکیر: أنا أبو إسحاق'' لکھا ہوا ہے لیکن مخطوطۂ ظاہریہ میں صاف طور پر ''حدثنا عبیدبن یعیش: ثنا یونس بن بکیر : أنا ابن إسحاق'' لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے ص۳، اور جزء رفع الیدین بتحقیقی :۶

اس کے بارے میں ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

''بلکہ الشیخ فیض الرحمٰن الثوری غیر مقلد نے متن کو تبدیل کر دیا ہے مطبوعہ نسخہ میں ابن اسحاق کے بجائے ابو اسحاق تھا تو ابو اسحاق کو تبدیل کر کے ابن اسحاق بنا دیا۔''

[تنبیہ الغافلین علیٰ تحریف الغالین ص ۷۱ تحریف نمبر:۱۰]

مثال نمبر(۲): جزء رفع الیدین کے قلمی نسخے (مخطوطۂ ظاہریہ) میں ایک راوی کا نام ''عمرو بن المہاجر'' لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے ص۴، اور جزء رفع الیدین بتحقیقی :۱۷

ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

''جزء رفع الیدین ص ۵۷ میں عمر بن المہاجر تھا اس کو فیض الرحمٰن الثوری غیر مقلد نے تحریف وخیانت کرتے ہوئے عمرو بن المہاجر بنا دیا اور تعلیق میں لکھا۔۔''

[تنبیہ الغافلین ص ۷۱، تحریف نمبر:۱۱] سبحان اللہ!

مثال نمبر(۳): جزء رفع الیدین کے مخطوطے میں ایک راوی کا نام ''ابوشہاب عبدربہ'' لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے ص۴، وجزء رفع الیدین بتحقیقی :۱۹

اس کے بارے میں ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

''جزء رفع الیدین کے ص ۶۲ میں ابوشہاب بن عبدربہ تھا اس کو ارشاد الحق غیر مقلد نے ابوشہاب عبدربہ بنا کر متن کو بدل ڈالا۔''

[تنبیہ الغافلین ص ۲۷، تحریف نمبر:۱۲] سبحان اللہ!

مثال نمبر (۴): جزء رفع الیدین کے بعض نسخوں میں ایک راوی کا نام'' قیس بن سعید'' اور قلمی نسخے میں واضح طور پر'' قیس بن سعد'' لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے مخطوطہ ص ۵، اور جزء رفع الیدین بتحقیقی :۲۲

اس کے بارے میں ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

'' جزء رفع الیدین ص ۶۳ میں قیس بن سعید تھا مگر مولانا سید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی غیر مقلد نے تحریف کرتے ہوئے متن تبدیل کر کے قیس بن سعد بنا دیا...''

[تنبیہ الغافلین ص ۲۷، تحریف نمبر:۱۳]

اس طرح کی اور بہت سی مثالیں ڈیروی صاحب کی اس کتاب میں موجود ہیں۔ ڈیروی صاحب نے کتابت کی غلطیوں اوران کی اصلاح کو بھی تحریفات بنا ڈالا ہے۔!

ڈیروی صاحب کا کتابت اور کمپوزنگ کی غلطیوں کو'' تحریفات'' میں شامل کرنے کی چند اور مثالیں درج ذیل ہیں:

مثال اول (۱): یمن کے مشہور عالم قاضی محمد بن علی الشوکانی صاحب نیل الاوطار کی کتاب'' القول المفید في أدلة الإجتهاد و التقليد'' میں لکھا ہوا ہے:

'' واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم '' [ص ۱۱]

یہاں'' اطیعوا اللہ'' سے پہلے'' و'' کتابت یا کمپوزنگ کی غلطی ہے جس کے بارے میں ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

'' حضرت قاضی صاحب نے یہ اس آیت میں تحریف کر دی ہے واؤ کا اضافہ کر دیا ہے کیونکہ اصل آیت یوں تھی یاایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ مگر قاضی صاحب محرف قرآن مجید ہیں ہم غیر مقلدین کے حفاظ کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ کوئی ایسی آیت ڈھونڈیں جس میں اس آیت کے اندر واطیعو اللہ ہو۔ تحریف کرنا یہودیوں کا کام ہے۔ '' [تنبیہ الغافلین ص ۷۹ تحریف نمبر:۵۹]

کتابت کی غلطی پر اتنا بڑا فتویٰ لگانے والا حبیب اللہ ڈیروی اپنے پسندیدہ ''مولوی'' حسین احمد ٹانڈوی مدنی کی ایضاح الادلہ میں ایک جعلی ''آیت'' کے بارے میں لکھتا ہے:

''اب غیر مقلدین حضرات نے ایک آیت جو کاتب کی غلطی سے لکھی گئی تھی اس کو اچھالا....'' [تنبیہ الغافلین ص ۵۵]

اپنے پسندیدہ مولوی کا غلط حوالہ تو ''کاتب کی غلطی'' ہے جبکہ غیر دیوبندی عالم کی کتاب میں کاتب کی غلطی بھی ڈیروی کے نزدیک ''تحریف'' اور ''یہودیوں کا کام'' ہے، حالانکہ قاضی شوکانی کی اسی کتاب میں لکھا ہوا ہے:

''یاایها الذین آمنوا اطیعوا الله واطیعواالرسول واولی الامرمنکم...''

[القول المفید فی ادلۃ الاجتہاد والتقلید ص ۳۶]

معلوم ہوا کہ خود قاضی صاحب کے نزدیک اس آیت میں واو موجود نہیں ہے۔

مثال دوم (۲): حنفیوں و دیوبندیوں و بریلویوں کے نزدیک انتہائی معتبر کتاب الہدایہ میں ملا مرغینانی صاحب نے رکوع و سجود کی فرضیت پر ''ارشادِ'' باری تعالیٰ ''وارکعوا واسجدوا'' سے استدلال کیا ہے۔ دیکھئے الہدایہ ج ۱ ص ۹۸ باب صفۃ الصلوٰۃ

حالانکہ قرآنِ مجید میں واوٗ یہاں موجود نہیں ہے۔

صاحبِ ہدایہ کے اس استدلال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾ کے بارے میں لکھا ہے:

''اس آیت سے علمائے احناف نماز میں مطلق قراءت کی فرضیت پر بالکل اسی طرح استدلال کرتے ہیں جیسے ''وَارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا'' الآیۃ سے رکوع اور سجدہ...''

[توضیح الکلام ج ۱ ص ۱۰۴ طبع اول مارچ ۱۹۸۷ء]

اس کے بارے میں ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

''اس میں ارشاد الحق صاحب نے وارکعو میں واوٗ زائد کر دی ہے اور یوں قرآنِ مجید کی اصلاح کی ہے۔ (لا حول ولا قوۃ الاباللہ)

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں   کس درجہ ہوئے فقیہان حرم بے توفیق ''

[تنبیہ الغافلین ص ۱۰۹ تحریف نمبر: ۱۰۸]

عرض ہے کہ واؤ کی یہ غلطی آپ کی کتاب ''ہدایہ شریف'' میں موجود ہے جسے اثری صاحب نے ''علمائے احناف'' کہہ کر بطورِ اشارہ ذکر کر دیا ہے۔ اس قسم کی کتابت یا کمپوزنگ والی غلطیوں سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ فلاں نے ''قرآن مجید کی اصلاح کی ہے'' انتہائی غلط ہے۔

تنبیہ: اثری صاحب نے توضیح الکلام کے طبعۂ جدیدہ میں ﴿ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا﴾ لکھ کر صاحبِ ہدایہ کی غلطی کی اصلاح کر دی ہے۔ [دیکھئے ج ا ص ۱۱۶]

لطیفہ: حبیب اللہ ڈیروی صاحب نے ''وارکعو میں واؤ زائد کر دی ہے'' لکھ کر ارکعوا کا الف اُڑا دیا ہے یا اُن کے کمپوزر سے یہ الف رہ گیا ہے۔ یہ اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ بشری سہو وخطا اور کتابت یا کمپوزنگ کی غلطیوں کو تحریف یا جھوٹ کہنا غلط حرکت ہے جس کا جواب ڈیروی صاحب اور اُن جیسوں کو اللہ تعالیٰ کی عدالت میں دینا پڑے گا۔ ان شاء اللہ

اس طرح کی بہت سی مثالیں حبیب اللہ ڈیروی، ماسٹر امین اوکاڑوی اور آلِ تقلید کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ یہ لوگ کتابت یا کمپوزنگ کی غلطیوں کی بنیاد پر اہلِ حق کے خلاف پروپیگنڈا کرتے رہے ہیں۔

عبدالحئی لکھنوی حنفی نے التعلیق الممجد (ص ۲۸۷) میں ایک روایت نقل کی ہے جس کے بارے میں ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

''مگر مولانا عبدالحئی لکھنوی نے آخر میں جرح کے الفاظ کاٹ دیئے ہیں اور تحریف کا ارتکاب کیا ہے۔ اور مولانا لکھنوی نے وہ جرم کیا ہے جو شوافع وغیر مقلدین بھی نہیں کر سکے۔'' [تنبیہ الغافلین ص ۹۴ تحریف نمبر: ۵۴]

اس تحریر میں ڈیروی صاحب نے اپنے مولوی عبدالحئی لکھنوی حنفی کی غلطی کو اہلِ حدیث کی ''تحریفات'' میں شامل کر دیا ہے۔ سبحان اللہ

قاری محمد طیب دیوبندی کا غلط حوالہ

قاری محمد طیب دیوبندی کہتے ہیں:

''اسی کے بارے میں وہ روایت ہے جو صحیح بخاری میں ہے کہ ایک آواز بھی غیب سے ظاہر ہوگی کہ:

هذا خليفة الله المهدى' فاسمعو له و اطيعوه۔

یہ خلیفۃ اللہ مہدی ہیں ان کی سمع وطاعت کرو۔۔۔'' [خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۲۳۲]

یہ روایت صحیح بخاری میں قطعاً موجود نہیں ہے بلکہ اسے ابن ماجہ (۴۰۸۴) اور حاکم (۴/۴۶۳، ۴۶۴، ۵۰۲) وغیرہما نے ضعیف سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے یہی روایت (صحیح) بخاری سے منسوب کی ہے۔

(دیکھئے شہادت القرآن ص ۲۹، روحانی خزائن ج ۶ ص ۳۳۷)

مرزا قادیانی کے اس حوالے کے بارے میں اوکاڑوی صاحب کا بیان سن لیں:

''یہ بخاری شریف پر ایسا ہی جھوٹ ہے جیسا مرزا قادیانی نے اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں یہ جھوٹ لکھا ہے کہ بخاری میں حدیث ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی هذا خليفة الله المهدى'' [تجلیات صفدر جلد ۵ ص ۳۵ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان]

برادرم ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی حفظہ اللہ نے اس کتاب ''قرآن وحدیث میں تحریف'' میں اہلِ تقلید کے وہ جھوٹ اور افتراءات جمع کر کے قارئین کی عدالت میں پیش کر دیئے ہیں جو تقلیدی حضرات نے اپنے مذموم مقاصد کے لئے جان بوجھ کر گھڑے ہیں بلکہ کافی محنت کر کے اصل کتابوں سے فوٹوسٹیٹس (Photostats) پیش کر دی ہیں تاکہ ان لوگوں پر اتمامِ حجت ہو جائے۔ آخر میں مختصراً عرض ہے کہ ''قرآن وحدیث میں تحریف'' میں آلِ تقلید کی دانستہ تحریفات ہی کو درج کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو متلاشیانِ حق کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور ڈاکٹر صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

وماعلينا إلا البلاغ (۲۱ رجب ۱۴۲۷ھ)

تقریظات

① فضیلۃ الشیخ علامہ ابوانس محمد یحییٰ گوندلوی حفظہ اللہ

② فضیلۃ الشیخ علامہ ابوالحسن مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ

③ فضیلۃ الشیخ علامہ ابومصعب محمد داؤد ارشد حفظہ اللہ

④ فضیلۃ الشیخ محمد افضل اثری حفظہ اللہ

افسوس کہ ان تمام علماء کرام کی تقریظات ہمیں کاپیاں جڑنے کے بعد موصول ہوئیں اس لئے بحالت مجبوری انہیں کتاب کے آخر میں لگایا گیا ہے لیکن قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ کتاب کے مطالعے سے پہلے ان تقریظات کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ کیونکہ انہیں پڑھنے سے انہیں کتاب کو سمجھنے میں بہت مدد ملے گی اور معلومات میں بھی زبردست اضافہ ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ العزیز۔

(ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سنت کی اہمیت اور تقلید کی مذمت

اللہ تعالیٰ نے اُمت مسلمہ کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے اپنے آخری نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور اپنی اطاعت کے ساتھ ساتھ نبی ﷺ کی اطاعت کو بھی لازم و ملزوم قرار دیا بلکہ یہاں تک ارشاد فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء:۸۰)

جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی تو گویا اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے سلسلہ میں چند آیات پیش کی جاتی ہیں تا کہ یہ مسئلہ بالکل واضح اور بے غبار ہو جائے۔ اگرچہ اہل ایمان کے لئے تو ایک ہی آیت کافی و شافی ہے اور نہ ماننے والے کے لئے دفتر کے دفتر بھی ناکافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (النساء:۵۹)

''اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول (ﷺ) کی اور اُن کی جو تم میں اولوا الامر (صاحب حکومت) ہیں۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اس بات کو اللہ اور رسول (ﷺ) کی طرف لوٹا دو، اگر تم واقعی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو یہ تمہارے لئے بہتر اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھی ہے''۔

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اہل

ایمان پر لازم وضروری ہے۔ اور خلیفہ وقت اور مسلمانوں کے امیر کی اطاعت بھی معروف میں ضروری ہے۔ لیکن اگر کسی مسئلہ میں مسلمانوں کے درمیان یا خلیفہ وقت اور مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف واقع ہو جائے تو پھر اس مسئلہ کو اللہ اور رسول ﷺ کی عدالت میں پیش کیا جائے گا اور قرآن حکیم اور حدیث رسول ﷺ سے جو حل مل جائے تو اسے قبول کیا جائے گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو یہی حل اس کے لئے بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی اچھا ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ (اولوا الامر کی اطاعت کا کیا مطلب ہے؟): اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے بعد اُولوا الامر کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا ہے جس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اُولوا الامر کی اطاعت بھی اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کی طرح لازم وضروری ہے لیکن اس آیت کے بعد والے ٹکڑے میں اختلاف کے وقت صرف اللہ اور رسول ﷺ کی طرف رجوع کا حکم دیا گیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ حقیقی اطاعت صرف اللہ تعالیٰ کی اور رسول اللہ ﷺ کی ہے اور اُولوا الامر کی اطاعت عارضی ہے۔ یہ اطاعت عام اور سیاسی اُمور میں ہے۔ نیز اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت غیر مشروط ہے جبکہ اُولوا الامر کی اطاعت مشروط ہے جیسا کہ احادیث سے یہ بات واضح اور عیاں ہوتی ہے۔

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت مبارکہ کے متعلق فرماتے ہیں:

نزلت في عبدالله بن حذافة بن قيس بن عدي اذ بعثه النبي ﷺ في سرية (بخاری:۴۵۸۴)

”یہ آیت عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی

جب نبی ﷺ نے انہیں ایک سریہ میں (امیر بنا کر) بھیجا تھا"۔

جناب علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک سریہ بھیجا اور اس پر ایک انصاری (عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ) کو امیر مقرر فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ اس انصاری کی اطاعت کریں۔ دورانِ سفر انصاری کو کسی بات پر غصہ آ گیا اور اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا کہ کیا نبی ﷺ نے تمہیں میری اطاعت کا حکم نہیں دیا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کیوں نہیں۔ انصاری نے کہا کہ میرے لئے لکڑیاں جمع کرو۔ پس انہوں نے جمع کر دیں پھر اس نے کہا کہ ان لکڑیوں سے آگ روشن کرو چنانچہ انہوں نے آگ روشن کی۔ پس اس انصاری نے کہا کہ اب اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ارادہ کیا اور ان کی حالت یہ تھی کہ بعض نے بعض کو پکڑ رکھا تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ ہم نبی ﷺ پر آگ سے بچنے کے لئے ہی ایمان لائے تھے۔ پس اسی کشمکش کے دوران آگ بجھ گئی اور انصاری کا غصہ بھی رفع ہو گیا۔ پس یہ بات نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اس سے نہ نکل سکتے۔ (امیر کی) اطاعت صرف معروف میں ہے، (صحیح بخاری کتاب المغازی باب سریہ عبداللہ بن حذافہ السہمی الرقم: ۴۳۴۰) اور دوسری روایت میں ہے:

لا طاعة فی المعصية انما الطاعة فی المعروف (بخاری: ۷۲۵۷)

معصیت میں کوئی اطاعت نہیں، اطاعت تو صرف معروف کے کاموں میں ہے۔

جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مسلمانوں کے امیر کا) حکم سننا اور اطاعت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ وہ حکم پسند نہ آئے جب تک کہ وہ تمہیں کسی گناہ کا حکم نہ دے اور جب وہ گناہ کا حکم

دے تو ایسی صورت میں اس کا حکم سننا اور اس کی اطاعت کرنا جائز نہیں ہے۔

(بخاری ومسلم)۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اُولوا الامر کی اطاعت صرف معروف کے کاموں میں ہے اور جب معصیت کا حکم دیا جائے گا تو پھر کوئی سمع وطاعت جائز نہیں ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (النساء:٦٥)

پس آپ کے رب کی قسم وہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو اپنے اختلافی اُمور میں اپنا فیصل نہ مان لیں پھر آپ کے فیصلہ کے بارے میں اپنے دِلوں میں کوئی تنگی بھی محسوس نہ کریں اور پورے طور سے اسے تسلیم کرلیں“۔

اس آیت میں واضح کردیا گیا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کو اختلافی مسائل میں حکم اور فیصلہ کرنے والا نہ مان لے وہ کبھی مومن نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر نبی ﷺ کے رب کی قسم کھا کر ان لوگوں کے ایمان کی نفی کردی ہے جو اختلافی مسائل میں آپ ﷺ کا حکم نہیں مانتے۔ گویا ایسا شخص کبھی مومن ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا (النساء:١١٥)

اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتا ہے، ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد اور مومنوں کی راہ کو چھوڑ کر وہ کسی اور راستے کی اتباع کرتا ہے تو ہم بھی اسے پھیر دیں گے جس طرف وہ خود پھر گیا ہے اور اسے جہنم میں ڈال دیں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

جو شخص رسول اللہ ﷺ کی سنت کی مخالفت کرتا ہے خود بھی اس پر عمل نہیں کرتا اور دوسروں کو بھی اس سنت کو اختیار کرنے سے روکتا ہے حالانکہ اس کے سامنے ہدایت یعنی سنت واضح ہو چکی ہے اور وہ مومنوں کی راہ کے بجائے دوسرے راستے پر چلتا ہے تو ایسا شخص جہنمی ہے۔ مومنوں کی راہ سے مراد بھی رسول اللہ ﷺ ہی کا راستہ ہے۔ کیونکہ مومن رسول اللہ ﷺ ہی کے راستے پر گامزن رہتے ہیں۔ اس کی ایک مثال حدیث میں اس طرح بیان ہوئی ہے۔

جناب براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من ذبح قبل الصلوة فانما یذبح لنفسه ومن ذبح بعد الصلوة فقد تم نسکه و اصاب سنة المسلمین (متفق علیہ)

جس شخص نے نماز سے پہلے جانور ذبح کیا تو وہ اس نے اپنے لئے ذبح کیا اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا تو اس نے اپنی قربانی مکمل کر لی اور اس نے مسلمانوں کی سنت کو پالیا۔

اور دوسری حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

فمن فعل ذالك فقد اصاب سنتنا ...... (متفق علیہ)

(اور جس شخص نے عید کی نماز کے بعد قربانی کی) پس جس نے ایسا کیا اُس نے ہماری سنت کو پالیا۔

سنة المسلمین کی وضاحت نبی ﷺ نے اپنی سنت سے فرما دی۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کی سنت ہی مسلمانوں کی سنت ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ

قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (آل عمران:۱۶۴)

درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود ان ہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور انہیں کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔

اس آیت کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ کو دنیا والوں کی ہدایت کا سبب بنایا اور جن لوگوں نے آپ ﷺ کی پیروی اور اطاعت اختیار کی تو وہ گمراہیوں کی اتھاہ تاریکیوں سے نکل کر فلاح و ہدایت کی روشن شاہراہ پر گامزن ہو گئے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کا اتباع ہدایت کا سبب ہے اور آپ ﷺ کو چھوڑ کر کسی اور کا اتباع اختیار کرنا گمراہی ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ (آل عمران:۳۱-۳۲)

اے نبی (ﷺ) لوگوں سے کہہ دو اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا، وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔ ان سے کہو اللہ اور رسول کی اطاعت قبول کرلو پھر اگر تمہاری دعوت قبول نہ کریں تو یقیناً یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ ایسے لوگوں سے محبت کرے جو اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت سے انکار

کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا شرط ایمان ہے کیونکہ ایمان کی وادی میں قدم رکھنے کا مطلب یہی ہے کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرۃ:۱۶۵)

اور اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے شدید محبت کرتے ہیں۔

اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویدار ہے تو اس کے لئے رسول اللہ ﷺ کا اتباع اختیار کرنا لازم ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر ایک شخص کوئی دعویٰ کرتا ہے تو اپنے اس دعوے پر ثبوت پیش کرنا اس پر لازم ہوگا۔ اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویدار ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کا اتباع کر کے اس کا ثبوت فراہم کرے گا ورنہ اس کا یہ دعویٰ ہی سرے سے جھوٹا ہوگا۔ معلوم ہوا کہ ایمان والوں کے لئے اطاعت رسول ﷺ فرض ہے اور اطاعت رسول سے اعراض کرنا کفر کے مترادف ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (الاحزاب:۲۱)

''جو کچھ رسول تمہیں دے، وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روک دے اس سے رُک جاؤ اور اللہ سے ڈرو، اللہ سخت سزا دینے والا ہے''۔

رسول اللہ ﷺ کا اتباع ہدایت پر قائم رہنے کا ذریعہ ہے اور یہی صراط مستقیم ہے۔

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (الاعراف:۱۵۸)

اور (رسول اللہ ﷺ) کی پیروی اختیار کرو تا کہ تمہیں ہدایت نصیب ہو۔

وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (الزخرف:۶۱)

اور میری پیروی اختیار کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔

جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو اختیار کرنے کی بجائے کسی اور طریقے کو اختیار کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ اسے اختیار کر کے وہ ہدایت پالیں گے تو وہ خام خیالی میں مبتلا ہیں۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو چھوڑنے والے گمراہ ہیں اور قیامت کے دن بھی وہ ناکام و نامراد ہوں گے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (النور:۶۳)

رسول (ﷺ) کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیئے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آ جائے۔

''فتنہ'' کی مختلف صورتوں کے علاوہ ایک صورت یہ بھی ہے (اور یہ صورت تاریخ کے ناقابل تردید دلائل سے بالکل واضح ہے) کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی پیروی چھوڑ کر مختلف اماموں کی تقلید اختیار کر لیں گے اور یہ تفرقہ بازی ان میں شدید نفرت اور اختلافات پیدا کر دے گی اور آخر کار ان میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس آیت میں فتنہ سے تقلید مراد لی ہے اور اس کا رد کیا ہے۔ (کتاب التوحید صفحہ ۲۹۰، باب ۳۸)۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ جو لوگ نبی ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کے فرامین کی مخالفت کرتے ہیں وہ کسی فتنہ میں مبتلا ہو سکتے ہیں یا انہیں دردناک عذاب پہنچ سکتا ہے۔ اب اس مسئلہ کی اس سے زیادہ وضاحت ممکن نہیں ہے۔ کوئی بدنصیب ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود نبی ﷺ کی سنت کو تو پس پشت ڈال دے اور اپنے کسی محبوب امام کی تقلید کا راگ

الا یتار ہے، اللہ رب العالمین کے حکم کو تو خاطر میں نہ لائے اور اپنے من پسند امام کی راہ پر گامزن ہو تو ایسے شخص کا انجام اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے؟ پھر محبت رسول ﷺ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ آپ ﷺ سے تمام لوگوں سے زیادہ محبت کی جائے اور آپ ﷺ کے فرمان کو تمام لوگوں کے اقوال پر فوقیت دی جائے اور جو ایسا نہ کرے تو اس کا دعویٰ ایمان محض خام خیالی تصور کیا جائے گا۔ لہٰذا مقلد کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔

دلائل شرعیہ چار ہیں

عموماً یہ بات مشہور ہے کہ دلائل شرعیہ چار ہیں۔ ① کتاب اللہ۔ ② سنت رسول اللہ ﷺ۔ ③ اجماع امت اور ④ قیاس۔

اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ اصل ماخذ دین دو ہی ہیں: ① قرآن مجید اور ② حدیث رسول اللہ ﷺ۔ اجماع کا ماخذ بھی قرآن و حدیث ہی ہے۔ اور قرآن و حدیث کو سامنے رکھ کر کسی مسئلہ پر اُمت مسلمہ کے تمام علماء کا اتفاق واتحاد کر لینا اجماع کہلاتا ہے۔ اور قیاس بھی قرآن وحدیث ہی کے کسی مسئلہ کو سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے اور قرآن و حدیث اصل ہیں۔ اور اجماع وقیاس واجتہاد اس کی فرع ہیں۔

① **قرآن مجید:** اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آخری کتاب اور یہ نبی ﷺ کا ایک عظیم الشان معجزہ ہے کیونکہ پندرہ سو سال گزرنے کے باوجود بھی قرآن مجید جیسی کتاب کوئی بھی پیش نہ کر سکا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا (بنی اسرائیل:۸۸)

کہہ دیجیے کہ اگر تمام انسان اور جنات مل کر اس قرآن کی مثل لانا چاہیں تو ان

سب سے اس کی مثل لانا ناممکن ہے گو وہ (آپس میں) ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔

قرآن مجید ہر طرح کے شک وشبہ سے پاک وصاف ہے۔ یہ ایسا کلام ہے کہ اسے اگر پہاڑ پر بھی نازل کر دیا جاتا تو وہ پہاڑ بھی اللہ کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ جاتا۔ (الحشر:۲۱)

قرآن مجید کی ایک آیت کا انکار بھی گویا پورے قرآن کا انکار ہے۔ اسی طرح اپنی خود ساختہ فقہ کے مقابلے میں قرآن مجید کی آیات کی غلط، باطل اور بعید تاویل کرنا بھی یہود و نصاریٰ کے افعال میں سے ہے۔ یہود اپنے خود ساختہ مسائل کے مقابلے میں کتاب اللہ کو اس طرح پس پشت ڈال دیتے تھے کہ گویا وہ اسے جانتے ہی نہ تھے۔ اسی طرح کتاب کے بعض فرامین کو وہ مانتے اور بعض کا انکار کر دیتے تھے۔ قرآن مجید کے ساتھ حنفیوں نے کیا سلوک کیا ہے وہ ابوالحسن عبیداللہ کرخی کی زبانی سماعت فرمائیں:

ان کل آیة تخالف قول اصحابنا فانها تحمل علی النسخ او علی الترجیح و الاولی ان تحمل علی التأویل من جهة التوفیق (اصول کرخی اصول ۲۸)

''ہر وہ آیت جو ہمارے فقہاء کے قول کے خلاف ہو گی اسے یا تو منسوخ سمجھا جائے یا ترجیح پر محمول کیا جائے گا اور اولیٰ یہ ہے کہ اس آیت کی تاویل کر کے اسے (فقہاء کے قول کے) موافق کر لیا جائے''۔

② سنت: قرآن مجید کے بعد دوسرا بڑا ماخذ سنت رسول ﷺ ہے جس کا علم حدیث کے ذریعے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی اطاعت کے بعد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ رسول چونکہ اللہ تعالیٰ کا نمائندہ ہوتا ہے اور اس کے ذمہ لوگوں تک

اللہ کا پیغام پہنچانا ہوتا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء:۸۰)

جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔

اختلافی مسائل میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا انکار کرنے والا اور اسے دل سے تسلیم نہ کرنے والا مومن نہیں ہے۔ اسی طرح ہدایت واضح ہو جانے کے بعد یعنی نبی ﷺ کے قول یا عمل کا علم ہونے کے بعد بھی کوئی نبی ﷺ کی مخالفت پر کمر بستہ ہوگا تو وہ پکا جہنمی ہے۔

لیکن فقہ حنفی کا حدیث کے متعلق کیا اصول ہے؟ اس اصول کو ہم اصولِ کرخی سے معلوم کرتے ہیں:

ان كل خبر بخلاف قول اصحابنا فانه يحمل على النسخ او على انه معارض بمثله ثم صار الى دليل اخر او ترجيح فيه بما يحتج به اصحابنا من وجوه الترجيح او يحمل على التوفيق (اصول کرخی اصول ۲۹)

بے شک ہر اس حدیث کو جو ہمارے اصحاب (یعنی فقہاء حنفیہ) کے خلاف ہوگی منسوخ سمجھا جائے گا اور یا یہ حدیث کسی دوسری حدیث کے خلاف ہے۔ پھر کسی اور دلیل کا تصور کیا جائے گا، پھر بعض وجوہ کی بناء پر اس حدیث کو ترجیح دی جائے گی کہ جو حدیث ہمارے اصحاب کی دلیل ہے۔ یا پھر یہ تصور کیا جائیگا کہ موافقت کی کوئی اور صورت ہوگی (جو ہمیں نہیں معلوم)''

③ **اجماع:** اجماع اُمت کا مطلب یہ ہے کہ کسی مسئلہ پر اُمت کے تمام علماء وفقہاء کا اتفاق ہو۔ صرف حنفی فقہاء کا اجماع واتفاق مراد نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں بہت سے مسائل پر ان کا اتفاق واتحاد ہوا تو یہ اجماع اُمت ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد اگرچہ

اجماع و اتفاق کے دعوے تو بہت سے مسائل میں کئے گئے ہیں لیکن حقیقت میں ایسے اجماعی مسائل بہت کم ہیں۔ البتہ اگر اُمت کا کسی مسئلہ پر اجماع ثابت ہو جائے تو اس اجماع کا انکار بھی صحابہ کرام کے اجماع کے انکار کی طرح کفر ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے: جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا یجمع اللہ امتی علی ضلالۃ ابدا و ید اللہ علی الجماعۃ

(المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۱۱۶ وقال الالبانی والحافظ زبیر علی زئی صحیح۔ مشکاۃ الرقم ۱۷۳)

اللہ تعالیٰ میری اُمت کو کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔

اسی طرح کی ایک حدیث ترمذی کتاب الفتن میں بھی ہے:

④ قیاس: قیاس اندازہ، اٹکل اور جانچ کو کہتے ہیں۔ قیاس کے لغوی معنی اندازہ کرنا، مطابق اور مساوی کرنا ہیں۔ فقہاء کی اصطلاح میں علت کو مدار بنا کر سابقہ فیصلہ اور نظیر کی روشنی میں نئے مسائل حل کرنے کو قیاس کہتے ہیں اس کی تعریف یہ ہے:

تقدیر الفرع بالدلیل فی الحکم والعلۃ (نور الانوار مبحث القیاس ص ۲۲۴)

حکم اور علت میں فرع (نیا مسئلہ) کو اصل سابق حکم کے مطابق کرنا۔

ذیل کی تعریف اس سے زیادہ واضح ہے:

الحاق امر بامر فی الحکم الشرعی لاتحاد بینھما فی العلۃ (ایضاً)

دو مسئلوں میں اتحاد و علت کی وجہ سے جو حکم ایک مسئلہ کا ہے وہی حکم دوسرے مسئلہ کا قرار دینا۔ (فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر ص ۱۲۴)

اس تفصیل سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن و سنت (حدیث) ہی دراصل بنیادی ماخذ ہیں اور انہی پر دین اسلام کی بنیاد ہے۔ یہی شریعت اور صراط مستقیم ہے جبکہ اجماع اور قیاس

وغیرہ اس کی فرع ہیں۔

اہل حدیث پر ایک اعتراض

بعض حنفی اہل حدیث پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اہل حدیث اجماع وقیاس کو نہیں مانتے تو واضح رہے کہ یہ محض الزام ہے، اہلحدیث اجماع وقیاس بلکہ اجتہاد تک کو مانتے ہیں لیکن جیسا کہ واضح کیا گیا ہے کہ دین اسلام کے اصل ماخذ دو ہی ہیں یعنی قرآن وحدیث اور اجماع وقیاس اس کی فرع ہیں۔ نیز قیاس واجتہاد وقتی اور عارضی چیزیں ہیں جبکہ قرآن و حدیث مستقل حیثیت رکھتے ہیں اور اصل اتھارٹی یہی دو چیزیں ہیں۔ فافہم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (الاحزاب:۴۰)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اس مسئلہ پر تمام اُمت کا اجماع واتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ورسالت کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ دجال وکذاب ہوگا۔ احادیث میں اس مضمون کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

(۱) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میری اور اگلے

پیغمبروں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا اس کو خوب آراستہ پیراستہ کیا مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس میں آتے جاتے اور تعجب کرتے ہیں کہ اس اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی گئی (اور اس مکان کی وہ آخری) اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں''۔ (بخاری۔ کتاب المناقب باب خاتم النبیین ﷺ)۔ یعنی آپ ﷺ کے تشریف لے آنے سے قصر نبوت کامل و مکمل ہو گیا۔

۲ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل پر نبی حکومت کیا کرتے تھے جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی ہوتا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، البتہ میرے بعد خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب ماذکرعن بنی اسرائیل، مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بالوفاء ببیعۃ الخلفاء)

رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی آنے والا نہیں اور نہ کوئی نئی شریعت نازل ہونے والی ہے۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام بھی جب تشریف لائیں گے تو وہ لوگوں کو عیسائی نہیں بنائیں گے بلکہ محمدی بنانے کے لئے تشریف لائیں گے اور وہ خود بھی ہمارے نبی ﷺ کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے اور اسی شریعت اسلامیہ کی طرف لوگوں کو بھی دعوت دیں گے۔ نبی ﷺ اگرچہ وفات پا چکے ہیں کیونکہ جو انسان دنیا میں آتا ہے آخر کار اسے ایک نہ ایک دن دنیا سے واپس بھی جانا ہوتا ہے۔ موت کا پیالہ تو ہر فرد و بشر کو پینا ہی ہے لیکن آپ ﷺ کی رسالت کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک باقی رکھا ہے۔ کیونکہ آپ محمد رسول اللہ ﷺ اور خاتم النبیین ہیں اور آپ کی رسالت قیامت تک قائم ہے۔ اور جب یہ بات واضح اور ثابت ہے تو پھر اطاعت و فرمانبرداری اور پیروی بھی صرف اور صرف نبی ﷺ ہی کی ہو گی۔ کسی دوسرے فوت شدہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام ہی نہیں دیا کہ نبی ﷺ کے علاوہ اطاعت و اتباع اور پیروی اس کی بھی اختیار کی جائے۔ یہ صرف نبی ﷺ ہی کا خاصہ اور

آپ ﷺ ہی کی خصوصیت ہے کہ اطاعت و پیروی آپ ﷺ کے ساتھ خاص کر دی گئی ہے۔

قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ سے صاف طور پر واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد نبی ﷺ ہی کی اطاعت و پیروی ضروری ہے اور آپ ﷺ کی اطاعت گویا اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے (النساء:۸۰) کیونکہ آپ اللہ کے رسول یعنی پیغمبر (پیغام بر) ہیں یعنی انسانوں تک اللہ کا پیغام پہنچانے والے ہیں۔

اس تفصیل کا خلاصہ یہ ہے:

① رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کی رسالت قیامت تک باقی رہے گی لہٰذا اُمت پر یہ امر لازم کیا گیا ہے کہ وہ آپ ﷺ کی اطاعت کرے اور آپ ﷺ کی سنت کی اتباع کرے۔

② آپ ﷺ اللہ کے رسول (پیغمبر) ہیں اور رسول ہونے کے ناطے آپ ﷺ کا رابطہ اللہ تعالیٰ سے قائم رہتا تھا۔ آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ جب چاہتا وحی نازل فرماتا تھا۔ اور وحی کے ذریعے آپ ﷺ کی راہنمائی کی جاتی تھی۔ آپ ﷺ سے اگر کوئی لغزش رونما ہوتی تو وحی کے ذریعے اس کی اصلاح کر دی جاتی تھی۔

آپ کا ہر قدم وحی کے تابع تھا اور اللہ تعالیٰ جیسا حکم نازل فرماتا آپ ﷺ اسی طرح اس پر عمل پیرا ہو جاتے:

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ (الانعام:۵۰)

میں تو صرف اس وحی کا تابعدار ہوں کہ جو مجھ پر کی جاتی ہے۔

نیز ملاحظہ فرمائیں سورۃ النجم:۳،۴۔

علماءِ اُمت کی ذمہ داریاں

① حدیث میں ہے:

ان العلماء ورثة الانبیاء ان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درهما انما ورثوا العلم فمن اخذ به اخذ بحظ وافر

(سنن الترمذی کتاب العلم باب ما جاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ)

بیشک علماء انبیاء کرام کے وارث ہوتے ہیں اور انبیاء اپنے ورثہ میں درہم و دینار چھوڑ کر نہیں جاتے بلکہ ان کا ورثہ علم ہوتا ہے پس جس نے اس علم کو حاصل کیا تو اس نے ایک وافر حصہ لے لیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن وحدیث کا وارث اور حامل علماء کرام کو بنایا اور ان کی یہ ذمہ داری لگادی کہ وہ اس علم کو اُمت کی طرف منتقل کرتے رہیں۔ علماء کرام قرآن وحدیث کے علم کو اُمت تک پہنچانے اور منتقل کرنے کے لئے واسطہ کا کام سرانجام دیتے ہیں اور علماء کرام لوگوں کو اپنی اطاعت و پیروی کی دعوت نہیں دیتے بلکہ وہ لوگوں کو قرآن وحدیث کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اور قرآن وحدیث سے ثابت شدہ مسائل سے انہیں آگاہ کرتے رہتے ہیں۔

② علماء کرام سے مسائل میں بعض اوقات غلطی کا صدور بھی ہو جاتا ہے اور وہ غلطی کو پہچان بھی نہیں پاتے کیونکہ ان کے ساتھ وحی کا سلسلہ نہیں ہوتا کہ انہیں فوری طور پر غلطی پر متنبہ کر دیا جائے۔ وحی کا سلسلہ صرف انبیاء کرام کی خصوصیت ہے۔ علاوہ ازیں علماء انبیاء کرام کی طرح غلطیوں سے پاک نہیں ہوتے۔ عصمت صرف انبیاء کرام کے ساتھ خاص ہے یعنی وہ معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں۔

③ قرآن وحدیث میں رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی عالم، امام وغیرہ کی اطاعت و پیروی

کا حکم نہیں دیا گیا ہے اور نہ اس اُمت کو کسی کی تقلید کا پابند بنایا گیا ہے کچھ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ: (۱) ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام کی تقلید واجب ہے۔ (۲) اب (موجودہ دور میں) تقلید شخصی ضروری ہے۔ (۳) تقلید پر اجماع ہے وغیرہ۔

لیکن یہ تمام دعوے جھوٹے ہیں اور کذابین کے مشہور کردہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نبی ﷺ کی اتباع و پیروی کے علاوہ کسی اُمتی کی تقلید واجب نہیں بلکہ تقلید گمراہی کا دوسرا نام ہے اور مقلد سنت نبوی ﷺ کا تارک بن جاتا ہے۔ اور محبت رسول ﷺ سے محروم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا تقلید کا ترک کرنا واجب ہے۔ تقلید شخصی بھی گمراہی ہے اور ترک تقلید پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کا اجماع ہے۔

اس وضاحت کے بعد اب ہم تقلید کے اس مضمون کو حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ تعالیٰ کے اس قیمتی مضمون پر ختم کرتے ہیں:

تقلید: ''جو شخص نبی نہیں ہے اس کی بات بغیر دلیل کے ماننے کو تقلید کہتے ہیں''۔ دیکھئے (مسلم الثبوت ص ۲۸۹) اس تعریف پر امت مسلمہ کا اجماع ہے (الاحکام لابن حزم: ص ۸۳۶) لغت کی کتاب ''القاموس الوحید'' میں تقلید کا درج ذیل مفہوم لکھا ہوا ہے: ''بے سوچے سمجھے یا بے دلیل پیروی، نقل، سپردگی''۔ ''بلا دلیل پیروی، آنکھ بند کر کے کسی کے پیچھے چلنا، کسی کی نقل اتارنا جیسے قلد القرد الانسان'' (ص ۱۳۴۶) نیز دیکھئے المعجم الوسیط (ص ۷۵۴)

جناب مفتی احمد یار نعیمی بدایونی بریلوی نے غزالی سے نقل کیا ہے کہ:

التقلید هو قبول قول بلا حجة (جاء الحق ج ۱ ص ۱۵ طبع قدیم)

اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب سے پوچھا گیا کہ ''تقلید کی حقیقت کیا ہے اور تقلید کسے

کہتے ہیں''؟ تو انھوں نے فرمایا: ''تقلید کہتے ہیں امتی کا قول ماننا بلا دلیل''۔ عرض کیا گیا کہ کیا اللہ اور رسول ﷺ کے قول کو ماننا بھی تقلید کہلائے گا؟ فرمایا: ''اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ماننا تقلید نہ کہلائے گا وہ اتباع کہلاتا ہے''۔ (الافاضات الیومیہ/ملفوظات حکیم الامت ۳/ ۱۵۹ ملفوظ ۲۲۸) یاد رہے اصول فقہ میں لکھا ہوا ہے کہ: قرآن ماننا، رسول ﷺ کی حدیث ماننا، اجماع ماننا، گواہوں کی گواہی پر فیصلہ کرنا، عوام کا علماء کی طرف رجوع کرنا (اور مسئلہ پوچھ کر عمل کرنا) تقلید نہیں ہے۔ (دیکھئے مسلم الثبوت: ص ۲۸۹ والتقریر و التحبیر: ۳/۴۵۳)

محمد عبید اللہ الاسعدی دیوبندی تقلید کے اصطلاحی مفہوم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: ''کسی کی بات کو بلا دلیل مان لینا تقلید کی اصل حقیقت یہی ہے لیکن ......'' (اصول الفقہ ص ۲۶۷) اصل حقیقت کو چھوڑ کر نام نہاد دیوبندی فقہاء کی تحریفات کون سنتا ہے!

احمد یار نعیمی صاحب لکھتے ہیں کہ: ''اس تعریف سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنے کو تقلید نہیں کہہ سکتے کیونکہ ان کا ہر قول و فعل دلیل شرعی ہے تقلید میں ہوتا ہے: دلیل شرعی کو نہ دیکھنا، لہٰذا ہم حضور ﷺ کے اُمتی کہلائیں گے نہ کہ مقلد، اسی طرح عالم کی اطاعت جو عام مسلمان کرتے ہیں اس کو بھی تقلید نہ کہا جائے گا کیونکہ کوئی بھی ان عالموں کی بات یا ان کے کام کو اپنے لئے حجت نہیں بناتا''۔ (جاء الحق ج ۱ ص ۱۶)۔

اللہ تعالیٰ نے اس بات کی پیروی سے منع کیا ہے جس کا علم نہ ہو (سورۂ بنی اسرائیل: ۳۶) یعنی بغیر دلیل والی بات کی پیروی ممنوع ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی بات بذات خود دلیل ہے اور اجماع کے حجت ہونے پر دلیل قائم ہے۔ لہٰذا قرآن، حدیث اور اجماع کو ماننا تقلید نہیں ہے۔ دیکھئے (التحریر لابن ہمام: ج ۴ ص ۲۴۱،

۲۴۲ فواتح الرحموت: ج ۲ ص ۴۰۰) اللہ اور رسول ﷺ کے مقابلے میں کسی شخص کی بھی تقلید کرنا شرک فی الرسالت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دین میں رائے کے ساتھ فتویٰ دینے کی مذمت فرمائی ہے۔ (صحیح بخاری: ۲/۱۰۸۶ ح ۷۳۰۷) عمر رضی اللہ عنہ نے اہل الرائے کو سنت نبوی ﷺ کا دشمن قرار دیا ہے (اعلام الموقعین: ج ۱ ص ۵۵) امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ ان آثار کی سند بہت زیادہ صحیح ہے۔ (ایضاً)۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اما زلة عالم فان اهتدى فلا تقلدوه دينكم'' اور رہی عالم کی غلطی، اگر وہ ہدایت پر (بھی) ہو تو اپنے دین میں اس کی تقلید نہ کرو۔

(کتاب الزهد لامام وکیع ج ۱ ص ۳۰۰ ح ۷۱ وسندہ حسن، کتاب الزهد لابی داود ص ۱۷۷ ح ۱۹۳ وحلیة الاولیاء ج ۵ ص ۹۷ و جامع بیان العلم وفضله لابن عبدالبر ج ۲ ص ۱۳۶ والاحکام لابن حزم ج ۶ ص ۲۳۶ وصححه ابن القیم فی اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۳۹) اس روایت کے بارے میں امام دارقطنی نے فرمایا:

''والموقوف هو الصحیح'' اور (یہ) موقوف (روایت) ہی صحیح ہے (العلل الواردة ج ۶ ص ۸۱ سوال ۹۹۲) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی تقلید سے منع کیا ہے۔ (السنن الکبریٰ: ۲/۱۰ وسندہ صحیح) ائمہ اربعہ (امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل) نے بھی اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع کیا ہے (فتاوی ابن تیمیہ: ج ۲ ص ۲۱۰، ۲۱۱، اعلام الموقعین: ج ۲ ص ۱۹۰، ۲۰۰، ۲۰۷، ۲۱۱، ۲۲۸) کسی امام سے بھی یہ بات قطعاً ثابت نہیں ہے کہ اس نے کہا ہو: ''میری تقلید کرو'' اس کے برعکس یہ بات ثابت ہے کہ مذاہب اربعہ کی تقلید کی بدعت چوتھی صدی ہجری میں شروع ہوئی ہے۔ (اعلام الموقعین: ج ۲ ص ۲۰۸) اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ تقلید جہالت کا دوسرا نام ہے اور مقلد جاہل ہوتا

ہے: (جامع بیان العلم: ج ۲ ص ۱۱۷، اعلام الموقعین: ج ۲ ص ۱۸۸، ج ۱ ص ۷) ائمہ مسلمین نے تقلید کے ردّ میں کتابیں لکھی ہیں مثلاً امام ابومحمد القاسم بن محمد القرطبی (متوفی ۲۷۶ھ) کی کتاب ''الایضاح فی الرد علی المقلدین'' (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۳۲۹) جبکہ کسی ایک مستند امام سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہے کہ اس نے تقلید کے وجوب یا جواز پر کوئی کتاب یا تحریر لکھی ہو۔ مقلدین حضرات ایک دوسرے سے خونریز جنگیں لڑتے رہے ہیں (معجم البلدان: ج ۱ ص ۲۰۹، ج ۳ ص ۱۱۷، الکامل لابن الاثیر: ج ۸ ص ۳۰۷، ۳۰۸، وفیات الاعیان: ج ۳ ص ۲۰۸) ایک دوسرے کی تکفیر کرتے رہے ہیں (میزان الاعتدال: ج ۴ ص ۵۲، الفوائد البہیہ ص ۱۵۲، ۱۵۳)۔ انہوں نے بیت اللہ میں چار مصلے قائم کر کے اُمت مسلمہ کو چار ٹکڑوں میں بانٹ دیا۔ چار اذانیں چار اقامتیں اور چار امامتیں!! چونکہ ہر مقلد اپنے زعم باطل میں اپنے امام و پیشوا سے بندھا ہوا ہے، اس لئے تقلید کی وجہ سے اُمت مسلمہ میں کبھی اتفاق و امن نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا آیئے ہم سب مل کر کتاب وسنت کا دامن تھام لیں۔ کتاب وسنت میں ہی دونوں جہانوں کی کامیابی کا پورا پورا یقین ہے۔

تقلید کی تباہ کاریاں

تقلید ایک ایسی بدعت ہے جو انسان کے دین و ایمان کو غارت کر کے رکھ دیتی ہے، ایک مقلد جس کے دل میں امام کی محبت اس انداز سے ڈال دی جاتی ہے کہ وہ اپنے امام ہی کو صاحب شریعت تصور کرنے لگتا ہے اور عملاً اسے رسالت کے منصب پر فائز کر دیتا ہے۔ اب اس مقلد کے سامنے قرآن وحدیث کی واضح نص بھی آ جائے تو یہ اپنے منتخب امام ہی کی طرف دیکھتا ہے اور اس کے فیصلے کا منتظر رہتا ہے اور حدیث بھی صرف وہی مانتا ہے جس سے اس کے مسلک کی تائید ہوتی ہے اور جو حدیث اس کے مسلک کے خلاف ہو تو اول اس

کی عجیب وغریب تاویل کی جاتی ہے اور تاویل سے بھی کام نہ بنے تو پھر حدیث ہی کو رڈ کر دیا جاتا ہے۔ جبکہ مقلدین یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ وہ ادلہ اربعہ کو مانتے ہیں یعنی ① قرآن مجید۔ ② سنت رسول اللہ ﷺ ③ اجماع اور ④ قیاس۔ لیکن تقلید کی رَو میں بہہ کر مقلدین عموماً ادلہ اربعہ کا خیال بھی بھول جاتے ہیں اور صرف تقلید کے گن گاتے رہتے ہیں اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ادلہ اربعہ میں بھی تقلید کا کوئی ذکر نہیں ہے جس سے ثابت ہوا کہ تقلید دلیل کا نام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور حقوق وعبادات میں وحدہ لا شریک ہے اور وہ کسی کی شرکت کسی طور پر بھی برداشت نہیں کرتا۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ اپنی رسالت میں بھی اکیلے ہیں اور ان کی رسالت میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔ لہٰذا کسی اُمتی کو آپ کی رسالت میں شریک ٹھہرانا شرک فی الرسالت کہلائے گا اور نبی ﷺ کو چھوڑ کر کسی اُمتی کی اطاعت وفرمانبرداری اختیار کر لینا اور دین کے ہر معاملے میں اُمتی کی اطاعت کرنا اور اطاعت ہی نہیں بلکہ اس کی تقلید کو اختیار کر لینا اور اس تقلید کو لازم وضروری اور واجب قرار دینا یہی شرک فی الرسالت ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اہل تقلید کے نزدیک امام کا قول وفعل ہی قابل تقلید ہے تو گویا انہوں نے نبی ﷺ کو رسالت سے عملاً معزول کر رکھا ہے پھر اہل تقلید کے اس دعویٰ میں بھی کوئی صداقت نہیں کہ وہ اہل سنت والجماعت ہیں کیونکہ جب نبی ﷺ کی سنت کو عملاً انہوں نے واجب العمل ہی نہیں سمجھا تو وہ اہل سنت کس طرح ہو سکتے ہیں؟ کیونکہ اہل سنت کا مطلب ہے رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع کرنے والا اور سنت سے محبت کرنے والا لہٰذا اب انہیں انتہائی فخر کے ساتھ اپنے آپ کو اہل تقلید کہلوانا چاہیئے۔ اور لوگوں پر واضح کر دینا چاہیئے کہ وہ اہل التقلید والجماعت ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے مخالفین کو کثرت کے ساتھ غیر مقلد کہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اُن

کے مخالفین تقلید کو نہیں مانتے اور وہ تقلید کے مخالف ہیں۔تو جب انہیں تقلید سے اس قدر شدید محبت ہے تو اس کا تقاضا ہے کہ وہ ضرور اہل تقلید کہلوائیں اور اہل تقلید کہلوانے پر فخر کریں اور وہ اہل سنت کہلوانا چھوڑ دیں کیونکہ ان الفاظ سے وہ لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں یا لوگ دھوکا کھاجاتے ہیں۔ نبی ﷺ کا اِرشاد ہے:

مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّيْ (مسلم کتاب الایمان:۲۸۴)

''جس نے دھوکا دیا وہ مجھ میں سے نہیں ہے''۔

اور ایک روایت میں ہے:

مَنْ غَشَّنا فليس منا (مسلم ح:۲۸۳)

''جس نے ہم (مسلمانوں) کو دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔

اور ایک روایت میں ہے:

من غش المسلمين فليس منهم (طبرانی کبیر ۳۵۹/۱۸) ورجالہ ثقات (مجمع الزوائد:۷۹/۴)

''جس نے مسلمانوں کو دھوکا دیا وہ ان میں سے نہیں ہے''۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مقلدین کی نگاہ میں قرآن وحدیث کی حقیقتاً کوئی اہمیت نہیں ہے بلکہ ان کے ہاں اصل اہمیت تقلید کو حاصل ہے۔سوال یہ ہے کہ ہم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید اختیار کریں اور ان کے بتائے ہوئے مسلک سے وابستہ رہیں جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ عظام نے لوگوں کو تقلید سے روکا۔اگر تقلید اختیار کرنا شرعی مسئلہ ہے تو پھر اس کا حکم قرآن وحدیث میں واضح طور پر موجود ہونا ضروری ہے لیکن قرآن وحدیث کے نصوص اس تقلید کا انکار کرتے ہیں۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بعد صرف

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہی کو لازمی وضروری قرار دیا گیا ہے اور رسول کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت کہا گیا ہے۔ اللہ اور رسول کی اطاعت لازمی، دائمی اور غیر مشروط ہے جبکہ اولوا الامر کی اطاعت عارضی اور مشروط ہے اور اختلاف کے وقت صرف اللہ اور رسول کی طرف رجوع کا حکم ہے جس کی تفصیل گذر چکی ہے۔

مقلدین کے اکابرین کے اقوال

تقلید کے متعلق مقلدین کے اکابرین کے چند اقوال ہم یہاں نقل کرتے ہیں ممکن ہے کہ کوئی ان اقوال کو پڑھ کر صراط مستقیم اختیار کرلے۔

ابوالحسن عبیداللہ کرخی لکھتے ہیں:

ان کل آیة تخالف قول اصحابنا فانها تحمل علی النسخ او علی الترجیح و الاولی ان تحمل علی التأویل من جهة التوفیق (اصول کرخی اصول ۲۸)

''ہر وہ آیت جو ہمارے فقہاء کے قول کے خلاف ہوگی اسے یا تو منسوخ سمجھا جائے یا ترجیح پر محمول کیا جائے گا اور اولی یہ ہے کہ اس آیت کی تاویل کر کے اسے (فقہاء کے قول کے) موافق کرلیا جائے''۔

اسی طرح احادیث کے متعلق بھی یہ قانون بنایا گیا:

ان کل خبر بخلاف قول اصحابنا فانه یحمل علی النسخ او علی انه معارض بمثله ثم صار الی دلیل اخر او ترجیح فیه بما یحتج به اصحابنا من وجوه الترجیح او یحمل علی التوفیق (اصول کرخی اصول ۲۹)

بے شک ہر اس حدیث کو جو ہمارے اصحاب (یعنی فقہاء حنفیہ) کے خلاف ہوگی

منسوخ سمجھا جائے گا اور یا یہ حدیث کسی دوسری حدیث کے خلاف ہے۔ پھر کسی اور دلیل کا تصور کیا جائے گا، پھر بعض وجوہ کی بناء پر اس حدیث کو ترجیح دی جائے گی جو حدیث کہ ہمارے اصحاب کی دلیل ہے۔ یا پھر یہ تصور کیا جائیگا کہ موافقت کی کوئی اور صورت ہوگی (جو ہمیں نہیں معلوم)''

ان اصولوں کو اگر مان لیا جائے تو پھر قرآن وحدیث پر عمل ناممکن ہو جائے گا حالانکہ ایک مسلم کے لئے سب سے مقدم اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہے وہ قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہوئے کسی تیسری شخصیت کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتا لیکن افسوس کہ تقلید نے مقلدین کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا ہے۔ ہم منکرین حدیث کو روتے ہیں اور یہاں گھر ہی میں منکرین حدیث موجود ہیں کہ جو قرآن وحدیث کے بجائے تقلید کو سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔ دیوبندیوں کے شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی فرماتے ہیں:

یترجح مذهبه و قال الحق والانصاف ان الترجیح للشافعی فی هذه المسئلة و نحن مقلدون یجب علینا تقلید امامنا ابی حنیفة والله اعلم

یعنی اس (امام شافعی) کا مذہب راجح ہے اور (محمود الحسن نے) کہا: حق وانصاف یہ ہے کہ اس مسئلے میں (امام) شافعی کو ترجیح حاصل ہے اور ہم مقلد ہیں ہم پر ہمارے امام ابوحنیفہ کی تقلید واجب ہے، واللہ اعلم۔ (التقریر للترمذی ص ۳۶)

غور کریں کس طرح حق وانصاف کو چھوڑ کر اپنے مزعوم امام کی تقلید کو سینے سے لگایا گیا ہے۔ یہی محمود الحسن صاحب صاف صاف اعلان کرتے ہیں کہ:

''لیکن سوائے امام اور کسی کے قول سے ہم پر حجت قائم کرنا بعید از عقل ہے''۔

(ایضاً الادلہ ص ۲۷۶ سطر: ۱۹ مطبوعہ: مطبع قاسمی مدرسہ اسلامیہ دیوبند ۱۳۳۰ھ)

محمود الحسن دیوبندی صاحب مزید فرماتے ہیں:

''کیونکہ قولِ مجتہد بھی قول رسول اللہ ﷺ ہی شمار ہوتا ہے''۔

(تقاریر حضرت شیخ الہند ص ۲۴، الورد الشذی ص ۲)

جناب محمد حسین بٹالوی صاحب نے دیوبندیوں سے تقلید شخصی کے وجوب کی دلیل مانگی تھی، اس کا جواب دیتے ہوئے محمود الحسن صاحب مطالبہ کرتے ہیں کہ:

''آپ ہم سے وجوبِ تقلید کی دلیل کے طالب ہیں۔ ہم آپ سے وجوب اتباعِ محمدی ﷺ و وجوبِ اتباع قرآن کی سند کے طالب ہیں''۔ (ادلہ کاملہ ص ۷۸)

یعنی مقلد اس قدر جاہل ہوتا ہے کہ اسے رسول اللہ ﷺ کے اتباع اور اتباعِ قرآن کی دلیل بھی معلوم نہیں ہوتی۔

۲۔ نبی ﷺ کے دور میں ایک عورت آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تھی تو اس کے خاوند نے اس عورت کو قتل کر دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

الا اشهدوا ان دمها هدر

سن لو، گواہ رہو کہ اس عورت کا خون رائیگاں ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب الحکم فیمن سب رسول اللہ ﷺ ح ۴۳۶۱)

اس حدیث اور دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کی گستاخی کرنے والا واجب القتل ہے۔ یہی مسلک امام شافعی اور محدثین کرام کا ہے، جبکہ حنفیوں کے نزدیک شاتم الرسول کا ذمہ باقی رہتا ہے۔ (دیکھئے الہدایہ ج:۱ص:۵۹۸)۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

و اما ابو حنيفة و اصحابه فقالوا ليس ينقض العهد بالسب ولا يقتل الذمي بذلك لكن يعزر على اظهار ذلك ......الخ

ابو حنیفہ اور اس کے اصحاب (شاگردوں و متبعین) نے کہا: (آپ ﷺ کو) گالی دینے سے معاہدہ (ذمہ) نہیں ٹوٹتا اور ذمی کو اس وجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا لیکن اگر وہ یہ حرکت اعلانیہ کرے تو اسے تعزیر لگے گی......الخ۔

(الصارم المسلول بحوالہ رد المحتار علی الدر المختار ج ۳ ص ۳۰۵)

اس نازک مسئلے پر ابن نجیم حنفی نے لکھا ہے کہ:

نعم نفس المؤمن تميل إلى قول المخالف في مسئلة السب لكن اتباعنا للمذهب واجب

جی ہاں، گالی کے مسئلہ میں مومن کا دل (ہمارے) مخالف کے قول کی طرف مائل ہے لیکن ہمارے لئے ہمارے مذہب کی اتباع (تقلید) واجب ہے۔

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق ج ۵ ص ۱۱۵)

۳۔ حسین احمد مدنی ٹانڈوی لکھتے ہیں کہ:

''ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک مرتبہ تین عالم (حنفی، شافعی اور حنبلی) مل کر ایک مالکی کے پاس گئے اور پوچھا کہ: تم ارسال کیوں کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ: میں امام مالک کا مقلد ہوں دلیل ان سے جا کر پوچھو اگر مجھے دلائل معلوم ہوتے تو تقلید کیوں کرتا؟ تو وہ لوگ ساکت ہو گئے''۔

(تقریر ترمذی اردو ص ۳۹۹ مطبوعہ: کتب خانہ مجیدیہ ملتان)۔

(ارسال: ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا۔ ساکت: خاموش)۔

۴۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ:

نبی ﷺ ایک وتر پڑھتے تھے اور آپ (وتر کی) دو رکعتوں اور ایک رکعت کے درمیان (سلام پھیر دیتے اور) باتیں کرتے تھے''

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۹۱ ح ۶۸۰۳)۔

ایسی ایک روایت المستدرک للحاکم سے نقل کر کے انور شاہ کشمیری دیوبندی فرماتے ہیں:

''ولقد تفکرت فیه قریبا من اربعة عشر سنة ثم استخرجت جوابه شافیا و ذلك الحدیث قوی السند ......''

اور میں نے اس حدیث (کے جواب) کے بارے میں تقریباً چودہ سال تفکر کیا ہے۔ پھر میں نے اس کا شافی (شفا دینے والا اور کافی) جواب نکال لیا۔ اور یہ حدیث سند کے لحاظ سے قوی ہے۔ الخ۔ (العرف الشذی ج۱ص۱۰۷ واللفظ لہ، فیض الباری ج۲ص۳۷۵ و معارف السنن للبنوری ج۴ص۲۶۴ و درس ترمذی ج۲ص۲۲۴)

۵۔ احمد یار خان نعیمی بریلوی لکھتے ہیں کہ:

''اب ایک فیصلہ کن جواب عرض کرتے ہیں وہ یہ کہ ہمارے دلائل یہ روایات نہیں۔ ہماری اصل دلیل تو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ ہم یہ آیت واحادیث مسائل کی تائید کے لئے پیش کرتے ہیں، احادیث یا آیات امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی دلیلیں ہیں......'' (جاءالحق ج۲ص۹۱ طبع قدیم)

نعیمی مذکورہ صاحب مزید لکھتے ہیں کہ:

''کیونکہ حنفیوں کے دلائل یہ روایتیں نہیں ان کی دلیل صرف قولِ امام ہے، الخ (جاءالحق ج۲ص۹)

۶۔ ایک آدمی نے مفتی محمد (دیوبندی) صاحب دارالافتاء والارشاد، ناظم آباد کراچی کو خط لکھا کہ:

''ایک شخص تیسری رکعت میں امام کے ساتھ شریک ہوا، امام اگر سجدہ سہو کے لئے سلام پھیرے تو تیسری رکعت میں شریک ہونے والا مسبوق بھی سلام پھیرے یا نہیں؟ یہاں ایک صاحب بحث کرر ہے ہیں کہ اگر سلام نہیں پھیرے گا تو امام

کی اقتداءنہیں رہے گی۔آپ دلیل سے مطمئن کریں (مجاہد علی خان کراچی)۔

دیوبندی صاحب نے اس سوال کا درج ذیل جواب دیا:

جواب: مسبوق یعنی جو پہلی رکعت کے بعد امام کے ساتھ شریک ہوا وہ سجدہ سہو میں امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے، اگر عمداً پھیر دیا تو نماز جاتی رہی، سہواً پھیرا تو سجدہ سہو لازم ہے، مسئلہ سے جہالت کی بناء پر پھیرا تو بھی نماز فاسد ہوگئی، عوام کے لئے دلائل طلب کرنا جائز نہیں، نہ آپس میں مسائل شرعیہ پر بحث کرنا جائز ہے، بلکہ کسی مستند مفتی سے مسئلہ معلوم کر کے اس پر عمل کرنا ضروری ہے''۔

(ہفت روزہ ضرب مومن جلد:۳ شمارہ:۱۵، ۲۱ تا ۲۷ ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ ۹ تا ۱۵ اپریل ۱۹۹۹ ص ۶ کالم: آپ کے مسائل کا حل)

۷۔ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ:

من ادرك من الصبح ركعة قبل أن تطلع الشمس فقد ادرك الصبح

جس نے صبح کی ایک رکعت، سورج کے طلوع ہونے سے پہلے پالی تو اس نے یقیناً صبح (کی نماز) پالی۔ (بخاری: ۵۷۹ و مسلم: ۶۰۸)۔

فقہ حنفی اس صحیح حدیث کا مخالف ہے۔ مفتی رشید احمد لدھیانوی اس مسئلے پر کچھ بحث کر کے لکھتے ہیں:

''غرضیکہ یہ مسئلہ اب تک تشنۂ تحقیق ہے۔ معہذا ہمارا فتوی اور عمل قولِ امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق ہی رہے گا اس لئے کہ ہم امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقلد ہیں اور مقلد کے لئے قولِ امام حجت ہوتا ہے نہ کہ ادلہء اربعہ کہ ان سے استدلال وظیفۂ مجتہد ہے''۔ (ارشاد القاری الی صحیح البخاری ج ۱ ص ۴۱۲)۔

دراصل حنفیوں نے اس حدیث کے علی الرغم قیاس کیا ہے اور قیاس کو مان کر حدیث کا انکار کر دیا ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ ''جس کو صبح کی ایک رکعت سورج طلوع ہونے سے پہلے مل

گئی تو اس نے صبح کی نماز پالی اور جس کو عصر کی ایک رکعت سورج غروب ہونے سے پہلے مل گئی تو اس نے عصر کی نماز پالی۔

اس مقام پر حنفیوں کا کہنا ہے کہ ایسے شخص کی فجر کی نماز باطل ہو جائے گی اور عصر کی نماز ادا ہو جائے گی۔ کیونکہ اس شخص نے فجر کی نماز کامل وقت میں شروع کی تھی اور پھر ناقص وقت آ گیا لہٰذا اس کی فجر کی نماز باطل ہو گئی اور عصر کی نماز اس نے ناقص وقت میں شروع کی تھی اور پھر کامل وقت آ گیا لہٰذا اس کی نماز ہو گئی۔ اس طرح حنفیوں نے حدیث کا تو انکار کر دیا اور قیاس کے ذریعے فجر کی نماز کو باطل اور عصر کی نماز کو کامل قرار دے ڈالا۔ یعنی حدیث کے مقابلے میں قیاس پر عمل کیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

لدھیانوی صاحب ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ:

''توسیع مجال کی خاطر اہل بدعت فقہ حنفی چھوڑ کر قرآن و حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور ایفاء عنان کے لئے ہم بھی یہ طرز قبول کر لیتے ہیں ورنہ مقلد کے لئے صرف قولِ امام ہی حجت ہوتا ہے'' (ارشاد القاری ص ۲۸۸)۔

مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''یہ بحث تبرعاً لکھ دی ہے ورنہ رجوع الی الحدیث وظیفہ مقلد نہیں''

(احسن الفتاوی ج ۳ ص ۵۰)

۸۔ قاضی زاہد الحسینی دیوبندی لکھتے ہیں:

''حالانکہ ہر مقلد کے لئے آخری دلیل مجتہد کا قول ہے جیسا کہ مسلم الثبوت میں ہے: اما المقلد فمستندہ قول المجتہد۔

اب اگر ایک شخص امام ابوحنیفہ کا مقلد ہونے کا مدعی ہو اور ساتھ ہی وہ امام ابوحنیفہ کے قول کے ساتھ یا علیحدہ قرآن و سنت کا بطور دلیل مطالعہ کرتا ہے تو وہ بالفاظ

دیگر اپنے امام اور راہ نما کے استدلال پر یقین نہیں رکھتا''۔

(مقدمہ کتاب: دفاع امام ابوحنیفہ از عبدالقیوم حقانی ص ۲۶)۔

۹۔ عامر عثمانی کو کسی نے خط لکھا کہ: ''حدیث رسول ﷺ سے جواب دیں''۔

عامر عثمانی صاحب نے اس کا جواب دیا کہ:

''اب چند الفاظ اس فقرے کے بارے میں کہہ دیں جو آپ نے سوال کے اختتام پر سپرد قلم کیا ہے یعنی: ''حدیث رسول ﷺ سے جواب دیں''۔ اس نوع کا مطالبہ اکثر سائلین کرتے رہتے ہیں۔ یہ دراصل اس قاعدے سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے کہ مقلدین کے لئے حدیث وقرآن کے حوالوں کی ضرورت نہیں بلکہ ائمہ وفقہاء کے فیصلوں اور فتوؤں کی ضرورت ہے۔۔''

(ماہنامہ تجلی دیوبند ج ۱۹ شمارہ: ۱۱، ۱۲ جنوری ۱۹۶۸ء ص ۴۷، اصلی اہلسنت عبدالغفور اثری ص ۱۱۶)

۱۰۔ شیخ احمد سرہندی لکھتے ہیں کہ:

''مقلد کو لائق نہیں کہ مجتہد کی رائے کے برخلاف کتاب وسنت سے احکام اخذ کرے اوران پر عمل کرے''۔ (مکتوبات امام ربانی، مستند اردو ترجمہ ج ۱ ص ۶۰۱ مکتوب: ۲۸۶)

سرہندی صاحب نے تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنے کے بارے میں کہا:

''جب روایات معتبرہ میں اشارہ کرنے کی حرمت واقع ہوئی ہو اور اس کی کراہت پر فتوی دیا ہو اور اشارہ عقد سے منع کرتے ہوں اوراس کو اصحاب کا ظاہر اصول کہتے ہوں تو پھر ہم مقلدوں کو مناسب نہیں کہ احادیث کے موافق عمل کرکے اشارہ کرنے میں جرأت کریں اوراس قدر علمائے مجتہدین کے فتوی کے ہوتے امر محرم اور مکروہ اور منہی کے مرتکب ہوں''۔ (مکتوبات ج ۱ ص ۷۱۸ مکتوب: ۳۱۲)

سرہندی مذکور نے خواجہ محمد پارسا کی فصول ستہ سے نقل کیا ہے کہ:

''حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول کے بعد امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کے موافق عمل کریں گے''۔ (مکتوبات اردو ج ۱ ص ۵۸۵ مکتوب: ۲۸۲)

شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

''(تنبیہ) دودھ چھڑانے کی مدت جو یہاں دوسال بیان ہوئی باعتبار غالب اور اکثری عادت کے ہے۔ امام ابوحنیفہؒ جو اکثر مدت ڈھائی سال بتاتے ہیں ان کے پاس کوئی اور دلیل ہوگی۔ جمہور کے نزدیک دو ہی سال ہیں واللہ اعلم''

(تفسیر عثمانی ص ۵۴۸ سورہ لقمان، آیت ۱۴ حاشیہ: ۱۰)۔

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ تقلید کرنے والے حضرات نہ قرآن مانتے ہیں اور نہ حدیث اور نہ اجماع کو اپنے لئے حجت سمجھتے ہیں، ان کی دلیل صرف قولِ امام ہوتا ہے۔

شاہ ولی اللہ الدھلوی الحنفی نے لکھا ہے کہ:

''اگر تم یہودیوں کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہو تو (ہمارے زمانے کے) علماء سوء کو دیکھو، جو دُنیا کی طلب اور (اپنے) سلف کی تقلید پر جمے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ کتاب وسنت کی نصوص (دلائل) سے منہ پھیرتے اور کسی (اپنے پسندیدہ) عالم کے تعمق، تشدد اور استحسان کو مضبوطی سے پکڑے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ، جو معصوم ہیں، کے کلام کو چھوڑ کر موضوع روایات اور فاسد تاویلوں کو گلے سے لگالیا ہے۔ اسی وجہ سے یہ لوگ ہلاک ہوگئے ہیں۔

(الفوز الکبیر فی اصول التفسیر ص ۱۰، ۱۱)۔

فخر الدین الرازی لکھتے ہیں:

''ہمارے استاد جو خاتم المحققین والمجتھدین ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے فقہاء مقلدین کے ایک گروہ کا مشاہدہ کیا ہے کہ میں نے انہیں کتاب اللہ کی بہت

سی ایسی آیتیں سنائیں جو ان کے تقلیدی مذہب کے خلاف تھیں تو انہوں نے (نہ) صرف ان کے قبول کرنے سے اعراض کیا بلکہ ان کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں دی'' (تفسیر کبیر، سورۃ التوبہ آیت ۳۱ جلد ۱۶)

۹: امام ابو جعفر الطحاوی (حنفی!؟) سے مروی ہے کہ:

''وهل يقلد الا عصبي أو غبي'' تقلید تو صرف وہی کرتا ہے جو متعصب اور بے وقوف ہوتا ہے۔ (لسان المیزان ۱/۲۸۰)

۱۰: عینی حنفی (!) نے کہا:

''فالمقلد ذهل والمقلد جهل و آفة كل شئ من التقليد'' پس مقلد غلطی کرتا ہے اور مقلد جہالت کا ارتکاب کرتا ہے اور ہر چیز کی مصیبت تقلید کی وجہ سے ہے۔

(البنایہ شرح الہدایہ ج ۱ ص ۳۱۷)

۱۱: زیلعی حنفی (!) نے کہا:

''فالمقلد ذهل والمقلد جهل'' پس مقلد غلطی کرتا ہے اور مقلد جہالت کا ارتکاب کرتا ہے (نصب الرایہ ج ۱ ص ۲۱۹) (بحوالہ الحدیث نمبر ۹ تقلید کا مسئلہ)

دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی دیوبندی فرماتے ہیں:

''امام ابو حنیفہ کا غیر مقلد ہونا یقینی ہے'' (مجالس حکیم الامت ص ۳۴۵)

ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہ بھی غیر مقلد تھے اب دیکھئے مقلدین اُن پر کیا فتویٰ لگاتے ہیں؟

۱۲۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے تقلید کے خلاف زبردست بحث کرنے کے بعد فرمایا:

''وأما أن يقول قائل: إنه يجب على العامة تقليد فلان أو فلان فهذا لا يقوله مسلم'' (مجموع الفتاوی ابن تیمیہ ج ۲۲ ص ۲۴۹)۔

اور اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ عوام پر فلاں یا فلاں کی تقلید واجب ہے، تو یہ قول کسی

مسلمان کا نہیں ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ خود بھی تقلید نہیں کرتے تھے، دیکھئے اعلام الموقعین (ج ۲/ ۲۴۱، ۲۴۲)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کسی ایک مسلمان پر بھی علماء میں سے کسی ایک متعین عالم کی ہر بات واجب نہیں ہے کہ ہر چیز میں اسی کی پیروی شروع کر دے'' (مجموع الفتاویٰ: ۲۰/ ۲۰۹)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ:

''......من نصب إماماً فأوجب طاعته مطلقاً اعتقادًا أو حالاً فقد ضل في ذلك كأئمة الضلال الرافضة الإمية''

جس شخص نے ایک امام مقرر کر کے مطلقاً اس کی اطاعت واجب قرار دے دی، چاہے عقیدتاً ہو یا عملاً، تو ایسا شخص گمراہ رافضیوں امامیوں کے سرداروں کی طرح گمراہ ہے۔ (مجموع الفتاوی ۱۹/ ۶۹)۔

۱۳۔ علامہ سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے ایک کتاب لکھی ''كتاب الرد على من أخلد إلى الأرض و جهل أن الإجتهاد في كل عصر فرض'' مطبوعہ: عباس احمد الباز، دارالباز مکۃ المکرمہ، اس کتاب میں انہوں نے ''باب فساد التقليد'' کا باب باندھا ہے (ص ۱۲۰) اور تقلید کا رد کیا ہے:

قاضی ابن ابی العز حنفی لکھتے ہیں:

فطائفة قد غلت في تقليده فلم تترك له قولا وانزلوه منزلة الرسول ﷺ وان اورد عليهم نص مخالفه قوله تاولوه على غير تاويله ليدفعوه عنهم (الاتباع: ۳۰)

مقلدین کی ایک جماعت نے امام ابوحنیفہ کی تقلید میں غلو سے کام لیا ہے انہوں نے امام صاحب کے کسی قول کو ترک نہیں کیا اور انہیں رسول اللہ ﷺ کے مقام و منصب پر فائز کر دیا گیا ہے۔ اگر ان پر کوئی ایسی نص پیش کی جائے جو قول امام کے خلاف ہو، تو وہ اسے ردّ کرنے کے لئے بے جا تاویلیں کرتے ہیں۔

۱۶۔ شیخ حسین بن محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ اور شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ نے فرمایا:

عقيدة الشيخ محمد رحمہ اللہ اتباع ما دل عليه الدليل من كتاب الله و سنة رسول الله ﷺ و عرض اقوال العلماء على ذلك فما وافق كتاب الله و سنة رسوله قبلناه و أفتينا به و ما خالف ذلك ردّدناه على قائله

شیخ محمد (بن عبدالوہاب) رحمہ اللہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جس پر کتاب وسنت کی دلیل ہو اس کی اتباع کی جائے اور علماء کے اقوال کو (کتاب وسنت) پر پیش کرنا چاہیے، جو کتاب وسنت کے موافق ہوں انہیں ہم قبول کرتے ہیں اور ان پر فتوی دیتے ہیں اور جو (کتاب وسنت) کے مخالف (اقوال) ہیں، ہم انہیں ردّ کر دیتے ہیں

(الدرالسنیہ ۱/ ۲۱۹۔۲۲۰، دوسرا نسخہ ۴/ ۱۲۔۱۴۔ والاقناع بما جاء عن ائمۃ الدعوۃ من الأقوال فی الاتباع ص ۲۷)

۱۷۔ عبدالعزیز بن محمد بن سعود رحمہ اللہ (سعودی عرب کے بادشاہ) سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی مذاہب مشہورہ کی تقلید نہیں کرتا، کیا یہ شخص نجات پا جائے گا؟ سلطان عبدالعزیز نے کہا:

''من عبدالله وحده لا شريك له فلم يستغث إلا الله و لم يدع إلا الله و حده و لم يذبح إلا لله وحده ولم ينذر إلا لله و حده ولم يتوكل إلا عليه و يذب عن دين الله و عمل بما عرف من ذلك

بقدر استطاعته فهو ناج بلا شك وإن لم يعرف هذه المذاهب المشهورة'' (الدرالسنیہ ۲/۱۷۰۔۱۷۳طبع جدیدہ والاقناع ص ۳۹۔۴۱)۔

جوشخص ایک اللہ، لاشریک لہ کی عبادت کرے، استغاثہ صرف اسی سے کرے، دعا صرف ایک اللہ ہی سے مانگے ذبح بھی ایک اللہ ہی کیلئے کرے، نذر بھی صرف اسی ہی کی مانے، صرف اسی پر توکل کرے، اللہ کے دین کا دفاع کرے اور اس میں سے جو معلوم ہو حسب استطاعت اس پر عمل کرے تو یہ شخص بغیر کسی شک کے نجات پانے والا ہے، اگرچہ اسے ان مذاھب مشہورہ کا پتہ ہی نہ ہو۔

۱۸۔سعودی عرب کے مفتی شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے فرمایا:

''وإن الحمد لله لست بمتعصب و لكني أحكم الكتاب والسنة و أبني فتاوٰى على ما قاله الله و رسوله، لا على تقليد الحنابلة ولا غيرهم''

میں، بحمدللہ، متعصب نہیں ہوں لیکن میں کتاب و سنت کے مطابق فیصلے کرتا ہوں۔ میرے فتووں کی بنیاد قال اللہ اور قال الرسول پر ہے، حنابلہ یا دوسروں کی تقلید پر نہیں ہے۔ (المجلۃ رقم:۸۰۶ تاریخ ۲۵ صفر ۱۴۱۶ھ ص ۲۳ والاقناع ص ۹۲)۔

(بحوالہ الحدیث ۹ دین میں تقلید کا مسئلہ)

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

اکثر مقلدین عوام بلکہ خواص اس قدر جامد ہوتے ہیں کہ اگر قول مجتہد کے خلاف کوئی آیت یا حدیث کان میں پڑتی ہے ان کے قلب میں انشراح انبساط نہیں رہتا بلکہ اول استنکار قلب میں پیدا ہوتا ہے پھر تاویل کی فکر ہوتی ہے خواہ کتنی ہی بعید ہو اور خواہ دوسری دلیل قوی اس کے معارض ہو بلکہ مجتہد کی دلیل اس مسئلہ

میں بجز قیاس کے کچھ بھی نہ ہو بلکہ خود اپنے دل میں اس تأویل کی وقت نہ ہو مگر نصرت مذہب کے لئے تأویل ضروری سمجھتے ہیں۔ دل یہ نہیں مانتا کہ قول مجتہد کو چھوڑ کر حدیث صحیح صریح پر عمل کرلیں۔ (تذکرۃ الرشید:۱/۱۳۱)

ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"بعض مقلدین نے اپنے ائمہ کو معصوم عن الخطاء ومصیب وجوبا ومفروض الاطاعت تصور کر کے عزم بالجزم کیا، کہ خواہ کیسی ہی حدیث صحیح مخالف قول امام کے ہو اور مستند قول امام کا بجز قیاس کے امر دیگر نہ ہو پھر بھی بہت سی علل وخلل حدیث میں پیدا کر کے یا اس کی تأویل بعید کر کے حدیث کو رد کریں گے اور قول امام کو نہ چھوڑیں گے۔ ایسی تقلید حرام اور مصداق قولہ تعالیٰ: اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا الآیۃ اور خلاف وصیت ائمہ مرحومین کے ہے۔ (امداد الفتاوی ۵/۲۹۷)

وضع احادیث کے اسباب

وضع احادیث کے متعدد اسباب ہیں جن پر محدثین کرام نے مفصل گفتگو کی ہے۔ ان میں سے ایک سبب تقلید بھی ہے۔ مقلدین نے قرآن وحدیث کی بجائے شخصی اقوال کو دین و مذہب قرار دیا تو ان کے اقوال کی تقویت وحمایت کی غرض سے احادیث کو وضع کیا، امام قرطبی رحمہ اللہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

استجاز بعض فقهاء اهل الرأی نسبة الحكم الذی دل عليه القياس الجلی الی رسول ﷺ نسبة قولية فيقولون فی ذلك قال رسول الله ﷺ كذا و لهذا تری كتبهم مشحونة باحاديث تشهد متونها بانها موضوعة تشبة فتاوی الفقهاء ولانهم لا يقيمون لها سندا

اہل رائے نے اس حکم کی نسبت جس پر قیاس جلی دلالت کرے کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے فرمایا ہے کہ اگر آپ فقہ کی کتابیں ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ ایسی روایات سے بھری ہوئی ہیں جن کے متن من گھڑت ہونے پر گواہی دیتے ہیں۔ وہ متن ان کتابوں میں اس وجہ سے درج ہیں کہ وہ فقہاء کے فتوؤں کے موافق مشابہت رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ ان کی سند بھی نہیں پاتے۔

(بحوالہ الباعث الحثیث ص ۸۸)۔

مولانا عبدالحئ لکھنوی مرحوم حنفی نے کھل کر اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ:

السادس قوم حملهم على الوضع التعصب المذهبي والتجمد التقليدي كما وضع مامون الهروي حديث من رفع يديه في الركوع فلا صلوة له و وضع حديث من قرأ خلف الامام فلا صلوٰة له وضع ايضا حديثا في ذم الشافعي و حديثا في منقبة ابي حنيفة

یعنی روایات کو وضع کرنے کا چھٹا گروہ وہ ہے جن کو مذہبی تعصب اور تقلیدی جمود نے وضع پر اُبھارا ہے جیسا کہ مامون ہروی نے یہ روایات وضع کیں کہ جو رفع الیدین کرے گا اس کی نماز نہیں، اور جو امام کے پیچھے قراءت کرے اس کی نماز نہیں، اسی طرح امام شافعی کی مذمت اور مناقب ابوحنیفہ (میں اس نے روایت کو) وضع کیا ہے۔ (الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ ص:۱۷)

مولانا لکھنوی مرحوم نے یہ جو بات کہی ہے وہ بالکل انصاف پر مبنی ہے، تقلیدی تعصب اور اقوال فقہاء اور آراء الرجال کی تائید و نصرت میں ان کے مقلدین نے متعدد روایات کو وضع کیا ہے۔ آج بھی یہ لوگ وضع احادیث کرنے سے نہیں ڈرتے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۴،۳۵)۔

قرآن وحدیث میں تحریف

تحریف کا مطلب ہے کسی مضمون کو بدل دینا، تحریر میں اصل الفاظ بدل کر کچھ اور لکھ دینا، عبارت میں ردّ و بدل، تغیر وتبدل کرنا۔ یہود کے علماء کی اللہ تعالیٰ نے یہ صفت بیان کی ہے کہ وہ کتاب اللہ کے مضمون میں ردّ و بدل اور تبدیلی کر ڈالتے تھے اور اللہ کے فرمان کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَکُمْ وَ قَدْ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ یَسْمَعُوْنَ کَلٰمَ اللّٰہِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَہٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْہُ وَ ھُمْ یَعْلَمُوْنَ (البقرۃ:۷۵)

”(اے مسلمانوں) کیا پھر بھی تم توقع رکھتے ہوں کہ یہ تمہاری بات مان لیں گے حالانکہ ان میں سے ایک گروہ ایسا بھی تھا جو اللہ کا کلام سننے اور اس کو سمجھ لینے کے بعد تحریف کر ڈالتے تھے حالانکہ وہ جانتے ہوتے تھے“۔

مِنَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ وَ یَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَ عَصَیْنَا وَ اسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ وَّ رَاعِنَا لَیًّا بِاَلْسِنَتِھِمْ وَطَعْنًا فِی الدِّیْنِ (النساء:۴۶)

”ان لوگوں میں سے جو یہودی ہیں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو الفاظ کو ان کے موقع ومحل سے پھیر دیتے ہیں (بظاہر کہتے ہیں) ہم نے سنا اور دل میں کہتے ہیں ہم نے قبول نہیں کیا اور آپ سے کہتے ہیں سنو (اور دل میں کہتے ہیں) تجھے سنائی نہ دے اور آپ کو راعنا کے بجائے راعینا کہتے ہیں اپنی زبان کو توڑ موڑ کر اور تمہارے دین پر طعن کرتے ہوئے“۔

ایک اور مقام پر اشاد ہے:

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ وَ لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

''پھران کے اپنے عہد کوتوڑ دینے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اوران کے دلوں کوسخت بنادیا۔ وہ الفاظ کوان کے (اصل) موقع محل سے بدل دیتے ہیں اور جونصیحت انہیں کی گئی تھی وہ اس کے ایک بڑے حصے کو بھول گئے اورتم (آئندہ بھی) ان کی کسی نہ کسی خیانت سے آگاہ ہوتے رہو گے۔ ان میں سے بہت کم لوگوں کے سوا جو بچے ہوئے ہیں پس انہیں معاف کردواوران سے درگزرکرو۔ اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔(المائدة:١٣)۔

تحریف کے علاوہ علماء یہود کی ایک عادت یہ بھی تھی کہ وہ ایک مسئلہ اپنی طرف سے گھڑ لیتے اور پھرلوگوں کو باورکرواتے کہ یہ فرمان رب العالمین ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَ وَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ (البقرة:٧٩)

''پس ان لوگوں کے لئے تباہی ہے جواپنے ہاتھوں سے کتاب (ایک تحریر) لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے (یعنی اللہ کا فرمان ہے) تاکہ اس (فتوی) کے ذریعے قلیل سا معاوضہ حاصل کریں پس ان لوگوں کے لئے تباہی ہے جواِن کے ہاتھوں نے لکھا اوران کے لئے تباہی ہے جوان کے ہاتھوں نے کمایا''۔

کتاب عربی زبان میں کسی تحریر، خط وغیرہ کو بھی کہتے ہیں:

یہود و نصاریٰ جن بیماریوں میں مبتلا ہوئے تھے اور نفس پرستی اور اللہ کی نافرمانی کی وباء جس طرح ان کے رگ و ریشہ میں پیوست ہوگئی تھی آج اُمت مسلمہ بھی ان ہی بیماریوں سے دوچار ہے بلکہ بعض معاملات میں انہوں نے یہود و نصاریٰ کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے اور آج یہ بھی انہی مغضوب علیہم اور ضال و گمراہ لوگوں کے نقش قدم پر چل پڑی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی کہ ایسا دور بھی آجائے گا کہ جب اُمت مسلمہ بھی یہود و نصاریٰ کی سنت کو اختیار کرلے گی اور ان کے نقش قدم پر رواں دواں ہوجائے گی۔ جناب ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حدثنا سعيد بن أبن مريم حدثنا ابو عثمان قال حدثني زيد بن اسلم عن عطاء ابن يسارعن أبي سعيد رضی اللہ عنہ ان النبي ﷺ قال لتتبعن سنن من قبلكم شبرا بشبر و ذراعا بذراع حتى لو سلكوا جحر ضب لسلكتموه قلنا يارسول الله اليهود والنصارى؟ قال النبي ﷺ فمن؟ (صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ماذکر عن بنی اسرائیل حدیث نمبر ۳۴۵۶-۷۳۲۰)

تم لوگ بھی اگلے لوگوں کے نقش قدم پر چلنے لگو گے، یہاں تک کہ جیسے بالشت، بالشت کی طرح اور ہاتھ دوسرے ہاتھ کی طرح ہوتا ہے (تم لوگ بھی بالکل ان کے ہم رنگ ہوجاؤ گے) یہاں تک کہ ان میں سے اگر کوئی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہوگا تو تم بھی اس میں داخل ہوکر رہو گے۔ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا اگلے لوگوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اور کون مراد ہوسکتا ہے؟ (یعنی تم یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلنے لگو گے اور ان کی

راہ کو اختیار کرلو گے)۔

جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حدثنا أحمد بن یونس حدثنا إبن أبی ذئب عن المقبری عن أبی هریرة رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعة حتی تأخذ أمتی بأخذ القرون قبلها شبرا بشبر و ذراعا بذراع فقیل یارسول اللہ کفارس والروم ؟ فقال:ومن الناس إلا أولئك

(صحیح بخاری کتاب الاعتصام ح:۷۳۱۹)

قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ میری اُمت بھی اگلے لوگوں کے نقش قدم پر نہ چلنے لگے جیسے بالشت دوسری بالشت کی طرح اور ہاتھ دوسرے ہاتھ کی طرح ہوتا ہے (اسی طرح میری اُمت بھی اگلے لوگوں کی طرح ہوجائے گی اوران کے طور طریقے کو اختیار کرلے گی) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم: کیا اگلے لوگوں سے مراد فارس اور روم والے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں انکے علاوہ اورکوئی دوسرا مراد نہیں۔

اوپر والی حدیث میں وضاحت ہے کہ اس سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں۔

قرآن وحدیث میں جھوٹ بولنے پر وعید

قرآن مجید کی کسی آیت میں کوئی شخص تحریف کردے یا اس آیت کے معنی ومطالب کو اپنی خواہش کے مطابق بیان کرے یا کسی من گھڑت بات کو قرآن کے حوالے سے بیان کرے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولے ایسے شخص کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ

الظّٰلِمُوْنَ (الانعام:۲۱)

اوراس شخص سے بڑھ کرظالم کون ہوگا جواللہ پرجھوٹ باندھے یااس کی آیات کو جھٹلائے۔یقیناً ظالم فلاح نہیں پاتے''۔

دوسرے مقام پرارشاد ہے:

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَى اللهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ (یونس:۱۷)

پھراس شخص سے بڑھ کرظالم اورکون ہے جواللہ پرجھوٹ باندھے یااس کی آیات کوجھٹلائے بے شک مجرم لوگ فلاح نہیں پاتے۔

اللہ تعالیٰ پرجھوٹ بولنے والا گویا اللہ تعالیٰ پرجھوٹا بہتان لگاتا ہے لہٰذااس سے بڑھ کرظالم کوئی نہیں ہوسکتا۔

رسول اللہ ﷺ پرجھوٹ بولنے پروعید

رسول اللہ ﷺ پرجھوٹ بولنا، یا جانتے بوجھتے کوئی موضوع (جھوٹی) روایت بیان کرنا یا حدیث رسول ﷺ میں تحریف کرکے اس کے معنی ومطلب کو بدل دینا ان تمام اعمال پر احادیث میں سخت وعیدوارد ہوئی ہیں۔

(۱) جناب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا ہے:

ان کذبا علی لیس ککذب علی احد من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما یکرہ من النیاحہ علی المیت رقم:۱۲۹۱،صحیح مسلم مقدمۃ الرقم ۵)

''بیشک مجھ پر جھوٹ باندھنا دوسرے لوگوں پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے''۔

جناب عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ومن كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار (**صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب من ذکر عن بنی اسرائیل الرقم ۳۴۶۱ مشکاۃ المصابیح باب العلم ۱۹۸**)

''اور جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے''۔

جناب سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور جناب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من حدث عني بحديث يرى انه كذب فهو احد الكاذبين

(صحیح مسلم مقدمۃ الرقم او قال الامام مسلم: وھو الاثر المشھور عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مشکاۃ کتاب العلم الرقم ۱۹۹)

''جو شخص میری طرف منسوب کر کے کوئی حدیث بیان کرے اور وہ جانتا ہو کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ شخص بھی جھوٹوں میں سے ایک ہے''۔

ان احادیث کے علاوہ جناب علی، جناب انس بن مالک، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایات بھی صحیح مسلم میں موجود ہیں۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ خاموشی سے اپنی کتابوں میں جھوٹی احادیث نقل کر جاتے ہیں اور تقاریر میں بھی ان موضوع یا ضعیف احادیث کو بیان کرتے ہیں۔ اور اللہ کے عذاب سے ذرا بھی خوف نہیں کھاتے۔ فما اصبرهم على النار۔

حدیث کے ذکر کرنے کا ایک اصول

جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كفى بالمرء كذبا ان يحدث بكل ما سمع (صحیح مسلم مقدمۃ الرقم ۷، ۸)

کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی حدیث (بات) بیان کرتا پھرے۔ (اور اس کی تحقیق نہ کرے)۔

کسی حدیث کو کتاب میں درج کرنے سے پہلے یا تقریر میں بیان کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ اس کی تحقیق کر لی جائے۔ اور جب تک اس کی تحقیق نہ ہو جائے اسے بیان نہ کرے۔ اور اس حدیث میں جو اصول بیان ہوا ہے اس کی تائید قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ سے بھی ہوتی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآئَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ (الحجرات:۶)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو (کہیں ایسا نہ ہو) کہ تم کسی گروہ کو لاعلمی سے (نقصان) پہنچا دو اور پھر جو کچھ تم نے کیا ہو اس پر نادم ہو''۔

اس آیت سے بھی واضح ہوا کہ کوئی خبر یا حدیث جب ہم تک پہنچے تو اس کے راویوں کی تحقیق کر لی جائے۔ اور جب محدثین کے اصول کے مطابق وہ حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو پھر اسے ذکر کیا جائے۔ اسی طرح معاشرے میں بھی کوئی خبر یا افواہ معلوم ہو تو فوری طور پر اس کی تحقیق کی جائے۔ قرآن کریم میں ایک مقام پر ارشاد ہے:

وَ اِذَا جَآئَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ

وَ اِلٰی اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا (النساء:۸۳)

''ان کے پاس جب کوئی بات امن یا خطرے کی آتی ہے تو اسے پھیلا دیتے ہیں اور اگر یہ اس کو رسول (ﷺ) یا اپنے میں سے اصحاب امر کے پاس لائیں تو یہ خبر ان لوگوں کے علم میں آجائے جو اس سے صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں (اور اس کی تحقیق کر سکیں) اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تھوڑے سے لوگوں کے سوا تم سب شیطان کے پیچھے لگ گئے ہوتے''۔

رسول اللہ ﷺ کے دَور میں جب کوئی خبر امن یا خطرے کی معلوم ہوتی تو منافقین اس کی تشہیر کرتے اور اسے معاشرے میں پھیلا دیتے۔ اس آیت میں کسی خبر یا بات کو معاشرہ میں پھیلانے سے پہلے اس کی تحقیق کا حکم دیا گیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ جو دوسرے ذمہ دار افراد اس کام کے مجاز بنائے گئے ہیں ان میں سے کسی فرد تک اس بات کو پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ وہ اس کی تحقیق کریں اور تحقیق کے بعد اس خبر کو بیان کرنے کو کہا گیا ہے۔

آنے والے صفحات کے مطالعے سے معلوم ہوگا کہ اُمت مسلمہ میں بھی ایسے ایسے افراد پیدا ہوئے ہیں کہ جنہوں نے قرآن و حدیث کو اپنے مسلک و مذہب کے موافق ڈھالنے کے لئے کیا کیا کاوشیں کیں اور کن کن ہتھکنڈوں سے انہوں نے قرآن و حدیث میں تبدیلی کی کوششیں کی ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے: ع

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ بے توفیق فقیہانِ حرم

دیوبندی شیخ الہند مولانا محمود الحسن

دیوبندی کی خودساختہ آیت:

دیوبندی شیخ الہند مولانا محمود الحسن نے اہل حدیث کے ایک اشتہار کا جواب ادلہ کاملہ کے نام سے ایک کتاب کے ذریعے دیا اور جب اہل حدیث کی طرف سے اس کا جواب شائع ہوا تو انہوں نے دوبارہ اس کا مفصل جواب کتاب ایضاح الادلہ کے نام سے تحریر کیا اور اس کتاب میں تقلید کی تائید کے لئے ایک آیت بھی پیش کی لیکن ان الفاظ کے ساتھ یہ آیت قرآن مجید میں کہیں بھی موجود نہیں ہے، موصوف کی خودساختہ آیت یہ ہے:

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللهِ وَ الرَّسُوْلِ وَ اِلٰی اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ

پس اگر تمہارے درمیان کسی مسئلہ میں نزاع ہو جائے تو اس مسئلہ کو اللہ اور رسول اور تم میں سے جو اولوا الامر ہوں ان کی طرف لوٹا دو۔

اور کتب خانہ فخریہ امروہی یوپی کی شائع کردہ ''ایضاح الادلہ'' کے حاشیہ میں اس آیت کا یہ ترجمہ کیا گیا ہے:

''اگر تم کسی چیز میں جھگڑو تو اس کو اللہ اور رسول اور اپنے اولی الامر کے پاس لے جاؤ اگر تم اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہو''۔۱۲ (ص ۱۰۳)۔

① ایضاح الادلہ مطبع قاسمی دیوبند کا عکس۔

خالی اور اسحاقی اویسی گوشہ

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

کے سچے مصداق

عمدۃ المحققین خاتم المحدثین والمفسرین تاج العلماء قدوۃ الاولیاء حضرت مولانا محمود حسن صاحب صدر مدرس و محدث مدرسہ اسلامیہ دیوبند دامت برکاتہم کی ایک نہایت محققانہ علمی تصنیف مسمی بہ

ایضاح الادلہ

جو نہایت قابل قدر و بیش بہا عالمانہ بیانات پر مشتمل ہے بہت سے اہل علم اور طلبہ کے اصرار سے تقریباً تیس سال کے بعد دوسری مرتبہ فقیر خاکسار سید اصغر حسین حسنی دیوبندی کی تصحیح و اہتمام سے ماہ ربیع الثانی ۱۳۳۰ھ میں

بمطبع قاسمی مدرسہ اسلامیہ دیوبند میں باہتمام مولانا حبیب الرحمن صاحب مہتمم طبع ہوئی

کچھ علاقہ نہیں جسقدر آیات آپنے نقل فرمائی ہیں سب کا حاصل یہی ہے کہ خلاف حکم خداوندی و ارشاد نبوی
عمل کرنا ممنوع ہے اور سوائے خدا اوروں کو اپنا ولی و حاکم بنانا حرام قطعی ہے سو یہ بات تو جملہ اہل اسلام
مقلدین و غیر مقلدین کے نزدیک مسلم ہے اسکا منکر ہی کون ہے جو آپ بطور الزام ان آیات کو پیش کرنے
لگے ہر ادنیٰ و اعلیٰ جانتا ہے کہ اتباع حکم غیر خدا کے ممنوع و حرام و کفر ہونے کے یہ معنی ہیں کہ کسی کو بلا
واسطہ استقلالاً انکو حاکم سمجھا جاوے اور انکے احکام کو احکام مستقلہ سمجھکر واجب الاتباع مانا جاوے سو
اس طرح پر اور تو درکنار خود انبیاء کرام علیہم السلام کا اتباع بھی ممنوع ہے کیونکہ حسب ارشاد ان الحکم
الا للہ انبیاء علیہم السلام کا اتباع بھی فقط اسی نظر سے ضروری ہے کہ انکا حکم بعینہ حکم خداوندی
ہوتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو حاکم مستقل ایسا سمجھا جاتا ہے کہ انکا حکم مستفاد عن الغیر
نہیں ہوتا اور بفرض محال اگر انبیاء علیہم السلام خلاف حکم خداوندی ہی نعوذ باللہ ارشاد کرنے لگیں تو
تب بھی وہ واجب الاطاعت ہونگے اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ فی الحقیقۃ حکم تو حکم خداوندی
ہے اور منصب حکومت سوائے خداوند جل و علی شانہ فی الحقیقۃ کسیکو میسر نہیں اور منصب حکومت انبیاء کرام علیہم
السلام و امام و قاضی و آئمہ مجتہدین و دیگر اولوالامر عطائے خداوند متعال بعینہ اس طرح پر ہوگا جیسے منصب حکم
حکام ماتحت کے حق میں عطائے حکام بالادست ہوتا ہے اور جیسے اطاعت حکام ماتحت سراسر اطاعت حکام
بالادست سمجھی جاتی ہے اسیطرح پر اطاعت انبیاء کرام علیہم السلام و جملہ اولی الامر بعینہ اطاعت خداوندی
خیال کیجائیگی اور متبعین انبیاء کرام اور دیگر اولوالامر کو خارج از اطاعت خداوندی سمجھنا ایسا ہوگا
جیسا متبعین احکام حکام ماتحت کو کوئی کم فہم خارج از اطاعت حکام بالادست کہنے لگے یہی وجہ
ہے کہ یہ ارشاد ہوا فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول الی اولی الامر منکم اور ظاہر ہے کہ اولوا
الامر سے مراد اس آیت میں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام اور کوئی ہیں سو دیکھئے اس آیت سے
صاف ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء و جملہ اولی الامر واجب الاتباع ہیں آپنے آیۃ فردوہ الی اللہ والرسول
ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر تو دیکھ لی اور آپکو یہ اتنا نہ معلوم ہوا کہ اسی قرآن مجید میں یہ آیت
اسی قرآن میں آیۃ مذکورہ بالا مع زمنہ اخیر بھی موجود ہے عجب نہیں کہ آپ تو دونوں آیتوں کو حسب عادت

(فوٹو ایضاح الادلہ ص ۹۷ مطبع قاسمی دیوبند مراد آباد)

② ایضاح الادلہ کتب خانہ فخریہ یوپی کا عکس

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ

ایضاح الادلّہ

از افادات

حجۃ الاسلام مرشد العالم سید الاتقیاء

سیدنا مولانا محمود الحسن صاحب شیخ الہند قدس اللہ سرہ العزیز

ناشر

ارکان تجارتی کتب خانہ فخریہ امروہی دروازہ مرادآباد۔ یو۔پی

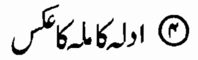
ہے اور منصب حکومت سوائے خداوند جل وعلیٰ شانہٗ فی الحقیقت کسی کو میسر نہیں اور منصب حکومت
انبیائے کرام علیہم السلام اولًا و کاملی وائمہ مجتہدین و دیگر اولو الامر عطائے خداوند متعال بعینہٖ اس طرح پر ہوگا
جیسے منصب حکم حکام ماتحت کے حق میں عطائے حکام بالادست ہوتا ہے اور جیسے اطاعت حکام ماتحت سراسر
اطاعت حکام بالادست سمجھی جاتی ہے اسی طرح پر اطاعت انبیائے کرام علیہم السلام و جملہ اولی الامر
بعینہٖ اطاعت حضرت خداوند جل جلالہٗ خیال کی جائیگی اور متبعین انبیائے کرام اور دیگر اولو الامر کو خارج از اطاعت
خداوندی سمجھنا ایسا ہوگا جیسا متبعین احکام حکام ماتحت کو کوئی کم فہم خارج از اطاعت حکام بالادست
کہنے لگے یہی وجہ ہے کہ بارشاد فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول بجائے اولی الامر منکم اور
ظاہر ہے کہ اولو الامر سے مراد اس آیت میں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام اور کوئی ہیں سو دیکھئے اس
آیت سے ثبات ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء و جملہ اولی الامر واجب الاتباع ہیں آپنے آیت فردوہ الی اللہ و
الرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر تو دیکھ لی اور آپکو یہ ابتلک معلوم نہ ہوا کہ جس قرآن مجید میں
یہ آیت ہے اسی قرآن میں آیت مذکورہ بالا معروضہ حقیر بھی موجود ہے عجب نہیں کہ آپ تو دونوں آیتوں
حسب عادت متعارض سمجھ کر ایک کے ناسخ اور دوسری کے منسوخ ہونیکا فتویٰ لگانے لگیں جناب مجتہد
صاحب میں عرض کرتا ہوں کہ ان آیات سے تقلید متنازع فیہ کے بطلان کی امید رکھنی ایسا قصہ ہے
جیسا کسی بیوقوف نے کہا تھا کہ دو اور دو چار روٹیاں ہوتی ہیں سوا اسکے کہ اس قسم کے استدلالات سے
آپکی خوبی اجتہاد ظاہر ہو اور کچھ نفع نہیں اور آپکے اس قسم کے استدلالات سے صاف ظاہر ہے کہ
آپکے نزدیک تمام مقتدایان دین وائمہ مجتہدین خلاف احکام خداوندی و ارشادات نبوی حکم دینے
والے ہیں اور آیت ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا کی صریح مخالفت کرنیوالے ہیں اور جملہ مقلدین
ائمہ تارک احکام خداوندی و فرمان نبوی ہیں بلکہ انکے خلاف اور ان کے احکام کی اتباع کرنیوالے ہیں اور
یہ بات سب جانتے ہیں کہ اس قسم کے اشخاص کون ہوتے ہیں سو قطع نظر اس سے کہ ایسا قول لغو خلاف
کلام اللہ و ارشاد نبوی و جملہ مسلمین کسی نے نہ کہا ہوگا ان نصوص کا کیا جواب ہوگا کہ جن نصوص سے
بعض امت مرحومہ کا خیر امت اور جملہ امم سے اعلیٰ اور افضل ہونا معلوم ہوتا ہے اور جملہ امم سابقہ

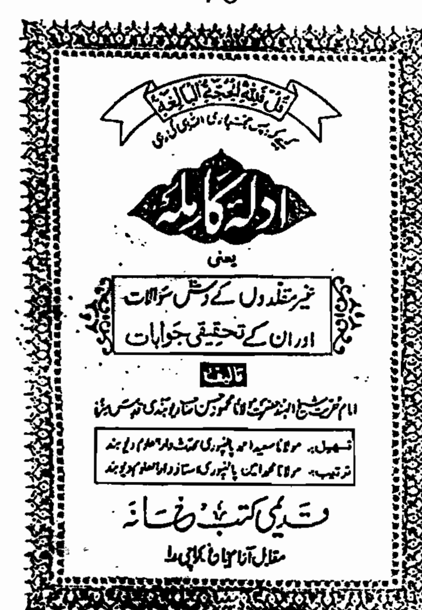
(فوٹو ایضاح الادلہ ص ۱۰۳، طبع کتب خانہ فخریہ امروہی مرادآباد یوپی)

"یہی وجہ ہے کہ ارشاد ہوا فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ اور ظاہر ہے کہ اولوالامر سے مراد اس آیت میں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام اور کوئی ہیں، سو دیکھئے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء اور جملہ اولی الامر واجب الاتباع ہیں، آپ نے آیت فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تو دیکھ لی، اور یہ آپ حضرات کو اب تک معلوم نہ ہوا کہ جس قرآن مجید میں یہ آیت ہے اُسی قرآن میں آیتِ مذکورہ بالا معروضۂ احقر بھی ہے۔ (ص ۱۰۳ مطبوعہ مراد آباد)

(فوٹو ادلہ کاملہ ص ۱۸، طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

مولانا موصوف کی زندگی میں یہ کتاب تین مرتبہ شائع ہوئی، پہلی بار ۱۲۹۹ھ میں اور دوسری مرتبہ اکتیس سال کے بعد ۱۳۳۰ھ میں اور اس کے بعد تیسری بار بھی اسے شائع کیا گیا اور پھر موصوف ۱۳۳۹ھ میں وفات پا گئے۔ چالیس سال کے اس طویل عرصہ میں موصوف کو یہ غلطی نظر نہیں آئی اور نہ اس کے کسی عقیدت منداور مرید نے اس غلطی کو محسوس کیا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ موصوف کی نگاہ میں یہ غلطی ہی نہ تھی کیونکہ تقلید میں لت پت ہونے کی وجہ سے اس کے ذہن پر یہ آیت اسی طرح نقش تھی۔ ورنہ چالیس سال میں ایک بچہ پیدا ہو کر جوانی کی انتہاء تک پہنچ جاتا ہے اور زندگی کے مختلف تجربات اُسے حاصل ہو جاتے ہیں۔ تقلید کی بیماری نے ان حضرات کو اس حد تک اندھا کر رکھا تھا کہ استادوں، شاگردوں اور مریدوں میں سے کسی کو بھی یہ غلطی دکھائی نہ دی اور اس کا اعتراف دیوبندیوں نے اپنی تحریر کے ذریعے کیا ہے، چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:





ایک ضروری تنبیہ

"ایضاح الادلہ" پہلی مرتبہ ۱۲۹۹ھ میں میرٹھ میں طبع ہوئی تھی، جس کے صفحات ۳۹۶ ہیں، دوسری مرتبہ ۱۳۳۰ھ میں مولانا سید اصغر حسین صاحب کی تصحیح کے ساتھ مطبع قاسمی دیوبند سے شائع ہوئی، جس کے صفحات چار سو ہیں۔ (حال ہی میں فاروقی کتب خانہ "ملتان" سے اس نسخہ کا عکس شائع ہوا ہے) کتب خانہ فخریہ امروہی دروازہ مراد آباد سے بھی یہ کتاب شائع ہوئی، جس پر سنِ طباعت درج نہیں، لیکن اندازہ یہ ہے کہ یہ ایڈیشن دیوبندی ایڈیشن کے بعد کا ہے، اس کے چار سو بارہ صفحات ہیں، —— ان سب ایڈیشنوں میں ایک آیت کریمہ کی طباعت میں افسوس ناک غلطی ہوئی ہے[1] عبارت یہ ہے:

"یہی وجہ ہے کہ ارشاد ہوا فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ وَاِلٰی اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ اور ظاہر ہے کہ اولو الامر سے مراد اس آیت میں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام اور کوئی ہیں، سو دیکھئے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء اور جملہ اولی الامر واجب الاتباع ہیں، آپ نے آیت فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تو دیکھ لی، اور یہ آپ حضرات کو اب تک معلوم نہ ہوا کہ جس قرآن مجید میں یہ آیت ہے اسی قرآن میں آیتِ مذکورہ بالا معروضہ احقر بھی ہے۔ (ص۱۰۳ مطبوعہ مراد آباد)

یہ سبقتِ قلم ہے، جس آیت کا حضرتؒ نے حوالہ دیا ہے، اس سے مراد یہ آیت ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ (النساء، آیت ۵۹) چنانچہ قضاءِ قاضی کی بحث میں حضرت نے اسی مقام پر دوبارہ اس آیت کریمہ کا حوالہ دیا ہے۔ (دیکھئے طبع دیوبند ص۲۵۶ اور طبع مراد آباد ص۲۶۹) بہرحال یہ سہو کتابت ہے جو نہایت افسوس ناک ہے[2]۔

جانشینِ شیخ الہند، حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ

---

[1] عنوان "ایضاح الادلہ" سے یہاں تک پوری عبارت مقام محمود ص۱۲۵ تا ص۱۲۶ سے ماخوذ ہے ۱۲

[2] مقام محمود ص۱۳۱ مضمون مفتی عزیز الرحمٰن صاحب ۱۲

(ولادت ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۹ء وفات ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۷ء) سے اس سلسلہ میں دریافت کیا گیا تو حضرت نے تحریر فرمایا کہ:

"ایضاح الادلہ کی طباعت اول اور ثانی میں تصحیح نہ کرنے کی وجہ سے بے لگام غیر مقلدوں کو اس ہرزہ سرائی کا موقع مل گیا ـــــــ بہر حال سورتی کے اس مضمون کا جواب لکھ دیجئے، آیت میں کاتب کی غلطی ظاہر ہے، جو مضمون حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سابق ولاحق میں لکھا ہے، وہ صاف طور سے واضح کر رہا ہے کہ وہ آیت کو غلط طریقہ پر یاد نہیں رکھتے تھے غور فرمائیے اور استدلال قائم کیجئے۔"

الغرض یہ افسوس ناک غلطی ہے اور اس سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ دیوبند سے حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحب کی تصحیح کے ساتھ، اور مراد آباد سے فخر المحدثین حضرت مولانا فخر الدین صاحب کے حواشی کے ساتھ یہ کتاب شائع ہوئی لیکن آیت کی تصحیح کی طرف توجہ نہیں دی گئی، بلکہ حضرت الاستاذ مولانا فخر الدین صاحب قدس سرہ نے ترجمہ بھی جوں کا توں کر دیا، اس لئے دار العلوم دیوبند کی مؤقر مجلس شوریٰ نے طے کیا کہ ایضاح الادلہ کو تصحیح کے ساتھ شائع کیا جائے، مگر ہم نے جب اس مقصد سے ایضاح الادلہ کا مطالعہ کیا تو اندازہ ہوا کہ پہلے ادلۂ کاملہ کی طباعت ضروری ہے، اس کے بغیر ایضاح کا سمجھنا دشوار ہے۔

(فوٹو ادلہ کاملہ ص ۱۸، ۱۹۔ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

اسی بات کو ایضاح الادلہ طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی میں بھی دہرایا گیا ہے۔ دیکھئے: ص ۷، ۸ اور اسے افسوس ناک غلطی، سبقت قلم اور بقول مولوی حسین احمد مدنی کاتب کی غلطی وغیرہ قرار دے کر راہِ فرار اختیار کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اصل حقیقت

اصل بات یہ ہے کہ نہ یہ سہو قلم ہے اور نہ ہی کتابت کی غلطی بلکہ موصوف تقلید کے اس قدر دلدادہ تھے کہ ان کے ذہن میں تقلید کی تائید میں اس آیت کی ترتیب یہی تھی اور اس کی دلیل خود ان کا اپنا بیان ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"یہی وجہ ہے کہ ارشاد ہوا فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ وَاِلٰی اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اور ظاہر ہے کہ اولوالامر سے مراد اس آیت میں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام اور کوئی ہیں، سو دیکھئے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء اور جملہ اولی الامر واجب الاتباع ہیں، آپ نے آیت فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ تو دیکھ لی، اور یہ آپ حضرات کو اب تک معلوم نہ ہوا کہ جس قرآن مجید میں یہ آیت ہے اُسی قرآن میں آیتِ مذکورہ بالا معروضہ احقر بھی ہے۔ (ص۲۰۱ مطبوعہ مراد آباد)

(عکس ادلہ ء کاملہ ص ۱۸)۔

اس وضاحت سے یہ ثابت ہو گیا کہ موصوف اس خودساختہ آیت کو قرآن مجید ہی کی آیت تصور کرتے تھے اور نہ صرف یہ کہ وہ اسے قرآن کی آیت سمجھتے تھے بلکہ اسی آیت کو وہ تقلید کی زبردست دلیل بھی تصور فرماتے تھے اسی لئے تو انہوں نے لکھا:

"آپ نے آیت فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ تو دیکھ لی، اور یہ آپ حضرات کو اب تک معلوم نہ ہوا کہ جس قرآن مجید میں یہ آیت ہے اُسی قرآن میں آیتِ مذکورہ بالا معروضہ احقر بھی ہے۔"

حالانکہ قرآن کریم کی سورۃ النساء کی یہ ایک ہی آیت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا (النساء:۵۹)

اس آیت میں اولوا الامر کی اطاعت کا بھی حکم ہے لیکن اختلاف کی صورت میں صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کا حکم دیا گیا ہے اور یہاں اولوا الامر کی اطاعت ختم ہو جاتی ہے۔ نیز اولوا الامر کی اطاعت مشروط ہے جبکہ اللہ اور رسول کی اطاعت غیر مشروط

ہے۔علاوہ ازیں اولوالامر کی اطاعت عارضی ہے جبکہ اللہ اور رسول کی اطاعت مستقل ہے اور اس آیت پر پچھلے صفحات میں گفتگو کی گئی ہے۔اس ایک آیت کو دو آیات باور کروانے کی کوشش کی گئی ہے اور اس طرح دھوکا دینے کی زبردست کوشش کی گئی ہے۔ اور مولانا موصوف کے مریدین میں جو علماء ہیں وہ بھی اس قدر جامد مقلد تھے کہ کتاب کے مطالعہ کے باوجود بھی کسی عالم کو یہ جرأت نہ ہوسکی کہ وہ حضرت جی کو آگاہ فرماتے کہ حضرت قرآن میں اس طرح کی کوئی آیت موجود نہیں ہے۔لیکن یہ تقلید جامد کا اثر تھا کہ جس نے کسی مقلد کو لب کشائی کی اجازت نہ دی۔ چنانچہ چالیس سال تک ان کی زندگی میں بھی یہی ہوا اور اب پوری ایک صدی کے بعد اہل حدیث کے آگاہ کرنے سے انہیں فکر لاحق ہوگئی کہ واقعی یہ تو انتہائی افسوسناک غلطی ہوگئی لیکن حضرت والا یہ غلطی نہیں کر سکتے بلکہ یہ ان کے قلم کی شرارت معلوم ہوتی ہے اور اس طرح اپنی پرانی عادت کے مطابق انہوں نے اپنے حضرت جی کو اس غلطی سے بری الذمہ قرار دے دیا۔اور اس غلطی کو سبقت قلم اور کتابت کی غلطی قرار دے دیا۔حالانکہ موصوف نے قرآن کریم میں ایک کھلی تحریف کا ارتکاب کیا ہے اور افسوس کہ جس سے انہیں رجوع اور توبہ کی توفیق بھی حاصل نہ ہوسکی اور تقلید جیسی کل بدعۃ ضلالۃ پر ڈٹے رہنے والے انسان کا اور تقلید کی وجہ سے صحیح احادیث کا انکار کرنے والے کا یہی انجام ہوگا۔و ذلك جزاء الظالمين۔

دیوبندی علماء اور عوام میں اکابر پرستی اس قدر عام ہے کہ وہ اپنے اکابرین کی شرکیہ عبارات، اور غلط عبارات کو بھی غلط ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے بلکہ ان کی غلط عبارات کی وہ باطل تاویلات پیش کرتے ہیں اور یا پھر ان غلط عبارات ہی کو درست قرار دے ڈالتے ہیں۔ چاہے وہ کتنی ہی بڑی غلطی کیوں نہ کر گئے ہوں۔قرآنی آیت میں تحریف کے

باوجود بھی یہ حضرات اپنے حضرت جی کی غلطی کوتسلیم کرنے کے لئے تیارنہیں ہیں۔لیکن آج نہیں تو کل یہ ضرور اپنی غلطی کوتسلیم کرلیں گے لیکن اس وقت غلطی کوتسلیم کرنا انہیں فائدہ نہ دے گا۔

گھر کی گواہی

مولانا عامر عثمانی دیوبندی نے اپنے رسالہ تجلی میں اس تحریر پر جوتبصرہ فرمایا ہے وہ انہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

''کتابت کی غلطی اس لئے نہیں کہی جاسکتی کہ حضرت شیخ الہند کا استدلال ہی اس ٹکڑے پر قائم ہے جو اضافہ شدہ ہے اور آیت کا اسی اضافہ شدہ شکل کا قرآن میں موجود ہونا وہ شدومد سے بیان فرمارہے ہیں۔اولی الامر کے واجب الاتباع ہونے کا استنباط بھی اسی سے کررہے ہیں اور حیرت درحیرت ہے کہ جس مقصد کے لئے یہ اصل آیت نازل ہوئی تھی ان کے اضافہ کردہ فقرے اور اس کے استدلال نے بالکل الٹ دیا ہے''۔(تجلی دیوبند نومبر ۱۹۶۲ء صفحہ ۶۱۔۶۲۔بحوالہ توضیح الکلام ص ۲۵۵ ج ۱)۔

مناظر مقلدین ماسٹر امین اوکاڑوی کی خودساختہ (من گھڑت) آیت



ترک رفع یدین (احادیث کی روشنی میں)

عن جابر بن سمرة قال خرج علينا رسول الله عليه وسلم فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوة۔

صحیح مسلم ص۱۸۱ ج۱ ابوداود ص۱۵۰ ج۱ نسائی ص۱۷۶ طحاوی ص۱۵۸ ج۱ مسند احمد ص۹۳ ج۵ وسنده صحیح جلیل

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس (نماز پڑھنے کی حالت میں) تشریف لائے اور ہم نماز کے اندر رفع یدین کر رہے تھے تو بڑی ناراضگی سے فرمایا کہ میں تم کو نماز میں شریر گھوڑوں کی دم کی طرح رفع یدین کرتے کیوں دیکھتا ہوں نماز میں سکون اور سلطنش رہو

نماز تکبیر تحریمہ سے شروع ہوتی ہے اور سلام پر ختم ہوتی ہے اس کے اندر کسی جگہ رفع یدین کرنا خواہ وہ دوسری تیسری چوتھی رکعت کے شروع میں ہو یا رکوع جاتے اور

سر اٹھانے یا سجدوں میں جاتے اور سر اٹھاتے وقت ہو۔

اس رفع یدین پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار بھی فرمایا اسے جانوروں کے فعل سے تشبیہ بھی دی۔ اس رفع یدین کو خلاف سکون بھی فرمایا اور پھر حکم دیا کہ نماز سکون سے یعنی بغیر رفع یدین کے پڑھا کرو۔

قرآن پاک میں بھی نماز میں سکون کی تاکید ہے۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں۔

۶

قوموا للّٰه قانتين خدا کے سامنے نہایت سکون سے کھڑے ہو۔

دیکھئے خدا اور رسول نے نماز میں سکون کا حکم فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اندر رفع یدین کو سکون کے خلاف فرمایا۔

نیز اللہ تعالے ارشاد فرماتے ہیں۔

(۲) قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون قال ابن عباس الذین لا یرفعون ایدیھم فی صلوتھم (تفسیر ابن عباس ص ۲۲۲)	کامیاب ہو گئے وہ مومن جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یعنی جو نمازوں کے اندر رفع یدین نہیں کرتے۔

نیز اللہ تعالے فرماتے ہیں:

(۳) یاایھا الذین اٰمنوا قیل لھم کفوا ایدیکم و اقیموا الصلوٰۃ	اے ایمان والو اپنے ہاتھوں کو روک کر رکھو جب تم نماز پڑھو۔

اس آیت سے بھی بعض لوگوں نے نماز کے اندر رفع یدین کے منع پر دلیل لی ہے۔

نیز اللہ تعالے کا ارشاد عالی ہے۔

(۴) اقیموا الصلوٰۃ لذکری	میرے ذکر کے لیے نماز قائم کر زیر بحث مُنکر

(عکس تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ۶،۵)

ماسٹر امین اوکاڑوی صفدر جو مغالطے کا امام ہے اور اس نے اپنی کتابوں میں ہر جگہ دجل و فریب سے کام لیا ہے اور جھوٹ کو سچ اور سیاہ کو سفید ثابت کرنے کی زبردست کوشش کی ہے اور حنفیوں کی خلاف سنت اور بے جان نماز کو ثابت کرنے کے لئے جھوٹ و مکاری اور دھوکا بازی کو دلائل کا نام دے کر ذکر کیا ہے اور ہر جگہ دھوکا دینے کی زبردست کوشش کی ہے۔

موصوف نے اپنے رسالہ ''تحقیق مسئلہ رفع یدین'' میں جہاں ضعیف و مردود روایات سے ترک رفع یدین ثابت کرنے کی کوشش کی ہے وہاں قرآن کریم پر ستم ڈھاتے ہوئے قرآنی آیات سے بھی استدلال کر کے رفع یدین کو قرآن و حدیث کے خلاف عمل قرار دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پر بالکل واضح جھوٹ بھی کہا ہے۔ مثلاً وقوموا للہ قانتین کا مطلب یہ بیان کیا ہے: ''دیکھئے خدا اور رسول نے نماز میں سکون کا حکم فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اندر رفع یدین کو سکون کے خلاف فرمایا''

(تحقیق مسئلہ رفع یدین ص ٦ ۔ تجلیات صفدر ٢/ ٣٥٠)۔

اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کر کے لکھتا ہے:

''نماز تکبیر تحریمہ سے شروع ہوتی ہے اور سلام پر ختم ہوتی ہے، اس کے اندر کسی جگہ رفع یدین کرنا خواہ وہ دوسری، تیسری، چوتھی رکعت کے شروع میں ہو یا رکوع میں جاتے اور سر اٹھاتے وقت ہو، اس رفع یدین پر حضور ﷺ نے ناراضگی کا اظہار بھی فرمایا اور اسے جانوروں کے فعل سے تشبیہ بھی دی۔ اس رفع یدین کو خلاف سکون بھی فرمایا اور پھر حکم دیا کہ نماز سکون سے یعنی بغیر رفع یدین کے پڑھا کرو''۔

(تحقیق ص ۵ اور تجلیات ایضاً)۔

خط کشیدہ الفاظ ملاحظہ کیجئے اور رسول اللہ ﷺ پر بے دھڑک جھوٹ بولنے کا انداز ملاحظہ فرمایئے اور رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولتے بولتے اس دیوبندی مقلد نے اللہ پر بھی صریح جھوٹ بول دیا اور اس مقصد کے لئے ایک آیت بھی تصنیف کر دی۔ موصوف کی کتاب کا نام تحقیق رفع یدین کے بجائے ''تحریف رفع یدین'' زیادہ مناسب اور موضوع کے عین مطابق بھی ہے۔

سکون کا مطلب اگر یہ لیا جائے کہ نماز میں کوئی حرکت بھی نہ ہو تو پھر رکوع کو جاتے، رکوع سے دوبارہ سر اٹھا کر پھر سجدہ میں جاتے اور سجدہ سے اٹھ کر بیٹھنا اور پھر دوبارہ سجدہ کرنا، پھر سجدہ سے اٹھ کر دوسری رکعت کے لئے اٹھنا ہاتھوں کو کبھی باندھنا، کبھی گھٹنوں پر رکھنا، کبھی زمین پر رکھنا، کبھی رانوں پر رکھنا، کبھی سبابہ سے اشارہ کرنا یہ تمام اُمور بھی سکون کو غارت کر دیتے ہیں۔ اور موصوف خود کیوں وتر میں، عیدین کی نماز میں اور نماز کی ابتداء میں رفع یدین کرتا ہے؟ اگر سکون کا مطلب موصوف نے عقل کی بناء پر بیان کیا ہے تو پھر موصوف کو نماز میں بالکل حرکت نہیں کرنی چاہیئے یہاں تک کہ قرآن کریم کی قراءت کی بھی اس کو اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ قراءت کرتے وقت زبان ہونٹ اور داڑھی بھی حرکت کرتی ہے لیکن اگر سکون کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ اور سنت کے مطابق نماز ادا کی جائے تو رسول اللہ ﷺ نماز کی ابتداء میں، رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھنے کے بعد رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم) اور دوسری رکعت سے اٹھتے وقت بھی آپ رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (بخاری، ابوداؤد، ترمذی) اور مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو نماز کی ابتداء میں، رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا۔ (بخاری ۷۳۷ وغیرہ)۔ اور نبی ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا:

صلوا كما رأيتموني أُصلي (بخاری:۱/۸۸)

''نماز اس طرح پڑھو جیسا کہ تم مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو''۔

گویا آپ کا حکم ہے کہ نماز ہمیشہ رفع یدین کے ساتھ ادا کرتے رہو۔لیکن موصوف اس قدر غالی مقلد ہے کہ وہ رفع یدین ہی کو سرے سے تسلیم نہیں کرتا اور قرآن مجید میں تحریف کر کے اور مختلف آیات کا غلط سلط مطلب یہ بیان کر رہا ہے کہ نماز میں رفع یدین نہ کیا جائے۔ حالانکہ ماضی میں جو حنفی علماء گزرے ہیں انہوں نے رفع یدین کی احادیث کو تسلیم کیا ہے اور ترک رفع یدین کی احادیث کو بھی ذکر کیا ہے۔

لیکن ایسا کوئی دھوکا باز اور فراڈی مولوی دیکھنے میں نہیں آیا کہ جو احادیث نبویہ کا اس ڈھٹائی سے انکار کرے اور پھر اللہ اور رسول اللہ ﷺ پر جھوٹا بہتان بھی باندھے جیسا کہ خط کشیدہ الفاظ سے ظاہر ہے۔ایسے شخص کے متعلق اپنی طرف سے کچھ کہنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کا اِرشاد اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث پیش خدمت ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ (الانعام:۲۱)

اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیات کو جھٹلائے یقیناً ظالم فلاح نہیں پاتے۔

اور دوسرے مقام پر اسی طرح کے مضمون کے بعد فرمایا:

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ (یونس:۱۷)

''یقیناً مجرم فلاح نہیں پاتے''۔

جناب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

ان كذبا علي ليس ككذب على احد من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما يكره من النياحه على الميت رقم:۱۲۹۱،صحیح مسلم مقدمۃ الرقم ۵)

''بیشک مجھ پر جھوٹ باندھنا دوسرے لوگوں پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے''۔

رفع یدین کی صحیح احادیث کے خلاف موصوف نے جو ہفوات بکی ہیں ان کا انجام یقیناً اس نے دیکھ لیا ہوگا اب اس کے شاگردوں اور مریدوں پر لازم ہے کہ وہ جہنم سے بچنے کی تدابیر اختیار کرلیں ورنہ نبی ﷺ پر بہتان باندھنے والے کا ٹھکانہ یقیناً جہنم ہے۔ اور موصوف نماز میں سکون کی بات کر رہے ہیں حالانکہ حنفی نماز میں سکون نام کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔

جناب جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو موصوف نے رفع یدین کے خلاف پیش کر کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ جانوروں کا فعل ہے۔ گویا نبی ﷺ نماز میں جو رفع یدین فرمایا کرتے تھے، **موصوف کے بقول جانوروں کا فعل** ادا کیا کرتے تھے (نعوذ باللہ من ذٰلک) حالانکہ اس حدیث میں سلام کے وقت ہاتھوں کو ہلانے سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث میں اس کی وضاحت موجود ہے اور دیوبندی علماء میں سے بھی بعض نے یہ وضاحت کردی ہے کہ اس حدیث کا مذکورہ رفع یدین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ موصوف نے گویا نبی ﷺ کی توہین کا بھی ارتکاب کیا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک) اگر اس حدیث میں رفع یدین کی ممانعت ہے تو پھر موصوف نماز کے شروع میں، نماز وتر میں اور عیدین کی نماز میں کیوں رفع یدین کرتے ہیں؟ اور کس دلیل کی بنیاد پر وہ ان مقامات پر رفع الیدین کے قائل ہیں؟۔

موصوف نے جس آیت میں تحریف کی ہے ان الفاظ کے ساتھ قرآن کریم میں کوئی آیت موجود نہیں ہے اور اس آیت میں ہاتھوں کو روکنے کے متعلق جو حکم دیا گیا ہے وہ شروع میں جہاد سے رُکنے کا حکم تھا لیکن جب مسلمان مدینہ طیبہ میں مجتمع ہو گئے تو انہیں جہاد کا حکم دیا گیا جیسا کہ اس آیت کے اگلے حصہ میں جہاد و قتال کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت جہاد کے متعلق نازل فرمائی لیکن احادیث رسول ﷺ کے اس انکاری نے اس آیت کو رفع یدین نہ کرنے کی دلیل بنالیا اور تحریف کے اس فن میں اس نے یہود و نصاریٰ کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ افسوس!

ع یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

اسے کتابت کی غلطی بھی نہیں کہیں گے کیونکہ موصوف نے اس آیت کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ موصوف نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الذین هم فی صلوتهم خاشعون کی تفسیر میں من گھڑت تفسیر ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو نمازوں کے اندر رفع یدین نہیں کرتے (وہ خشوع والے ہیں) جبکہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ رفع یدین کرنا ثابت ہے دیکھئے: مصنف عبدالرزاق ۲/ ۶۹۔ رقم: ۲۵۲۳۔ ومصنف ابن ابی شیبہ: ۱/ ۲۳۵، جزء رفع الیدین للبخاری ص ۶۳، مسائل احمد بن حنبل ۱/ ۲۴۴ واسنادہ حسن صحیح۔ اس کے مقابلے میں تفسیر ابن عباس ساری کی ساری مکذوب وموضوع ہے۔ اس کے بنیادی راوی محمد بن مروان، السدی اور صالح تینوں کذاب ہیں اور موصوف اپنے مشل ان کذابین کی روایت کو خاموشی سے ذکر کر رہے ہیں۔ ہم نے موصوف کے ایک دو صفحوں میں سے اس قدر جھوٹ واضح اور آشکارا کر دیئے ہیں اور ان کے مزید جھوٹ اور کذب بیانیوں کو آشکارا کرنے کے لئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے جو لوگ دین کے معاملے میں ایسے جھوٹے

اور فراڈی انسان پر بھروسہ کر رہے ہیں وہ سوچیں، کہ اس طرح ان کی دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جائیں گی اور قیامت کے دن ان کا جو حال ہوگا اس کا اندازہ ان آیات کے مطالعہ سے ہوگا۔ (الفرقان ۲۷ تا ۲۹، الاحزاب: ۶۶، ۶۷)۔ اس سلسلہ میں الاستاذ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ردّ میں ایک کتاب ''امین اوکاڑوی کا تعاقب'' تحریر کی ہے جو چھپ چکی ہے۔ نیز الاستاذ موصوف نے اپنے ماہنامہ رسالہ ''الحدیث'' میں ان کے مضامین پر ایک تحقیقی سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور ان کے مضامین قسط وار اس رسالے میں شائع ہو رہے ہیں۔ الاستاذ موصوف نے اپنی علمی اور تحقیقی مضامین کا آغاز امین اوکاڑوی کے مضمون ''تحقیق مسئلہ تقلید'' کے جواب سے شروع کیا ہے اور امید ہے کہ ان کے تمام لٹریچر کا تحقیقی بنیاد پر پوسٹ مارٹم کیا جائے گا۔ بہرحال موصوف نے آیت کے ظاہری الفاظ میں بھی تحریف کی ہے اور اس آیت سے جو مفہوم اخذ کیا ہے یہ دوسری تحریف ہے۔ اور موصوف کو اس فن میں اس قدر مہارت حاصل ہے کہ وہ کسی مقام پر بھی تحریف کرنے اور قرآن وحدیث کے مفہوم کو بدلنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی پکڑ بہت سخت ہے ان بطش ربك لشديد! ایسے جھوٹے اور مکار انسان اللہ کی پکڑ سے نہیں بچ سکتے۔

تحقیق یا تحریف

موصوف نے اپنی کتابوں میں تحقیق کا لفظ کثرت سے استعمال کیا ہے اور تحقیق کے نام سے اس نے قرآن وحدیث میں زبردست تحریفات کی ہیں اور جھوٹ بھی بولے ہیں۔ نیز مقلد اور تحقیق یہ دونوں چیزیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ تحقیق کے آتے ہی تقلید غائب ہو جاتی ہے لیکن حیرت ہے کہ موصوف یہ سب کچھ جاننے کے باوجود بھی تحقیق کا لفظ استعمال

کرتا ہے۔موصوف دراصل تحریف کا ماہر ہے اور احادیث میں تحریفات کرنے اور جھوٹ بولنے میں اسے زبردست ملکہ اور مہارت حاصل ہے۔اگر موصوف کو تحریفات کا بادشاہ اور امام کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔اور حدیث میں ہے:

انما اخاف علی امتی الائمة المضلین

(ابوداؤد کتاب الفتن باب ا، ترمذی (۲۲۲۹) صحیحہ (۱۵۸۲))

''مجھے اپنی اُمت پر گمراہ کرنے والے اماموں کا خوف ہے''۔

اس لئے جہاں کہیں بھی موصوف تحقیق کا لفظ استعمال کرے تو سمجھ لیں کہ وہ کسی حدیث میں جھوٹ بولنے یا تحریف کرنے والا ہے۔دراصل یہ بھی ایک چسکا ہے اور جسے یہ چسکا لگ جائے تو بہت مشکل سے اس کی جان اس سے چھوٹتی ہے الا ماء شاء اللہ۔کسی شاعر نے شراب کے بارے میں یوں اظہار خیال کیا ہے:

چھٹتی نہیں یہ کافر منہ کو لگی ہوئی۔

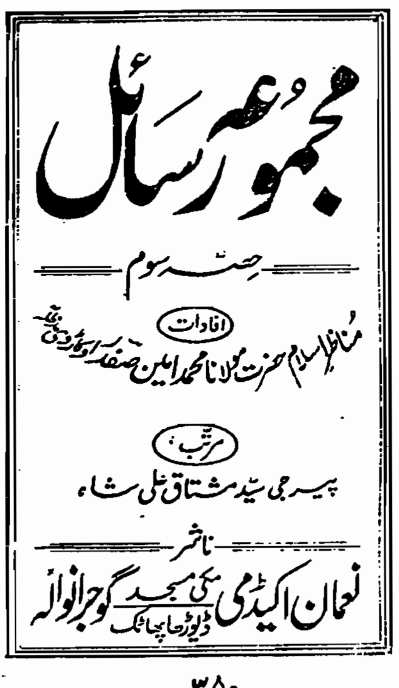
نیز موصوف اپنے مذہب کا بھی باغی ہے اس لئے کہ مقلد کو تحقیق کی اجازت نہیں ہے بلکہ اس کے لئے تحقیق شجر ممنوعہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی

نعوذ باللہ من ذالك

الحمدللہ! اہل حدیث وہ جماعت ہے جو کسی شخصیت کی پرستار نہیں اور نہ ہی یہ اپنا ناطہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی اور شخصیت سے جوڑتے ہیں بلکہ ہر معاملے میں یہ قرآن وحدیث پر عمل پیرا رہتے ہیں۔اور یہ یہی چیز ماسٹر امین اوکاڑوی کے غیظ وغضب کا باعث بنی ہے، موصوف نے احادیث رسول (ﷺ) کی ان کتابوں کو بھی معاف نہیں کیا کہ جن کے متعلق

پوری اُمت مسلمہ کا اجماع ہے کہ قرآن مجید کے بعد حدیث کی سب سے زیادہ صحیح کتابیں بخاری و مسلم ہیں۔ موصوف نے بعض ایسی شرمناک باتیں اپنی کتابوں میں تحریر کر دی ہیں کہ کوئی حیادار انسان اپنی زبان اور قلم کے ذریعے ان کا اظہار نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی والی عبارت موصوف کے قلم سے ملاحظہ کریں:



مجموعہ رسائل

حصہ سوم

افادات

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی مدظلہ

مرتب:

پیر جی سید مشتاق علی شاہ

ناشر

نعمان اکیڈمی مکی مسجد ڈیوڑھا پھاٹک گوجرانوالہ

۳۵۰

صریح سے دیں۔

(۱۹۳) اگر اس کے برعکس مرد نماز پڑھ رہا تھا، عورت نے بوسہ لیا۔ تو مرد کی نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں،

(۱۹۴) نمازی کی نظر اپنی شرم گاہ پر پڑ گئی تو نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں.

(۱۹۵) ماں نماز پڑھ رہی تھی، بچے نے گود میں پیشاب کر دیا۔ نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

(۱۹۶) ماں نماز پڑھ رہی تھی، بچے نے دودھ چوسنا شروع کر دیا۔ نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

(۱۹۷) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ گدھا سامنے سے گزرے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے (مسلم ص۱۹۷ ج۱) لیکن آپؐ نے خود نماز پڑھائی تو سب کے سامنے گدھی چر رہی تھی۔ (مسلم، ص۱۹۶ ج۱، ابوداؤد، نسائی) بلکہ آپؐ نے گدھے پر نماز ادا فرمائی۔ یہ قول و فعل کا تضاد کیوں ہے۔

(۱۹۸) آپؐ نے فرمایا کہ کتا سامنے سے گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (مسلم ص۱۹۷، ج۱) لیکن آپؐ نماز پڑھاتے رہے اور کتیا سامنے کھیلتی رہی، اور ساتھ گدھی بھی تھی، دونوں کی شرمگاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی۔

(فوٹو مجموعہ رسائل حصہ سوم ص۳۵۰)

موصوف دو مختلف فیہ روایات کو ذکر کر کے ان میں تضاد ثابت کرنا چاہتے ہیں اور اس طرح اس نے منکرین حدیث والا انداز اختیار کر رکھا ہے۔ یہاں بھی وہ کتے کے سامنے سے گزرنے پر نماز ٹوٹنے کا ذکر کر رہے ہیں حالانکہ صحیح مسلم کی حدیث میں کالے کتے کا ذکر ہے، الفاظ یہ ہیں:

فانه يقطع صلوته الحمار والمرأة والكلب الاسود (مسلم ج۱ ص۱۹۷)

(اگر نمازی کے آگے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز نہ ہو) اور اس کے آگے سے گدھا اور عورت اور کالا کتا گزر جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔

اور اس روایت کے بعد موصوف نے جو روایت بیان کی ہے لیکن آپؐ نماز پڑھاتے رہے اور کتیا سامنے کھیلتی رہی اور ساتھ گدھی بھی تھی اور دونوں کی..........

اس روایت کا کوئی حوالہ موصوف نے نہیں دیا۔ بلکہ یہ روایت موصوف کی خود ساختہ ہے کیونکہ موصوف جھوٹی اور من گھڑت احادیث بنانے کے ماہر و ماسٹر ہیں۔ لیکن اس خود

ساختہ حدیث میں موصوف نے نبی ﷺ پر ایک عظیم بہتان بھی لگا دیا اور وہ یہ کہ کتیا اور گدھی کی شرمگاہوں پر آپ ﷺ کی نظر پڑتی رہی۔ (نعوذ باللہ من ذلک) موصوف خود شرمگاہوں کا انتہائی دلدادہ اور شہوت پرست انسان ہے اور بہت سے مقامات پر مزے لے لے کر اس بات کا ذکر کرتا ہے مثلاً: اس کا سوال نمبر ۱۹۰ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۹۰) عورتیں نماز میں امام کی شرمگاہ دیکھتی رہیں تو ان کی نماز نہیں ٹوٹتی۔ (بخاری ص۶۹۰ ج ۲) اگر مرد عورت کی شرمگاہ دیکھ لے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟ صحیح بخاری ج ۲ صفحہ ۶۱۶ رقم ۴۳۰۲)۔ کتاب المغازی باب قبل باب قول اللہ تعالیٰ (ویوم حنین ......) میں عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہما کا واقعہ ذکر ہوا ہے۔

جناب عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا: ''پس جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو شخص تم میں سے قرآن کا زیادہ جاننے والا ہو وہ تمہاری امامت کرے''۔ پس لوگوں نے دیکھا تو مجھ سے زیادہ قرآن کا جاننے والا کوئی نہ تھا۔ اس لئے کہ میں قافلوں کے لوگوں سے قرآن یاد کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے مجھے امام بنالیا اس وقت میری عمر چھ یا سات برس کی تھی اور میرے پاس صرف ایک چادر تھی۔ جب میں سجدہ کرتا تو وہ چادر کھنچ جاتی تھی۔ برادری کی ایک عورت نے قبیلہ والوں سے کہا کہ تم اپنے امام کے چوتڑ ہم سے کیوں نہیں ڈھانپتے؟ پس لوگوں نے کپڑا خریدا اور میرے لئے کرتا بنا دیا اور میں اس کرتے سے بے حد خوش ہوا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اس قوم کے امام چھ سات سال کے ایک نابالغ بچے تھے اور ان کی چادر چھوٹی تھی اور کھنچ جانے سے ان کے چوتڑ بسا اوقات کھل جاتے تھے اور قبیلہ کی کسی ایک عورت کی اتفاقاً نظر پڑ گئی تو اس نے قبیلہ والوں کو اس کی اطلاع دے دی اور قبیلہ والوں نے اس کا سدباب کر دیا لیکن موصوف اپنی فطرت سے مجبور ہو کر کہتا ہے: ''عورتیں نماز میں امام کی شرمگاہ دیکھتی رہیں''۔ موصوف نے ایسے الفاظ استعمال کئے جس سے یہ شبہ

پیدا ہوتا ہے کہ یہ عمل ہمیشہ ہوتا رہا ہے اور اس طرح اس نے اپنے خبث باطن کا اظہار کیا ہے۔

جناب سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے تہہ بندوں میں گردن پر گرہ لگا کر نماز پڑھا کرتے تھے کیونکہ تہہ بند چھوٹے تھے اور عورتوں سے کہہ دیا گیا تھا کہ تم اپنا سر (سجدے) سے اس وقت تک نہ اُٹھاؤ جب تک مرد سیدھے ہو کر بیٹھ نہ جائیں۔(صحیح بخاری کتاب الصلوۃ۔باب اذ کان الثوب ضیقا ۳۶۲، ۸۱۴، ۱۲۱۵)۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں غربت کی وجہ سے لوگوں کے پاس کپڑوں کی شدید کمی تھی۔کیا موصوف اس حدیث کا مطلب یہ لیں گے کہ عورتیں نماز میں مردوں کی شرمگاہیں دیکھتی رہتی تھیں؟۔اگر یہ حدیث موصوف کے علم میں ہوتی تو یقیناً وہ اس سے بھی یہی مطلب اخذ کرتا کیونکہ خبیث انسان ہمیشہ خباثت کے متعلق ہی سوچتا رہتا ہے۔..........الخبیثون للخبیثات ....

نیز موصوف نے صحیح بخاری پر چھپے الفاظ میں زبردست طنز بھی کی ہے کہ صحیح بخاری جیسی کتاب بھی فحش باتوں سے خالی نہیں ہے۔اور اس کی مزید وضاحت آگے آرہی ہے۔پھر موصوف سوال ۱۹۴ پر لکھتا ہے:''نمازی کی نظر اپنی شرمگاہ پر پڑ گئی تو نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ موصوف ''شرمگاہ دیکھنے کا کس قدر شوقین اور دلدادہ ہے اور یہ چیز موصوف کو اپنے اکابرین سے ورثہ میں ملی ہے۔مولانا رشید احمد گنگوہی کا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیے:

''بھرے مجمع میں حضرت جی کی کسی تقریر پر ایک نوعمر دیہاتی بے تکلف پوچھ بیٹھا کہ حضرت جی عورت کی شرمگاہ کیسی ہوتی ہے؟اللہ رے تعلیم سب حاضرین نے

گردنیں نیچے جھکالیں مگر آپ مطلق چیں بہ جبین نہ ہوئے بلکہ بے ساختہ فرمایا:
جیسے گیہوں کا دانہ"۔ (تذکرۃ الرشید ج۲ ص:۱۰۰)۔

ان بزرگوں کا تجربہ تھا، مجمع تو واقعی ان علمی نوادرات کو سن کر حیران و ششدر رہوا ہوگا اور ان تجربہ کار اساتذہ کے ہاتھوں تیار ہونے والے امین اوکاڑوی جیسا شاگرد جن کی تجلیات سے آخر عوام الناس کیوں نہ مستفیض ہوئے ہوں گے اور پھر جنہیں حلالہ جیسی سہولت بھی حاصل ہو اور کتنی ہی شرمگاہیں انہوں نے حلالہ کے ذریعے اپنے لئے حلال کی ہیں۔

ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں:

ولو نظر المصلی الی المصحف و قرأ منه فسدت صلاته لا الی فرج امرأة بشوة لأن الأول تعليم و تعلم فيها لا الثاني

(الاشباہ والنظائر ص ۴۱۸، طبع میر محمد کتب خانہ کراچی)

اور اگر نمازی مصحف (قرآن) کی طرف دیکھ لے اور اس میں سے کچھ پڑھ لے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر عورت کی شرمگاہ کی طرف بنظر شہوت دیکھ لے تو اُس سے نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ اول تعلیم ہے اور اس میں تعلیم ہے نہ کہ ثانی (کہ وہ تعلیم سے خالی ہے)۔

غور فرمائیے کہ حنفیوں کے ہاں شرمگاہ کی کتنی اہمیت ہے کہ اسے دورانِ نماز بھی نمازی شہوت کے ساتھ دیکھتا رہے تو حنفی کی نماز کو کچھ نہیں ہوگا۔ البتہ اگر قرآن کریم کی آیت یا قرآن کا کوئی فقرہ پڑھ لیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ کیا ایمان بالقرآن کا یہی تقاضہ ہے؟

صحیح بخاری میں ہے کہ:

كانت عائشه رضی اللہ عنہا يومها عبدها ذكوان من المصحف (ص۹۶ ج۱)

عائشہ رضی اللہ عنہا کا غلام ذکوان رحمہ اللہ قرآن سے دیکھ کر ان کی امامت کراتا تھا۔

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نماز میں قراءت مصحف (قرآن) سے دیکھ کر کرتی تھیں۔ (مصنف عبدالرزاق ص۴۲۰ ج۲۔ رقم الحدیث ۳۹۳۰)۔

امام ابی بکر بن ابی ملیکۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

ان عائشه اعتقت غلاما لها عن دبر فكان يؤمها في رمضان في المصحف

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک غلام تھا جسے بعد میں آپ رضی اللہ عنہا نے آزاد کر دیا تھا وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رمضان المبارک میں امامت کراتا تھا اور قراءت قرآن مصحف (قرآن) سے دیکھ کر کرتا تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۳۸، ج۲ و فتح الباری ص۱۴۷ ج۲ و کتاب المصاحف لابن ابی داؤد و ۱۹۲)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس اثر کی سند صحیح ہے۔ (تغلیق التعلیق ص۲۹۱ ج۲)۔

امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ قرآن میں دیکھ کر امامت کا کیا حکم ہے؟

قال ما زالوا يفعلون ذلك منذ كان الاسلام كان خيارنا يقرؤون في المصاحف

ابتداء اسلام سے ہی علماء قرآن مجید کو دیکھ کر (امامت) کراتے رہے جو ہمارے بہتر تھے۔ (قیام اللیل ص۱۶۸ طبع مکتبہ اثریہ)۔

امام سعد، امام سعید بن میتب، امام حسن بصری، امام محمد بن سیرین، امام یحییٰ بن سعید انصاری، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تمام کے تمام اس کے جواز کے قائل ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھئے:

(قیام اللیل ص:۱۶۸ و مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۳۸ ج۲ و مصنف عبدالرزاق ص۴۲۰، ج۲)

قرآن مجید کی توہین

قرآن مجید کی توہین کے متعلق ایک عبارت گزر چکی ہے اب ایک دوسری عبارت ملاحظہ فرمائیں کہ حنفی قرآن مجید کا کس قدر ادب کرتے ہیں:

فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے:

والذی رعف فلا یرقادمہ فاراد ان یکتب بدمہ علی جبھتہ شیئا من القرآن قال ابوبکر الاسکاف یجوز قیل لو کتب بالبول قال لو کان فیہ شفاء لا باس

اگر کسی کی نکسیر بند نہ ہوتی ہو تو اس نے اپنی جبین پر (نکسیر کے) خون سے قرآن میں سے کچھ لکھنا چاہا تو ابوبکر اسکاف نے کہا ہے یہ جائز ہے۔ اگر وہ پیشاب سے لکھے تو اس نے کہا اس میں شفاء ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(فتاویٰ قاضی خان علی حامش فتاویٰ عالمگیری ص۴۰۴ ج۳ کتاب الحظر والاباحۃ)

یہی فتویٰ فقہ حنفی کی معروف کتاب (فتاویٰ سراجیہ ص ۷۵ والبحر الرائق ص ۱۱۶ ج ۱ وحموی شرح الاشباہ والنظائر ص۱۰۸ ج ۱، باب القاعدہ الخامسۃ الضرر لا یذال، وفتاویٰ شامی ص۲۱۰ ج ۱ باب التداوی بالمحرم) وغیرہ۔ کتب فقہ حنفی چوتھی صدی سے لے کر بارھویں صدی تک متداول رہا ہے بلکہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ:

فقد ثبت ذلك فی المشاھیر من غیر انکار

یعنی مشاہیر میں یہ فتویٰ بلا انکار ثابت ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری ص۳۵۶ ج ۵ کتاب الکراھیۃ باب التداوی والمعالجات)

عالمگیری کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ فقہاء احناف کا یہ مفتی بہ فتوی ہے۔ بریلوی مکتب

فکر کے معروف مترجم مولوی غلام رسول سعیدی نے کھل کر فقہاء کے ان فتاوی کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''میں کہتا ہوں کہ خون یا پیشاب کے ساتھ سورۃ فاتحہ لکھنے والے کا ایمان خطرہ میں ہے۔ اگر کسی آدمی کو روز روشن سے زیادہ یقین ہو کہ اس عمل سے اس کو شفاء ہو جائے گی تب بھی اس کا مر جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ خون یا پیشاب کے ساتھ سورۃ فاتحہ لکھنے کی جرأت کرے۔ اللہ تعالیٰ ان فقہاء کو معاف کرے جو بال کی کھال نکالنے اور جزئیات مستنبط کرنے کی عادت کی وجہ سے ان سے یہ قول شنیع سرزد ہو گیا ورنہ ان کے دلوں میں قرآن مجید کی عزت وحرمت بہت زیادہ تھی۔

(شرح صحیح مسلم ص ۵۵۷ ج ۶ طبع فرید بک سٹال لاہور ۱۹۹۵ء)

سعیدی صاحب کی اس ہمت مردانہ اور جرأت رندانہ کی داد دیتے ہوئے عبدالحمید شرقپوری برسٹل برطانیہ فرماتے ہیں کہ:

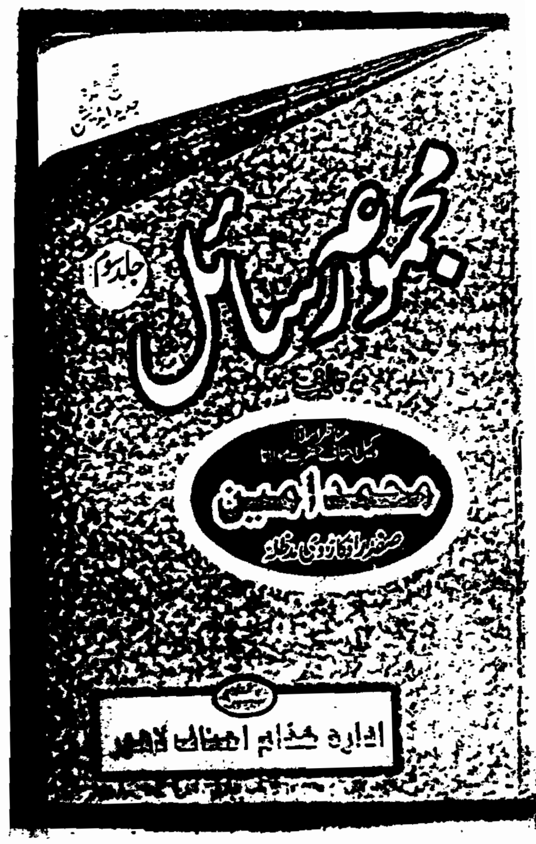
''فقہ کی ایک کتاب (نہیں بھائی تقریباً نصف درجن ابوصہیب) میں لکھا ہے کہ علاج کی غرض سے خون یا پیشاب کے ساتھ فاتحہ کو لکھنا جائز ہے۔ راقم الحروف نے اکثر علماء سے اس کے متعلق پوچھا مگر چونکہ یہ بات بڑے بڑے فقہاء نے لکھی ہے اس لئے سب نے اس مسئلہ پر سکوت اختیار کیا ہے۔ علامہ سعیدی نے پہلی بار اس جمود کو توڑا''۔ (شرح صحیح مسلم بعنوان تاثرات صفحہ ۶۶ جلد اول الطبع الخامس ۱۹۹۵ء)

یہی ہم نماز میں مصحف سے دیکھ کر قراءت کے سلسلہ میں عرض کرتے ہیں کہ بھائی شرمگاہ تو ایک انسانی عضو ہے۔ قرآن اللہ کا کلام ہے لہٰذا اس باطل و مردود فتوی کی تردید کرتے ہوئے نماز کو فاسد کہنے سے توبہ کر لیجئے اور صحابہ کرام کو معیار حق تسلیم کرتے ہوئے نماز میں مصحف سے قراءت کے جواز کو تسلیم کر لیجئے اور

فقہاء کو معصوم عن الخطاء جان کر منہ اٹھا کر ان کے پیچھے نہ لگ جایئے ان کی صحیح بات کو قبول کیجئے اور غلط بات کی تردید کر دیجئے۔ (تحفہ حنفیہ ص:۳۰۷،۳۰۸)۔

اس موضوع پر ہمارے محترم بھائی فضیلۃ الاخ ابوالاسجد محمد صدیق رضا صاحب کا بھی ایک مضمون شائع ہوا تھا جو ایک دیوبندی عالم ''مولانا محمد تقی عثمانی'' کے تعاقب میں تھا۔

مجموعہ رسائل کو اب لاہور سے شائع کیا گیا ہے اور دعوی کیا گیا ہے کہ یہ تصحیح شدہ جدید ایڈیشن ہے اور اس میں سے اب گستاخی والی عبارت خاموشی سے غائب کر دی گئی ہے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجموعہ رسائل

جلد سوم

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا

محمد امین صفدر

اوکاڑوی مدظلہ

ناشر

ادارہ خدام احناف

28S [illegible] پاکستان

فون:042-6862816

ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

(۱۹۲) نمازی کی نظر اپنی شرم گاہ پر پڑ گئی تو نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

(۱۹۳) ماں نماز پڑھ رہی تھی، بچے نے گود میں پیشاب کر دیا۔ نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

(۱۹۴) ماں نماز پڑھ رہی تھی، بچے نے دودھ چوسنا شروع کر دیا۔ نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔

(۱۹۵) آنحضرتؐ نے فرمایا کہ گدھا سامنے سے گزرے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے (مسلم ص ۱۹۷ ج ۱) لیکن آپؐ نے خود نماز پڑھائی تو سب کے سامنے گدھی چر رہی تھی۔ (مسلم، ص ۱۹۶ ج ۱، ابوداؤد، نسائی) بلکہ آپؐ نے گدھے پر نماز ادا فرمائی۔ یہ قول و فعل کا تضاد کیوں ہے۔

(۱۹۶) آپؐ نے فرمایا کہ کتا سامنے سے گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (مسلم ص ۱۹۷، ج ۱)

گستاخی والی عبارت حذف ہے،

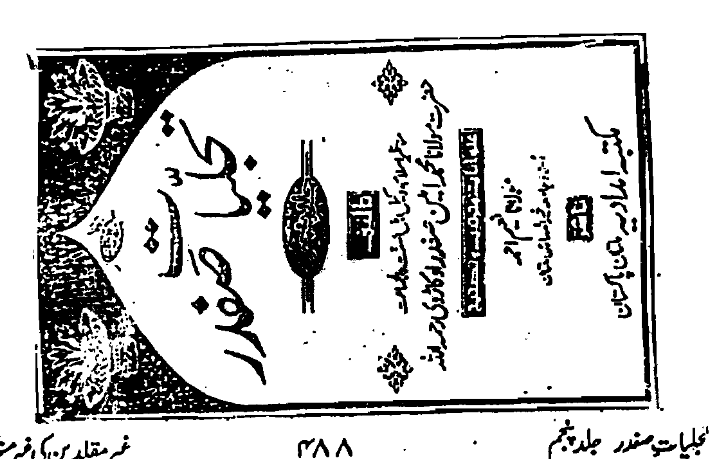
(۱۹۷) آنحضرت ﷺ پر حالت نماز میں اونٹنی کا بچہ دان ڈال دیا گیا۔ اس پر باب یوں باندھتے ہیں۔ جب نمازی کی پیٹھ پر پلیدی یا مردار (نماز میں) ڈال دیا جائے تو

(فوٹو مجموعہ رسائل جلد سوم ص ۱۲۷ طبع ادارہ خدام احناف لاہور)

گستاخی والی عبارت کو اگر غائب کر دیا جائے تو پھر سوال تشنہ رہ جاتا ہے کیونکہ سوال کا مقصد دو مختلف طرح کی احادیث میں تطبیق کے بجائے ٹکراؤ اور اختلاف پیدا کرنا ہے۔ لہٰذا اس اختلافی عبارت کا ہونا ضروری ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ یہ عبارت موجود ہے۔ اور اس عبارت سے موصوف کا رجوع کرنا یا اس پر ندامت کا اظہار کرنا اس طرح کی کوئی چیز اس سے ثابت نہیں ہے۔

مجموعہ رسائل جلد سوم کو نعمان اکیڈمی گوجرانوالہ نے جون ۱۹۹۶ء میں شائع کیا پھر ادارہ

خدام احناف لاہور نے مجموعہ رسائل کو اکتوبر ۲۰۰۰ء میں شائع کیا۔ البتہ یہ عبارت تجلیات صفدر جلد پنجم میں بھی موجود ہے اور تجلیات کو مکتبہ امدادیہ ملتان نے مولانا نعیم احمد (جو مولانا امین اوکاڑوی کے خاص شاگرد ہیں) کی ترتیب، تسہیل اور تصحیح کے ساتھ شائع کیا ہے۔ واضح رہے کہ تجلیات کا یہ سب سے زیادہ تصحیح شدہ ایڈیشن ہے کہ جسے دیوبندیوں کے خاص ادارہ مکتبہ امدادیہ نے شائع کیا ہے اور جس کی خصوصی اجازت بھی امین اوکاڑوی نے انہیں عطاء کر دی تھی اور یہ موصوف کی وفات کے بعد شائع ہوا ہے۔



تجلیات صفدر جلد پنجم — ۴۸۸ — غیر مقلدین کی غیر مستند نماز

(مسلم ص ۱۹۶، ج ۱، ابوداؤد، نسائی) بلکہ آپ ؐ نے گدھے پر نماز ادا فرمائی۔ یہ قول و فعل کا تضاد کیوں ہے۔

(۱۹۶) آپ ؐ نے فرمایا کہ کتا سامنے سے گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (مسلم ص ۱۹۷، ج ۱) لیکن آپ ؐ نماز پڑھاتے رہے اور کتیا سامنے کھیلتی رہی، اور نماز گدھی بھی تھی، دونوں کی شرم گاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی۔

(۱۹۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حالت نماز میں اونٹنی کا بچہ دان ڈال دیا گیا۔ اس پر باب یوں باندھتے ہیں۔ جب نمازی کی پیٹھ پر پلیدی یا مردار (نماز میں) ڈال دیا

(فوٹو تجلیات صفدر جلد ۵ ص ۴۸۸ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

ماسٹر امین اوکاڑوی الجرح والتعدیل کے میزان میں

مجموعہ رسائل جلد سوم (طبع نعمان اکیڈمی گوجرانوالہ) اور تجلیات صفدر جلد پنجم دونوں میں گستاخی والی یہ عبارت موجود ہے۔ شرعی لحاظ سے بھی گواہی کے لئے دو گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ دونوں حوالے موصوف کو مجرم قرار دیتے ہیں۔ اب دیوبندی، امین اوکاڑوی کو چاہے کتنا بڑا علامہ اور عالم قرار دیں لیکن جب وہ جھوٹے، مفتری اور کذاب ثابت ہو چکے ہیں۔ نیز رسول اللہ ﷺ کی شان میں اس نے گستاخی کا ارتکاب بھی کیا ہے تو اہل اسلام کے نزدیک اب اس کی کسی بات کا کوئی اعتبار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس پر جرح مفسر ثابت ہو چکی ہے اور جو شخص دین کو موصوف کی کتابوں سے اخذ کرے گا تو وہ صراط مستقیم سے منحرف ہو جائے گا اور اس کا دین بھی مشکوک ہو جائے گا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یأتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم و ایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (صحیح مسلم مقدمہ ۱۶، مشکوۃ: ۱/۵۵)

آخر زمانے میں فریب دینے والے اور جھوٹے لوگ ہوں گے جو تمہارے سامنے ایسی احادیث (اور باتیں) پیش کریں گے کہ جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہوں گی پس ایسے لوگوں سے بچو اور تم انہیں قریب نہ آنے دو کہ وہ تم کو گمراہ نہ کریں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

یہ حدیث صاف وضاحت کرتی ہے کہ جیسے جیسے قیامت قریب سے قریب تر ہوتی چلی جائے گی دنیا دجل وفریب کے ماہرین اور جھوٹے لوگوں سے بھرتی چلی جائے گی اور یہ لوگ اپنی فنکارانہ مہارتوں اور پرفریب اور خوش آئند باتوں سے لوگوں کو نہ صرف گمراہ کریں گے بلکہ فتنہ میں بھی مبتلا کر دیں گے جیسا کہ موصوف ہیں کہ جو احادیث صحیحہ کو ناقابل اعتبار قرار دیتے چلے جا رہے ہیں اور جھوٹی اور من گھڑت احادیث پر مبنی فقہ حنفی کی برتری کے لئے ہر جھوٹ، دھوکا اور فریب سے کام لے رہے ہیں۔ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ان هذا العلم دين فانظروا عمن تأخذون دينكم

''بیشک (قرآن وحدیث کا یہ) علم دین ہے پس جب تم اسے حاصل کرو تو یہ دیکھ لو کہ تم کس سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو''۔ (صحیح مسلم مقدمہ ۲۶، مشکوۃ ۱:۱/۹۰)

جھوٹ، خیانت، دھوکا وفریب اور کذب بیانی انتہائی گھٹیا صفات ہیں اور ایسے انسان کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا کہ جو جھوٹ بولتا ہو اور دھوکا دیتا ہو اور جو انسان قرآن وحدیث میں جھوٹ بولے تو ایسا شخص اللہ کی نظر میں بھی انتہائی لعنتی اور مجرم ہے اور لوگوں کو بھی تاکید کی گئی ہے کہ وہ ایسے انسان سے بچیں لیکن جس انسان کو یہ چیزیں ورثہ میں ملی ہوں تو اس کی کذب بیانی کا کیا حال ہوگا؟ موصوف کے اکابرین کے حوالے ملاحظہ فرمائیں:

بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی اعتراف جرم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میں سخت نادم ہوا اور مجھ سے بجز اس کے کچھ بن نہ پڑا کہ میں جھوٹ بولوں اور صریح جھوٹ میں نے اسی روز بولا تھا''۔

(ارواح ثلاثہ ص ۲۹۰۔ حکایت نمبر ۳۹۱، ومعارف الاکابرین ص ۳۶۰)

مولانا رشید احمد گنگوہی نے کہا: ''جھوٹا ہوں''۔ (مکاتیب رشیدیہ ص ۱۰، فضائل صدقات حصہ دوم ص ۵۵۶، امین اوکاڑوی کا تعاقب ص ۱۶، الحدیث ۲۲ ص ۵۵)۔

موصوف کے مزید جھوٹ

موصوف گستاخی والی عبارت سے قبل سوال نمبر (۱۸۵) کے تحت لکھتا ہے:

(۱۸۵) کسی غیر عورت سے بوس و کنار کر کے نماز پڑھ لے، سب کچھ معاف ہو جاتا ہے۔ (بخاری ص ۷۵، ج ۱)۔ کیا آپ اپنی صاحبزادیوں کو اس پر عمل کرنے، کروانے کی اجازت دیتے ہیں۔ (تجلیات ص ۴۸۶، ج ۵، مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۱۲۶)

موصوف نے صحیح بخاری کی جس روایت کا حوالہ دیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لیا پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اپنی اس غلطی سے آگاہ کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر (سورۃ ھود کی آیت ۱۱۴) نازل فرمائی: ''دن کے دونوں کناروں اور رات کے اوقات میں بھی نماز پڑھا کرو۔ بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا ڈالتی ہیں''۔ اس شخص نے عرض کیا کہ کیا یہ حکم خاص میرے لئے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری تمام اُمت کے لئے ہے۔ (بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ کفارۃ ۵۲۶، ۴۶۸۷)۔

صحیح مسلم کی روایت میں یہ وضاحت بھی ہے کہ اس شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر حد قائم کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے پھر نماز کا وقت ہو گیا اور اس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔ نماز کے بعد وہ شخص دوبارہ حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ میں حد تک پہنچ چکا ہوں لہٰذا مجھ پر حد قائم کیجئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟ اس شخص نے کہا کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب قولہ تعالیٰ ان الحسنات یذھبن السیئات ۷۰۰۱ الی ۷۰۰۷)۔ امام مسلم نے اس سلسلہ کی سات احادیث کو یہاں ذکر کیا ہے۔

ان احادیث سے واضح ہوا کہ اس شخص نے اپنے اس گناہ پر نہ صرف انتہائی ندامت کا اظہار کیا تھا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس قدر ڈر رہا تھا کہ اس نے اپنے اوپر حد قائم کرنے کی بھی درخواست کی تھی۔ لیکن موصوف نے اس حدیث کا کیا مطلب اخذ کیا ہے؟

''کسی غیر عورت سے بوس و کنار کر کے نماز پڑھ لے سب کچھ معاف ہو جاتا ہے''

موصوف نے اس جملہ میں حدیث کے مطلب کو جس طرح بگاڑا ہے اور اپنی اصلی فطرت کو جس طرح ظاہر کیا ہے وہ اس کی عبارت سے عیاں ہے، موصوف آگے لکھتا ہے: کیا آپ اپنی صاحبزادیوں کو اس پر عمل کرنے، کروانے کی ''اجازت دیتے ہیں''۔ یہ حدیث گناہوں سے نفرت کا درس دیتی ہے لیکن موصوف نے اس حدیث سے کیا نتیجہ اخذ کیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ: ''چور چوری سے جائے لیکن ھیرا پھیری سے نہ جائے''۔

موصوف کو قرآن و حدیث میں تحریف کرنے اور ہیرا پھیری کی ایسی لت پڑ گئی ہے کہ وہ کسی جگہ بھی حدیث میں ڈنڈی مارنے سے باز نہیں آتا اور بعض جگہ تو اس کی اصلی فطرت مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح بالکل واضح اور نمایاں ہو جاتی ہے۔ اب اس عبارت میں موصوف ترغیب دے رہے ہیں کہ ''آپ اپنی صاحبزادیوں کو اس پر عمل کی اجازت دیتے ہیں''۔ لگتا ہے کہ یہ موصوف کے دل کی آواز ہے اور یقیناً اس نے اس پر کسی حد تک عمل بھی کیا ہوگا لیکن چونکہ اس سلسلہ میں ہمیں مزید معلومات کا علم نہیں ہے اس لئے اگر کسی کو اس تفصیل کا علم ہو تو برائے مہربانی اس بات سے ہمیں آگاہ کر دے تاکہ اگلے ایڈیشن میں ان مزید معلومات کو بھی موصوف کے اس قول کی شرح میں سپرد قلم کر دیا جائے۔

علاوہ ازیں موصوف کے ہاں حلالہ تو ویسے بھی جائز ہے بلکہ حنفی مولوی لوگوں کو حلالہ کی طرف دعوت بھی دیتے رہتے ہیں کیونکہ جب بھی کوئی مصیبت کا مارا یکبارگی تین طلاق

دینے کے بعدان سے فتوی طلب کرتا ہے تو یہ اسے تاکید کے ساتھ کہتے ہیں کہ ''حلالہ کرانا ضروری ہے'' لہٰذا موصوف ''حلالہ سینٹر'' کھول کر صاحبزادیوں کو اس کی کافی مشق کرواسکتے ہیں۔ بہر حال موصوف نے اس صحیح حدیث کا جو مذاق اُڑایا ہے اس کی سزا وہ یقیناً بھگت رہا ہوگا۔ احادیث کا مذاق اُڑانے اور ان سے ٹھٹھہ کرنے کا عذاب یقیناً بہت سخت ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں سے ضرور نمٹے گا۔ یوم الحساب بہت قریب ہے۔ اور ظالم اللہ کے عذاب سے بچ نہ سکیں گے۔ اللہ اور رسول سے مذاق کرنے والے منافقین سے کہا گیا:

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ (التوبہ:۶۶)

''اب عذر نہ کرو تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے''۔

اور دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْآ اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَآئَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (آل عمران:۸۶)

اللہ ایسے لوگوں کو کیوں کر ہدایت دے گا کہ جنہوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا حالانکہ انہوں نے یہ گواہی بھی دی تھی کہ رسول اللہ ﷺ برحق ہیں اور ان کے پاس روشن نشانیاں بھی آ گئیں اور اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا''۔

نیز موصوف کو چونکہ صحیح بخاری سے بھی اللہ واسطے کا بیر ہے اس لئے وہ اس طرح کی عبارات لکھ کر لوگوں کو صحیح بخاری سے بھی متنفر کرنا چاہتا ہے اور اس طرح وہ اپنے خبیث باطن کا بھی مظاہرہ کرتا رہتا ہے۔

موصوف سوال (۱۹۸) میں کہتا ہے کہ ''آنحضرت ﷺ اپنی نواسی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو اٹھا کر نماز پڑھا کرتے تھے''۔ (بخاری و مسلم) اور اس حدیث پر اختلافات کا ذکر کر کے آگے لکھتا ہے (۱۹۹) آپ کے مذہب میں کتا اور خنزیر پاک ہیں۔ (عرف الجادی ص:۱۰) پھر

ان کو اٹھا کر نماز پڑھنا کس حدیث کے خلاف ہے۔

(۲۰۰) آپ کے مذہب میں تو نمازی جس چیز کو اٹھائے اس کا پاک ہونا بھی ضروری نہیں (بدورالاہلہ) آپ کے نزدیک تو کتا اور خنزیر پیشاب پاخانے میں لت پت ہو تب بھی نماز ہو جائے گی۔ (تجلیات ج ۵ ص ۴۸۸، ۴۸۹)۔

موصوف فقہ حنفی کے مسائل کو اہل حدیث کے سر تھوپنے کی کوشش کر رہے ہیں لہٰذا کیا چیز پاک ہے اور کیا پاک نہیں ہے؟ فقہ حنفی کی روشنی میں جاننے کے لئے ملاحظہ فرمائیں: حقیقۃ الفقہ کی کتاب الطھارات۔ نیز عرف الجادی وغیرہ کتب سے اہل حدیث پر حجت قائم نہیں کی جا سکتی کیونکہ اہل حدیث کے لئے حجت صرف قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ ﷺ ہیں۔ موصوف مزید لکھتا ہے:

> (۱۸۹) حضور نماز میں بیوی کے پاؤں کو ہاتھ لگا لیتے، آپ نماز پڑھتے تو بیوی آپ کی پنڈلیوں کو ہاتھ لگا لیتی اور نماز نہ ٹوٹتی۔ اگر نمازی عورت کے کسی اور حصے کو ہاتھ لگا لے تو نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟
>
> (۱۹۰) آپ نماز سے پہلے بیوی کا بوسہ لیتے، اس سے وضو نہ ٹوٹتا، اگر مرد نماز پڑھتی عورت کا بوسہ لے تو عورت کی نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔ جواب حدیث صریح سے دیں۔
>
> (۱۹۱) اگر اس کے برعکس مرد نماز پڑھ رہا تھا عورت نے بوسہ لیا تو مرد کی نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں۔ (تجلیات ج ۵ ص ۴۸۷)۔

بہر حال موصوف نے اپنے مافی الضمیر کا اظہار ان سوالات کے ذریعے کیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ چھپی ہوئی باتیں اور راز اللہ تعالیٰ ظاہر فرما دیتا ہے۔

فقہ حنفی کے بعض مسائل کا تذکرہ

موصوف کی فقہ کی کتابوں کی اگر ورق گردانی کی جائے تو وہاں ہر طرح کے گندے اور شرمناک مسائل بھی آسانی سے مل جائیں گے سردست چند مسائل ملاحظہ فرمائیں:

کتا پلید اور حرام جانور ہے فقہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کتے کو ذبح کرے اور اس کی کھال کو رنگ کر جائے نماز بنا لے یا ڈول بنا لے یا اس کی جیکٹ بنا لے یا کتے کا گوشت جیب میں ڈال کر نماز پڑھے تو جائز ہے۔ (درمختار صفحہ ۲۰ شامی: ۱۹۸)

کتے کے بچے کو اٹھا کر نماز ہو جاتی ہے (درمختار ص: ۳۰) جبکہ دوسری طرف حنفی برادری اہل حدیث پر طعن کرتی ہے کہ اہلحدیث کہتے ہیں چھوٹے بچے کو اٹھا کر نماز ہو جاتی ہے۔ اندازہ لگالو کہ آپ لوگوں میں بندہ دشمنی کتنی ہے اور کتا دوستی کتنی ہے؟

اور مرد نماز پڑھ رہا ہو اور عورت بوسہ لے لے تو نماز فاسد نہیں ہوتی (درمختار ص ۲۹۳) عالمگیری ص ۱۴۳۔ اور نماز کا سلام پھیرنے کے بجائے اگر جان کر پاد مار کر نماز ختم کر لے تو نماز صحیح ہے اگر پاد زبردستی کھسک گیا تو نماز پوری نہیں ہوئی دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھے۔

اور حدیث میں امامت کا مستحق اس کو بتایا گیا جس کو قرآن زیادہ یاد ہو یا زیادہ قرآن و حدیث کا علم ہو یا ہجرت پہلے کی ہو یا اسلام پہلے لایا ہو یا عمر میں بڑا ہو موقع بموقع ہر ان وجوہات میں سے کسی وجہ سے انسان امامت کا زیادہ مستحق ہو سکتا ہے۔

لیکن فقہ حنفی میں امامت کے استحقاق کی عجیب علامتیں ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں اور فقہ کو داد دیں، لکھتے ہیں:

"امامت کا مستحق وہ ہے جس کی بیوی زیادہ خوبصورت ہو" (درمختار ص ۱۱۷)

جب امامت کے لئے کوئی حنفی کسی علاقہ میں جائے پہلے تو اس کی بیوی اور دوسرے مقتدیوں

کی بیویوں کی نمائش کی جائے (یعنی مقابلہ حسن منعقد کیا جائے) اگر حقیقتاً امام کی بیوی زیادہ خوبصورت ہو تو اس کو امامت پر فائز کیا جائے ورنہ اس شخص کو امامت دی جائے جس کی بیوی زیادہ خوبصورت ہو۔

اور درمختار ص ۱۷۷ پر آیا ہے کہ ''امامت کا مستحق وہ ہے کہ جس کا سر بڑا ہو اور آلہ تناسل چھوٹا ہو''۔

چلو سر چھوٹا تو ظاہری چیز ہے لیکن عضو مخصوص کو کون چیک کرے گا؟ اتنے بیہودہ مسئلے جن کتابوں میں ہوں یا تو ایسی کتابوں کو دفن کر دو یا پھر ایسے مسئلے ان کتابوں سے نکال کر حنفی برادری کو روز بروز کی رسوائی سے بچالو (بلکہ ان تمام کتابوں کو دریابُرد کر کے صرف قرآن و حدیث کی راہ پر گامزن ہوا جائے۔ ابو جابر)۔ اور لکھا ہے:

''نماز عربی کی بجائے اگر فارسی یا کسی دوسری زبان میں دعا نماز کا ترجمہ کر کے ادا کر دی جائے تو جائز ہے''۔ (ہدایہ ص ۸۴ درمختار ج ۱ ص ۲۲۵)۔

''اور مرد و عورت دونوں ننگے ہوں اور ان کی شرمگاہیں مل جائیں تو پھر بھی وضو نہیں ٹوٹے گا'' (درمختار ج ۱ ص: ۶۹ عالمگیری ج ۱ ص ۱۶)

جبکہ حدیث میں آیا ہے کہ شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (ابوداؤد: ۱۸۱)

''اور زندہ یا مردہ جانور مثلاً گدھی، گھوڑی، گائے، بھینس، بھیڑ، بکری وغیرہ یا کم عمر بچی سے جماع کیا تو وضو نہیں ٹوٹتا''۔ (درمختار ج ۱ ص: ۳۸)

''اگر کوئی (حنفی) اپنی دبر (پاخانہ کی جگہ) میں انگلی داخل کرے اگر خشک نکل آئے تو وضو نہیں ٹوٹتا'' (درمختار ص ۷۰)

''مرد اپنی دبر میں یا عورت اپنی شرمگاہ میں کسی مرد کا آلہ تناسل یا کسی زندہ جانور مثلاً گدھا، گھوڑا، کتا وغیرہ کا آلہ تناسل داخل کرے تو غسل فرض نہیں ہوتا''

(درمختار ج ۱ ص: ۸۳)۔

''ایک درہم کے برابر پاخانہ یا اس جیسی پلیدی لگی ہو تو نماز ہو جاتی ہے''

(ہدایہ صفحہ ۵۸۷)

''انگلی کو پاخانہ یا اس جیسی گندگی لگی ہو تو تین دفعہ چاٹنے سے پاک ہو جائے گی''

(بہشتی زیور صفحہ ۱۸۔ اور فتاوی عالمگیری ج ۱ صفحہ ۶۱)

''اگر کوئی عورت کی شرمگاہ دیکھتا رہا (مزے لیتا رہا) یہاں تک کہ انزال ہو گیا تو وہ روزہ درست رہے گا'' (درمختار صفحہ ۵۰۹)۔

''مرد عورت سے یا نابالغ لڑکی سے یا گدھی گھوڑی بکری وغیرہ سے صحبت کرے تو روزہ نہیں ٹوٹتا''۔ (درمختار صفحہ ۵۱۵)۔

''ہاتھ سے منی نکال لے تو روزہ خراب نہیں ہوتا'' (درمختار صفحہ ۵۲۴)

''اگر سوئی ہوئی عورت یا پاگل عورت سے کوئی جماع کر لے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے'' (درمختار صفحہ ۵۱۵)

''اگر عورت خاوند کی منی ہاتھ سے نکالنے میں مدد کرے تو روزہ فاسد نہیں ہوتا''

(درمختار ص ۵۱۵)

''اگر اغلام بازی (لڑکے سے بدفعلی) سے اپنی خواہش پوری کر لے تو روزے کا کوئی کفارہ نہیں''۔ (ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۲۰۰)۔

''دبر میں صحبت کرنے سے حج خراب نہیں ہوتا''

(فتاوی قاضی خان ص: ۱۲۷) (بحوالہ احناف کے ۳۵۰ سوالات)۔

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ یہ تمام مسائل فقہ حنفی کے ہیں لیکن ماسٹر امین اوکاڑوی ان مسائل کو اہل حدیث کے کھاتے میں ڈالنا چاہتا ہے۔ اور اس سلسلے میں ان کتابوں کا سہارا لے رہا ہے کہ جو اہل حدیث کے نزدیک مردود ہیں اور جن کے شائع کرنے والے بھی خود حنفی حضرات ہیں۔ کیونکہ اہل حدیث نے کبھی بھی ان کتب کو شائع نہیں کیا۔

الشیخ مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ گستاخی کرنے والے عبارت کا ذکر کر کے لکھتے ہیں:

''ماسٹر کی یہ عبارت بول بول کر بتا رہی ہے کہ یہ لوگ اللہ کے نبی ﷺ کے گستاخ ہیں کہ کسی صحیح تو کجا، ضعیف روایت میں بھی یہ بات نہیں ملے گی کہ رسول اکرم ﷺ، امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ حالت نماز میں کتیا اور گدھی کی شرمگاہ دیکھتے ہوں العیاذ باللہ اپنے استاد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جھنگوی نے بھی رسول اللہ ﷺ کا حالت نماز میں امعاء کرنا لکھ کر پھر بتایا کہ اسے عقبۃ الشیطان بھی کہا گیا ہے۔ لکھتا ہے ''دیکھیں اپنے کئے ہوئے فعل کو عقبہ شیطان کہا جا رہا ہے''۔

(تحفہ اہل حدیث: ص:۱۲۱۔ جلد:۲)۔

لیکن عقل و بصیرت سے محروم جھنگوی نے نبی ﷺ کے عمل مبارک کو شیطان کا عمل بنا دیا العیاذ باللہ وعلیہ ما علیہ۔ اتنی گستاخیوں کے باوجود بھی یہ طبقہ اپنے آپ کو اہل سنت کہتا تھکتا نہیں۔

ماسٹر امین اوکاڑوی کے ذکر کو الاستاذ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کے اس مضمون پر ختم کرتے ہیں:



امین اوکاڑوی کے دس جھوٹ

❶ تحقیق کا لفظ تقلید کی ضد ہے۔ جب تحقیق ہوگی تو تقلید ختم ہو جائے گی۔ تقلید آتی ہی اس وقت ہے جب تحقیق نہ ہو۔ ایک غالی دیوبندی مولوی امداد الحق شیوری ''فاضل جامعہ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی'' نے صاف صاف لکھا ہے کہ:

"حققوا ولا تقلدوا" (حقیقت حقیقت الالحاد ص ۲۳۱ مطبوعہ: اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی نمبر ۵)

شیوری کی عبارت کا ترجمہ: ''تحقیق کرو اور تقلید نہ کرو''

معلوم ہوا کہ تقلید تحقیق کی ضد ہے۔ والحمد للہ

تحقیق اور تقلید ایک دوسرے کی ضد اور نقیض ہیں۔ تحقیق کا مادہ ''حق'' ہے۔ جس کا معنی ثابت شدہ بات صحیح بات وغیرہ ہے۔ اور ''تحقیق'' کا معنی ثابت کرنا، صحیح بات تک پہنچنا ہے جبکہ ''تقلید'' اس کے بالکل برعکس: غیر ثابت باتوں کو ماننا اور اپنانا ہے۔

۞ محمد امین صفدر صاحب، حیاتی دیوبندیوں کے مشہور مناظر تھے۔ راقم الحروف نے ان کا تفصیلی رد "امین اوکاڑوی کا تعاقب" / "تحقیق جزء رفع الیدین" اور "تحقیق جزء القراءۃ للبخاری" میں لکھا ہے۔ اوکاڑوی صاحب کے اکاذیب وافتراءات پر علیحدہ کتاب مرتب کرنے کا پروگرام ہے۔ فی الحال ان کے دس جھوٹ پیش خدمت ہیں:

➊ ۱: امین اوکاڑوی نے کہا: "اس کا راوی احمد بن سعید داری مجسمہ فرقہ کا بدعتی ہے"

(مسعودی فرقہ کے اعتراضات کے جوابات ص ۴۱، ۴۲ تجلیات صفدر، طبع جمعیۃ اشاعۃ العلوم الحنفیہ ج ۲ ص ۳۴۸، ۳۴۹)

تبصرہ: امام احمد بن سعید الدارمی رحمہ اللہ کے حالات تہذیب التہذیب (۳۱/۱، ۳۲) وغیرہ میں مذکور ہیں۔ وہ صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہما کے راوی اور بالاتفاق ثقہ ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان کی تعریف کی۔ حافظ ابن حجر العسقلانی نے کہا: "ثقة حافظ" (تقریب التھذیب: ۳۹)

ان پر کسی محدث یا امام یا عالم نے، مجسمہ فرقے میں سے ہونے کا الزام نہیں لگایا۔

➋ ۲: اوکاڑوی نے کہا: "رسول اقدس نے فرمایا: " لاجمعة الا بخطبة " خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا"

(مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۱۶۹ طبع جون ۱۹۹۳ء)

تبصرہ: ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث: رسول اللہ ﷺ سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔ مالکیوں کی غیر مستند کتاب "المدونہ" میں ابن شہاب (الزہری) سے منسوب ایک قول لکھا ہوا ہے کہ:

" بلغني أنه لا جمعة إلا بخطبة فمن لم يخطب صلى الظهر أربعاً" (ج ۱ ص ۱۴۷)

اس غیر ثابت قول کو اوکاڑوی صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے صراحۃً منسوب کر دیا ہے۔

➌ ۳: اوکاڑوی نے کہا: "برادران اسلام، اللہ تعالیٰ نے جس طرح کافروں کے مقابلے میں ہمارا نام مسلم رکھا، اسی طرح اہل حدیث کے مقابلے میں آنحضرت ﷺ نے ہمارا نام اہلسنت والجماعت رکھا"

(مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۳۶ طبع نومبر ۱۹۹۵ء)

تبصرہ: کسی ایک حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ نے اہل حدیث کے مقابلے میں دیوبندیوں کا نام: اہل سنت والجماعت نہیں رکھا۔ یہ بات عام علماء حق کو معلوم ہے کہ دیوبندی حضرات اہل سنت والجماعت نہیں ہیں بلکہ نرے صوفی وحدت الوجودی اور غالی مقلد ہیں۔

➍ ۴: اوکاڑوی نے صحاح ستہ کے مرکزی راوی ابن جریج کے بارے میں کہا:

"یہ بھی یاد رہے کہ یہ ابن جریج وہی شخص ہیں جنہوں نے مکہ میں متعہ کا آغاز کیا اور نوے عورتوں سے متعہ کیا"

(تذکرۃ الحفاظ)" (مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۱۶۴)

تبصرہ: تذکرۃ الحفاظ للذہبی (ج ۱ ص ۱۶۹ تا ۱۷۱) میں ابن جریج کے حالات مذکور ہیں مگر "متعہ کا آغاز" کا کوئی ذکر

نہیں ہے۔ یہ خالص اوکاڑوی جھوٹ ہے۔ رہی یہ بات کہ ابن جریج نے نوے عورتوں سے متعہ کیا تھا بحوالہ تذکرۃ الحفاظ (ص ۱۷۰، ۱۷۱) یہ بھی ثابت نہیں ہے کیونکہ امام ذھبی نے ابن عبدالحکم تک کوئی سند بیان نہیں کی۔

سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں کہ: "اور بے سند بات حجت نہیں ہو سکتی" (احسن الکلام ج ۱ ص ۳۲۷ طبع: باردوم)

۵: ایک مردود روایت کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: "مگر تاہم طحاوی ج ۱/ص ۱۶۰ پر تصریح ہے کہ مختار نے یہ حدیث بذات خود حضرت علیؓ سے سنی۔" (جزء القراۃ للبخاری، تحریفات: اوکاڑوی ص ۵۸ تحت ح ۳۸)

تبصرہ: معانی الآثار للطحاوی (بیروتی نسخہ ۱/۲۱۹، نسخہ ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل پاکستان چوک کراچی ج ۱ ص ۱۵۰) میں لکھا ہوا ہے کہ: " عن المختار بن عبد الله بن أبي ليلىٰ قال: قال علي رضى الله عنه "

یہ بات عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ "قال" اور "سمعت" میں بڑا فرق ہے۔ قال (اس نے کہا) کا لفظ تصریح سماع کی لازمی دلیل نہیں ہوتا، جزء القرأت کی ایک روایت میں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

" قال لنا أبو نعيم. " (ح ۴۸) اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اوکاڑوی فرماتے ہیں کہ: "اس سند میں نہ بخاریؒ کا سماع ابونعیم سے ہے اور ابن ابی الحسناء بھی غیر معروف ہے" (جزء القرأت مترجم ص ۶۴)

۶: اوکاڑوی نے کہا: "اور دوسرا صحیح السند قول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لا يقرؤا خلف الامام کہ امام کے پیچھے کوئی شخص قرأت نہ کرے (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۶)" (جزء القراۃ، ترجمہ وتشریح: امین اوکاڑوی ص ۶۳ تحت ح ۴۷)

الحدیث: 10 — 36 — تقلید کا مسئلہ

تبصرہ: ان الفاظ کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ میں آپ ﷺ کی کوئی حدیث موجود نہیں ہے، بلکہ یہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے جسے اوکاڑوی صاحب نے مرفوع حدیث بنالیا ہے۔

۷: اوکاڑوی نے کہا: "حضرت عمرؓ نے حضرت نافع اور انس بن سیرین کو فرمایا: تكفيك قراءة الامام تجھے امام کی قرأت کافی ہے" (جزء القراۃ/اوکاڑوی ص ۶۶ تحت ح ۵۱)

تبصرہ: انس بن سیرین رحمہ اللہ ۳۳ھ یا ۳۴ھ میں پیدا ہوئے (تہذیب التہذیب: ۱/۳۷۴) اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ۲۳ھ میں شہید ہوئے (تقریب التہذیب: ۴۸۸۸) نافع نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا (اتحاف المہرۃ للحافظ ابن حجر ۱۲/۳۸۶ قبل ح ۱۵۸۱۰) معلوم ہوا کہ انس بن سیرین اور نافع دونوں، امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں موجود ہی نہیں تھے تو "کو فرمایا" سراسر جھوٹ ہے جسے اوکاڑوی صاحب نے گھڑ لیا ہے۔

۸: اوکاڑوی نے کہا: "تقلید شخصی کا انکار ملکہ وکٹوریہ کے دور میں شروع ہوا اس سے پہلے اس کا انکار نہیں بلکہ سب لوگ تقلید شخصی کرتے تھے۔" (تجلیات صفدر ج ۲ ص ۱۰۴ نسخہ فیصل آباد)

تبصرہ: احمد شاہ درانی کو شکست دینے والے مغل بادشاہ احمد شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ (دور حکومت ۱۱۶۱ تا ۱۱۶۷ھ) کے عہد میں فوت ہو جانے والے شیخ محمد فاخر الہ آبادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

''جمہور کے نزدیک کسی خاص مذہب کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اجتہاد واجب ہے۔تقلید کی بدعت چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئی ہے'' (رسالہ نجاتیہ ص ۴۱،۴۲)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ نے تقلید شخصی کی مخالفت کی ہے (دیکھئے یہی مضمون ص ۲۹)

امام ابن حزم نے اعلان کیا ہے کہ:'' والتقلید حرام '' اور (عامی ہو یا عالم) تقلید حرام ہے۔

(النبذۃ الکافیہ ص ۷۰،۷۱ و یہی مضمون ص ۲۸)

یہ سب ملکہ وکٹوریہ سے بہت پہلے گزرے ہیں۔

۹: اوکاڑوی نے کہا:''یہی وجہ ہے کہ سب محدثین ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کے مقلد ہیں''

(مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۶۲ طبع اول ۱۹۹۵ء)

تبصرہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) سے محدثین کرام کے بارے میں پوچھا گیا کہ " هل كان هؤ لاء مجتهدين لم يقلدوا أحداً من الأئمة ، أم كانوا مقلدين " کیا یہ لوگ مجتہدین تھے، انہوں نے ائمہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کی یا یہ مقلدین تھے؟ (مجموع فتاوی ج ۲۰ ص ۳۹) تو شیخ الاسلام نے جواب دیا:

" الحمد لله رب العالمين ، أما البخاري و أبو داود فإماما ن في الفقه من أهل الاجتهاد ، وأما مسلم والترمذي والنسائي و ابن ماجه وابن خزيمة و أبو يعلى والبزار و نحوهم فهم على مذهب أهل

الحديث ، ليسوا مقلدين لواحد بعينه من العلماء ، ولا هم من الأئمة المجتهدين على الاطلاق"

بخاری اور ابوداود تو فقہ کے امام (اور) مجتہد (مطلق) تھے۔ رہے امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابو یعلی اور البزار وغیرہم تو وہ اہل حدیث کے مذہب پر تھے: علماء میں سے کسی کی تقلید معین کرنے والے، مقلدین نہیں تھے، اور نہ مجتہد مطلق تھے'' (مجموع فتاوی ج ۲۰ ص ۴۰)

یہ عبارت اس مفہوم کے ساتھ درج ذیل کتابوں میں بھی ہے۔

توجيه النظر إلى أصول الأثر للجزائری ص (۱۸۵) الکلام المفید فی اثبات التقلید تصنیف سرفراز خان صفدر دیوبندی ص (۱۲۷ طبع ۱۴۱۳ھ) ماتمس إلیہ الحاجہ لمن یطالع سنن ابن ماجہ (ص ۲۶)

تنبیہ: شیخ الاسلام کا ان کبار ائمہ حدیث کے بارے میں یہ کہنا کہ'' نہ مجتہد مطلق تھے'' محلِ نظر ہے۔ رحمه الله رحمة واسعة ،

۱۰: اوکاڑوی صاحب نے امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں کہا:

''میں نے کہا: سرے سے یہ ثابت نہیں کہ عطاء کی ملاقات دوسو صحابہ سے ہوئی ہو اور یہ تو بالکل ہی غلط ہے کہ ابن زبیرؓ کے وقت تک کسی ایک شہر میں دوسو صحابہ موجود ہوں'' (تحقیق مسئلہ آمین ص ۴۴ و مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۱۵۶ طبع اکتوبر ۱۹۹۱ء)

دوسرے مقام پر یہی اوکاڑوی صاحب اعلان کرتے ہیں کہ:

''مکہ مکرمہ بھی اسلام اور مسلمانوں کا مرکز ہے۔ حضرت عطاء بن ابی رباح یہاں کے مفتی ہیں۔ دوسو صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہے'' (نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کی شرعی حیثیت ص ۹، ومجموعہ رسائل ج ۱ ص ۲۶۵)

تبصرہ: ان دونوں عبارتوں میں ایک عبارت بالکل جھوٹ ہے۔ اوکاڑوی صاحب کے دس اکاذیب کا بیان ختم ہوا۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ) کتاب کے آخر میں ماسٹر امین اوکاڑوی کے پچاس جھوٹ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

رفع الیدین کی احادیث میں تحریف کی کوشش

نماز میں رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے کی روایات اس قدر کثرت سے نقل ہوئی ہیں کہ جو حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں اور احادیث کی کوئی کتاب ایسی نہیں ہے کہ جو رفع الیدین کے اس بیان سے خالی ہو۔ اس سنت کے خلاف دیوبندی حضرات نے ضعیف اور من گھڑت روایات کو سہارا دینے کے لئے جو ہتھکنڈے استعمال کیے ہیں ان کا حال پیش کیا جاتا ہے اور اس طرح اہل دیوبند نے رفع الیدین کے خلاف جو کاوشیں کی ہیں ان میں سے بعض پر سے پردہ اُٹھایا جا رہا ہے:

رفع الدین کے خلاف پہلی کاوش۔ مسند حمیدی میں تحریف

مسند حمیدی جو مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی کی تصحیح کیساتھ چھپی ہے اس میں رفع الدین کی ایک روایت کو جو دیوبندی مخطوطہ میں تحریف کا شکار ہوگئی تھی جوں کا توں نقل کر دیا گیا ہے اور اس کی تصحیح کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ حالانکہ مخطوطہ ظاہریہ میں یہ روایت دوسری روایات ہی

کی طرح نقل ہوئی ہے۔ چنانچہ الاعظمی صاحب کی کتاب کا عکس اور ان کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں:

٣٤ من سلسلة منشورات المجلس العلمي



للإمام الحافظ الكبير أبي بكر عبد الله بن الزبير



المتوفى سنة ٢١٩



حقق أصوله وعلق عليه

الأستاذ المحدث المحقق الشيخ

حبيب الرحمن الأعظمي

عنى بنشره المجلس العلمي (كراتشى، الباكستان، و ڈابهیل، الهند) :

الطبعة الاولى

١٣٨٣ ﻫ — ١٩٦٣ ع

ابيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان بلالا يؤذن بليل فكلوا واشربوا حتى تسمعوا اذان ابن ام مكتوم[1] ٥

٦١٢— حدثنا الحميدي قال: ثنا سفيان قال: ثنا الزهري عن سالم عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: اذا استاذنت احدكم امرأته الى المسجد فلا يمنعها[2] قال سفيان: يرون[3] انه بالليل ٥

٦١٣— حدثنا الحميدي قال: ثنا سفيان قال: ثنا الزهري وحدي (وليس معي)[4] ولا معه احد قال: اخبرني سالم بن عبد الله عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من باع عبدا وله مال فماله للذي باعه الا ان يشترط المبتاع، (ومن باع نخلا بعد ان تؤبّر فثمرها للبائع الا ان يشترطه المبتاع)[5] ٥

٦١٤— حدثنا الحميدي قال: ثنا الزهري قال: اخبرني سالم بن عبد الله عن ابيه قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلوٰة رفع يديه حذو منكبيه، واذا اراد ان يركع وبعد ما يرفع راسه من الركوع فلا يرفع ولا بين السجدتين[6] ٥

٦١٥— حدثنا الحميدي قال: ثنا الوليد بن مسلم قال: سمعت زيد بن

(١) اخرجه البخاري من طريق نافع، والترمذي من طريق سالم عن ابن عمر (ج ١ ص ١٧٩) . (٢) اخرجه البخاري في النكاح من طريق سفيان وفي الصلوٰة من طريق معمر وطريق آخر . (٣) في الاصل « ترونه » وفي ظ « يرون » .

(٤) سقط من الاصل زدناه من ع و ظ .

(٥) ما بين القوسين سقط من الاصل زدناه من ع و ظ .

والحديث اخرجه البخاري تاما من طريق الليث عن الزهري ثم مسلم (ج ٥ ص ٣٣) .

(٦) اخرج البخاري اصل الحديث من طريق يونس عن الزهري واما رواية سفيان عنه فاخرجها احمد في مسنده وابو داؤد عن احمد في سننه لكن رواية احمد عن

واقد یحدث عن نافع ان عبد الله بن عمر کان اذا ابصر رجلا یصلی لا یرفع یدیه کلما خفض و رفع حصبه[١] حتی یرفع یدیه[٢]۔

٦١٦— حدثنا الحمیدی قال: ثنا سفیان قال: ثنا الزهری قال: ثنی سالم عن ابیه قال: رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا جد[٣] به السیر جمع بین المغرب و العشاء[٤]۔

٦١٧— حدثنا الحمیدی قال: ثنا سفیان قال: ثنا الزهری عن سالم عن ابیه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: لا حسد الا فی اثنین، رجل آتاه الله القرآن فهو یقوم به آناء اللیل و آناء النهار، و رجل آتاه الله مالا فهو ینفق منه آناء اللیل و آناء النهار[٥]۔

٦١٨— حدثنا الحمیدی قال: ثنا سفیان قال: ثنا الزهری عن سالم بن عبد الله عن ابیه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا تترکوا النار فی بیوتکم حین تنامون[٦]۔

سفیان تخالف روایة المصنف عنه ففی مسند احمد رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا افتتح الصلاة رفع یدیه حتی یحاذی منکبیه و اذا اراد ان یرکع و بعد ما یرفع راسه من الرکوع و قال سفیان مرة و اذا رفع راسه و اکثر ما کان یقول و بعد ما یرفع راسه من الرکوع و لا یرفع بین السجدتین (ج ٢ ص ٨) فنیه کما تری اثبات الرفع عند الرکوع و الرفع منه و نفیه بین السجدتین و فی روایة الحمیدی نفیه فی الرکوع و الرفع منه و فیما بین السجدتین جمیعا و لم یتعرض احد من المحدثین لروایة الحمیدی هذه۔

(١) رماه بالحصباء۔ (٢) اخرجه البخاری فی جزء رفع الیدین (ص ٨) عن الحمیدی۔
(٣) ای اشتد۔ (٤) اخرجه البخاری عن ابن المدینی عن سفیان (ج٢ ص ٢٩٢)۔
(٥) اخرجه البخاری عن ابن المدینی عن سفیان عن الزهری فی التوحید۔
(٦) اخرجه البخاری عن ابی نعیم عن سفیان (ج ١١ ص ٦٦) و استفاد ابن حجر من روایة المصنف هنا تصریح سفیان بتحدیث الزهری۔

حدثنا

(فوٹو مسند الحمیدی جلد٢ص: ٢٧٧، ٢٧٨ طبع ادارہ مجلس علمی کراچی)

مولانا اعظمی کی تحقیق اور مولانا محمد

طاسین صاحب کا ردّ

الاعظمی صاحب اس محرف روایت کے تحت لکھتے ہیں:

''امام بخاری رحمہ اللہ نے اصل روایت نقل کی ہے جو یونس عن الزہری کی سند کے ساتھ ہے اور سفیان کی روایت بھی امام زہری سے ہے اسے امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں اور امام ابوداؤد نے امام احمد کی سند سے اپنی سنن میں روایت کیا ہے لیکن مصنف نے امام احمد عن سفیان کی روایت کی مخالفت کی ہے۔ پس مسند امام احمد میں یہ الفاظ ہیں:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ انہیں کاندھوں کے برابر کر لیتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے''۔ اور سفیان نے ایک مرتبہ کہا: ''اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے اور وہ اکثر کہتے ''اور رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد'' (بھی رفع یدین کرتے) اور سجدوں کے درمیان رفع یدین نہ کرتے (ج:۲ص:۸)

یہ روایت جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اثبات رفع یدین کی دلیل ہے اور دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین کی نفی ہے۔ اور امام حمیدی کی روایت میں رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کی نفی ہے اور دونوں سجدوں کے درمیان سب کے نزدیک نفی ہے اور محدثین میں سے کسی نے بھی امام حمیدی کی اس روایت پر اعتراض نہیں کیا۔ (حاشیہ مسند حمیدی ص:۲۷۷،۲۷۸ جلد۲)۔

الاعظمی صاحب نے تجاہل عارفانہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے کتنی معصومیت کے ساتھ امام

حمیدی کی روایت کو رفع الیدین کی نفی کی دلیل بنا دیا ہے اور پھر فرما رہے ہیں کہ کسی محدث نے اس روایت پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اسے کہتے ہیں: ماروں گھٹنا پوٹے آنکھ"۔ جب یہ روایت محدثین کے دور میں موجود ہی نہ تھی تو اعتراض کس بات پر کیا جاتا۔ الاعظمی صاحب کے اس کھلے جھوٹ کا جواب دیتے ہوئے مولانا محمد طاسین صاحب (جو مولانا محمد یوسف بنوری صاحب کے داماد اور ادارہ مجلس علمی کے رئیس تھے) اسی روایت پر تنبیہ کا عنوان قائم کر کے اپنے قلم سے لکھتے ہیں (جس کا عکس آپ نے مسند حمیدی کے حاشیہ پر ملاحظہ کیا ہے)

تنبیہ

مکتبۃ الظاہریۃ دمشق میں مسند حمیدی کا جو مخطوطہ ہے اس میں یہ حدیث بعینہ ان الفاظ میں ہے جن سے مسند احمد میں ہے جس کو مولینا اعظمی نے حاشیہ میں نقل کیا ہے ان کے الفاظ اس طرح ہیں۔

قال: رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ و اذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع راسہ من الرکوع، ولا یرفع بین السجدتین۔

محمد طاسین

مولانا طاسین دیوبندی کی اس وضاحت سے ثابت ہوا کہ اعظمی صاحب نے اس مقام پر تجاہل عارفانہ سے کام لیا ہے اور دھوکا دینے کی زبردست کوشش کی ہے اور اس اعتراف کے باوجود کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اصل روایت نقل کی ہے

جب بات یہ ہے تو اس کے مطلب اس کا سوا کیا ہو سکتا ہے کہ یہ نقلی روایت ہے کیونکہ اصل کا الٹ نقل ہی ہوتا ہے۔اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حدیث دشمنی میں دیوبندی علماء ایک ہی طرح کا ذھن رکھتے ہیں۔تشابھت قلوبھم۔

حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کی تحقیق

حافظ صاحب اس روایت کی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مسند الحمیدی اور حدیث رفع الیدین

مسند الحمیدی کو اس کے معلق حبیب الرحمٰن اعظمی دیوبندی ہندوستانی نے نسخہ دیوبندیہ (ہندوستانیہ) سے شائع کیا ہے۔اس کی تائید میں نسخہ سعیدیہ اور نسخہ عثمانیہ سے مدد لی۔
(مقدمہ مسند الحمیدی ص ۲،۳)

نسخہ سعیدیہ کی تاریخ نوشت ۱۳۱۱ھ۔نسخہ دیوبندیہ کی تاریخ نوشت ۱۳۲۴ھ۔

نسخہ عثمانیہ کی تاریخ نوشت ۱۱۵۹ھ سے پہلے (ایضاً)۔

اعظمی ہندوستانی دیوبندی نے نسخہ دیوبندیہ کو اصل بنایا۔(ایضاً ص:۳)

مسند الحمیدی کا ایک دوسرا نسخہ بھی ہے جسے نسخہ ظاہریہ کہتے ہیں۔(مقدمہ ص ۴، ۲۵) یہ نسخہ شام میں ہے اور اس کی تصاویر مکہ مکرمہ وغیرہ میں ہیں۔نسخہ ظاہریہ کی تاریخ نوشت ۶۸۹ھ (مقدمہ مسند الحمیدی ص ۱۹)۔

نسخہ دیوبندیہ اصلیہ میں بے شمار غلطیاں ہیں، مثلاً ملاحظہ ہو مسند الحمیدی ج ۱ ص ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵۔۔۔۔وغیرہ۔کئی مقامات پر تحریف بھی ہوئی ہے۔مثلاً:
ج ۱ ص ۱۵ حاشیہ ۷ نیز ملاحظہ ہو ۱/۱۷۔کئی مقامات پر اس نے (یعنی معلق نے) نسخہ ظاہریہ کو ترجیح دے کر نسخہ دیوبندیہ کی تصحیح کی ہے۔مثلاً ۲/ ۲۷۵، ۲۵۸، ۲۸۷، ۳۰۲۔وغیرھم۔

بعض مقامات پر خود اعظمی دیوبندی نے اعتراف کیا ہے کہ یہاں اصل میں تحریف۔

دیکھئے مسند الحمیدی بہ تحقیق الاعظمی ج۱ ص۱۵ حاشیہ عربی وغیرہ۔

نسخہ دیوبندیہ کے مطبوعہ نسخہ کا ایک صفحہ

٦١٤ — حدثنا الحميدی قال: ثنا الزهری قال: اخبرنی سالم بن عبد الله عن ابيه قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلوٰة رفع يديه حذو منكبيه، واذا اراد ان يركع وبعد ما يرفع راسه من الركوع فلا يرفع ولا بين السجدتين[1]۔ ←

٦١٥ — حدثنا الحميدی قال: ثنا الوليد بن مسلم قال: سمعت زيد بن

٢٧٨ (احاديث عبد الله بن عمر بن الخطاب رضی الله عنه) مسند الحميدی

واقد يحدث عن نافع ان عبد الله بن عمر كان اذا ابصر رجلا يصلی لا يرفع يديه كلما خفض ورفع حصبه[1] حتى يرفع يديه[2]۔

مسند حمیدی کے قلمی نسخہ مخطوطہ ظاہریہ کا عکس

نسخہ ظاہریہ میں اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

رأیت رسول اللہ ﷺ اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ و اذا اراد ان یرکع و بعد ما یرفع راسہ من الرکوع ولا یرفع بین السجدتین[1]

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نسخہ دیوبندیہ میں ''فلا یرفع'' کا اضافہ خودساختہ ہے۔جیسا کہ حال ہی میں مصنف ابن ابی شیبہ کو کراچی میں جب بمبئی کے طبع شدہ نسخہ کا عکس لے کر شائع کیا گیا تو اس میں بھی متعصب دیوبندی ناشر نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت کے آخر میں تحت السرۃ کے خودساختہ الفاظ بڑھا دیئے۔تشابہت قلوبھم۔

اس روایت کی سند میں جلدی اور عجلت کی وجہ سے حدثنا سفیان کے الفاظ بھی چھوڑ دیئے گئے تھے اور جس کا احساس معلق کو بھی بہت بعد میں ہوا کیونکہ غلطیوں کا جو چارٹ کتاب کے آخر میں ہے اس میں بھی اس غلطی کا ازالہ نہیں کیا گیا ہے۔

اور اسی روایت کے بعد امام الحمیدی کا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس عمل کا ذکر کرنا کہ ''وہ رفع الیدین کے تارک کو اس وقت تک کنکریوں سے مارتے تھے جب تک وہ رفع الیدین نہ کرنے لگتا''۔اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام الحمیدی، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اثبات رفع الیدین کی حدیث اور پھر ان کا عمل ذکر کر کے گویا اس مسئلے پر مہر ثبت کرنا چاہتے ہیں اور اسی بنا پر امام الحمیدی خود بھی رفع الیدین پر عمل پیرا تھے۔

اسی حدیث کو امام ابوعوانہ نے سفیان کے دوسرے شاگردوں سے نقل کر کے بعد میں

امام حمیدی کی سند سے بھی اس حدیث کے ابتدائی الفاظ نقل کر دیئے اور پھر مثلہ کہہ کر اشارہ کر دیا کہ امام حمیدی کی حدیث کے الفاظ بھی اسی طرح ہیں۔ پس اس سے بھی ثابت ہوا کہ فلا یرفع کے الفاظ خودساختہ اور خانہ ساز ہیں۔

نسخہ ظاہریہ تمام نسخوں سے زیادہ صحیح اور قابل اعتماد ہے اور ایک دوسرے نسخے میں بھی یہ روایت نسخہ ظاہریہ کی طرح ہے۔ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کو امام حمیدی رحمہ اللہ نے ایک اور سند سے بھی بیان کیا ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ:

① مسند حمیدی کے مطبوعہ نسخہ کی متنازعہ عبارت محرف اور مصحف ہے۔

② دیگر ثقات نے اسے سفیان بن عیینہ سے رفع الیدین عندالرکوع وبعدہ کے اثبات کے ساتھ روایت کیا ہے لہٰذا اگر یہ عبارت مسند الحمیدی کے تمام قلمی نسخوں میں بھی موجود ہوتی تو بلاشک وشبہ تصحیف وخطاء فاحش تھی۔

③ چونکہ ابتدائی صدیوں میں اس خودساختہ روایت کا نام ونشان تک نہیں تھا اس لئے اسے کسی نے بھی پیش نہیں کیا۔

④ جن لوگوں نے زوائد پر کتابیں لکھی ہیں مثلاً المطالب العالیه فی زوائد المسانید الثمانیه لابن حجر وفیها مسند الحمیدیؒ اتحاف السادة المهرة بزوائد المسانید العشرة للبوصیری۔

ان میں سے کسی نے بھی اس روایت کو پیش نہیں کیا اگر ہوتی تو پیش کرتے۔

⑤ مکتبہ ظاہریہ کے مسند حمیدی کے قدیم مخطوطے میں یہ حدیث علی الصواب (رفع الیدین عندالرکوع وبعدہ کے اثبات کے ساتھ) موجود ہے۔

⑥ حافظ ابوعوانہ یعقوب بن اسحٰق الاسفرائنی نے مسند ابی عوانہ (ج ۲ ص ۹۱) میں اسے امام

شافعی اور امام ابوداؤد کی روایت کے مثل قرار دیا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی روایت عندالرکوع اور بعدہ کے رفع الیدین کے اثبات کے ساتھ "کتاب الام" میں موجود ہے۔ (ج ۱ ص ۱۰۳ طبع بیروت)۔

ابوداؤد (غالباً صحرانی) کی بواسطہ علی (بن عبداللہ المدینی) والی روایت ہمیں نہیں ملی مگر سنن ابی داؤد میں احمد بن حنبل والی روایت اثبات رفع الیدین عندالرکوع و بعدہ کے ساتھ موجود ہے۔ (سنن ابی داؤد جلد ۱ صفحہ ۱۱۱)۔

اور علی بن عبداللہ (المدینی) والی روایت اثبات رفع الیدین عندالرکوع و بعدہ کے ساتھ جزء رفع الیدین للبخاری میں موجود ہے۔ (ص ۱۷)۔

⑦ اس حدیث کے مرکزی راوی امام سفیان بن عیینہ سے رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع الیدین باسند صحیح ثابت ہے۔ (دیکھئے: سنن ترمذی جلد ۲ صفحہ ۳۹۔ حدیث ۲۵۶۔ بتحقیق احمد شاکر رحمہ اللہ)۔

⑧ امام حمیدی بھی رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع الیدین کے قائل ہیں۔ (جزء رفع الیدین للبخاری) بلکہ وجوب کے قائل تھے۔ (الاستذکار لابن عبدالبر جلد ۲ صفحہ ۱۲۶)۔

خلاصہ یہ ہے کہ مسند الحمیدی میں زہری عن سالم عن ابیہ والی روایت رفع الیدین کے اثبات کے ساتھ ہے۔ نفی کے ساتھ نہیں ہے۔ لہٰذا نسخہ دیوبندیہ کی خودساختہ اور خانہ ساز عبارت موضوع و باطل ہے اور اسے پیش کرنا انتہائی ظلم، پرلے درجے کی خیانت اور سینہ زوری ہے۔

اس تحقیق کے بعد المستخرج لابی نعیم الاصبہانی (ج ۲ ص ۱۲) دیکھنے کا موقع ملا، وہاں بھی یہ روایت مسند حمیدی کی سند کے ساتھ منقول ہے جس میں اثبات رفع الیدین ہے، نفی نہیں۔ والحمدللہ۔ فوٹو اسٹیٹ آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

(نور العینین فی مسئلة رفع الیدین ص ۶۷ تا ۷۱ طبع مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد)۔

قابل غور باتیں

① اس روایت میں تحریف کر کے اس کے معنی کو بالکل الٹ دیا گیا ہے اور یار لوگوں نے اسے ترک رفع الیدین کی دلیل بنالیا ہے اور اس کے باقاعدہ حوالے دیئے جارہے ہیں۔

② اس روایت میں حدثنا الحمیدی قال کے بعد حدثنا الزھری ہے حالانکہ امام حمیدی کی امام زھری سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ یہاں درمیان میں ثنا سفیان کا واسطہ تھا لیکن غلطی سے حدثنا سفیان کے الفاظ نقل نہیں کیئے گئے اور مسند حمیدی کے اغلاط کا جو چارٹ تیار کیا گیا اس میں بھی اس غلطی کا تدارک نہیں کیا گیا ہے۔ اس روایت میں چونکہ تحریف کی گئی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے محقق سے ایسی فاش غلطی کروادی کہ جس سے اس روایت کی سند ہی مشکوک ہوگئی۔ لہٰذا اس سند سے یہ روایت ثابت نہیں ہوتی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مولانا ابوخبیب داؤد ارشد صاحب لکھتے ہیں:

''مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے۔ اس نے اپنے دست قدرت سے ایسا دیوبندی محدث سے تصرف کروایا کہ اس تحریف کے باوجود یہ دیابنہ کی دلیل نہ بن سکتی تھی۔ وہ یہ کہ امام حمیدی اور زھری کے درمیان امام سفیان کا واسطہ تھا جو گر گیا، جس کا معلق کتاب ''الاعظمی'' کو بھی بعد میں پتا چلا، کیونکہ کتاب کے آخر میں جو غلطیوں کا چارٹ ہے اس میں بھی اس غلطی کا ازالہ نہیں کیا گیا۔

الغرض اس روایت کو دیوبندی حضرات دلیل تو بناتے تھے مگر سفیان کے واسطہ کو سہواً گرا ہوا بتاتے تھے۔ نور الصباح ص ۵۹، جس پر محقق العصر مولانا ارشاد الحق اثری ﷾ نے تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ اگر حروف جوڑنے والے کی غلطی سے

حدثنا سفیان کے الفاظ چھوٹ سکتے ہیں تو کاتب سے یہاں بعض الفاظ ذکر کرنے میں غلطی کرنا کیوں ناممکن ہے۔ (مسئلہ رفع الدین پر ایک نئی کاوش کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۲۵)

اس اعتراض سے جان چھڑانے کی غرض سے جب دیوبندیوں نے مسند حمیدی کی دوبارہ اشاعت گوجرانوالہ سے کی تو امام سفیان کے واسطہ کو درمیان میں ڈال کر سند کی تصحیح کر دی گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (گویا کہ مکتبہ حنفیہ کے ناشر نے تحریف در تحریف کا ارتکاب کیا)۔ (تحفہ حنفیہ ص ۴۳)۔

تحقیق مزید:

نسخہ ظاہریہ جو تمام نسخوں سے قدیم اور تمام نسخوں سے زیادہ صحیح ہے، اس کی شہادت ملاحظہ فرمائیں:

① پہلی شہادت

٦٣١ : ٦٣٩

حدثنا الحميدي ثنا سفيان ثنا [illegible] عن عمه عيسى بن طلحة قال سمعت معاوية
ابن أبي سفيان يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إذا
قال المؤذن الله أكبر الله أكبر قال الله أكبر الله أكبر فإذا قال
أشهد أن لا إله إلا الله يقول وأنا أشهد وإذا قال أشهد أن محمدا
رسول الله قال وأنا أشهد ثم سكت قال سفيان [illegible] مجمع
بن يحيى الأنصاري عن أبي أمامة بن سهل عن معاوية عن النبي صلى الله عليه وسلم

حديث عبد الله بن عمر بن الخطاب رضي الله عنه

حدثنا الحميدي ثنا الزهري غير مرة أشهد لأعلمه أخبرني
سالم بن عبد الله عن أبيه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم
وأبا بكر وعمر يمشون أمام الجنازة ٥ حدثنا الحميدي ثنا
حدثنا الزهري عن سالم بن عبد الله عن أبيه أنه سمع رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول من جاء منكم الجمعة فليغتسل ٥
حدثنا الحميدي ثنا عبد الله بن دينار عن ابن عمر عن النبي
صلى الله عليه وسلم مثله ٥ حدثنا الحميدي ثنا سفيان ثنا معمر [illegible]
أيوب السختياني عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله
عليه وسلم مثله ٥ حدثنا الحميدي ثنا سفيان ثنا الزهري عن سالم عن
أبيه أنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن بلالا يؤذن بليل
فكلوا واشربوا حتى تسمعوا أذان ابن أم مكتوم ٥ حدثنا الحميدي
ثنا سفيان ثنا الزهري عن سالم عن أبيه أن رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال إذا استأذنت أحدكم امرأته إلى المسجد فلا يمنعها
قال سفيان يرون أنه بالليل ٥ حدثنا الحميدي ثنا سفيان
الزهري [illegible] أحدا أخبرني سالم بن عبد الله
عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من باع عبدا وله
مال فماله للذي باعه إلا أن يشترطه المبتاع ومن باع نخلا
قد أبرت فثمرتها للبائع إلا أن يشترطه المبتاع

٣٤ ٣٥ ٣٦ ٣٧

٦٤٨ ٦٤٠

حدثنا الحميدي ثنا سفيان ثنا الزهري أخبرني سالم بن عبد الله عن أبيه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا افتتح الصلاة رفع يديه حذو منكبيه وإذا أراد أن يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع ولا يرفع بين السجدتين

٤١ حدثنا الحميدي ثنا الوليد بن مسلم قال سمعت زيد بن واقد يحدث عن نافع أن عبد الله بن عمر كان إذا أبصر رجلا يصلي لا يرفع كلما خفض ورفع حصبه حتى يرفع يديه

٤٢ حدثنا الحميدي ثنا سفيان ثنا الزهري عن سالم عن أبيه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا جد به السير جمع بين المغرب والعشاء

٤٣ حدثنا الحميدي ثنا سفيان ثنا الزهري عن سالم عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا حسد إلا في اثنتين رجل آتاه الله القرآن فهو يقوم به آناء الليل وآناء النهار ورجل آتاه الله مالا فهو ينفقه آناء الليل وآناء النهار

٤٤ حدثنا الحميدي ثنا سفيان ثنا الزهري عن سالم بن عبد الله عن أبيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تزرو إذا ركع حتى تأمرون

٤٥ حدثنا الحميدي ثنا سفيان ثنا والله الزهري عن سالم عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال خمس من الدواب لا جناح على من قتلهن في الحل والحرم الغراب والحدأة والعقرب والفأرة والكلب العقور قال سفيان فقلت لمعمر أرويه عن الزهري عن عروة عن عائشة فقال والله الزهري عن سالم عن أبيه وما أدري عن عروة عن عائشة

٤٦ حدثنا الحميدي ثنا سفيان ثنا الزهري عن سالم عن أبيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقتلوا الحيات واقتلوا ذا الطفيتين والأبتر فإنهما يلتمسان البصر ويستسقطان الحبل قال فرأى عبد الله

٤٧ ابن عمر حية بعد ذلك فرآه أبو لبابة أو زيد بن الخطاب وهو يطارد حية فقال إنه قد نهي عن ذوات البيوت قال سفيان الزهري إنما نقوله فيه أبو لبابة أو زيد

والبصره

٤٨ حدثنا الحميدي ثنا سفيان ثنا الزهري عن سالم عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الشؤم في ثلاث في الفرس والمرأة والدار فقيل لسفيان فإنهم يقولون فيه عن حمزة قال سفيان ما سمعت الزهري ذكر هذا الحرف

حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان ...
سالم بن عبد الله عن أبيه أنه سمع رسول الله صلى الله
عليه وسلم على المنبر يقول من جاء منكم الجمعة فليغتسل
٣ حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا عبد الله بن
دينار عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله
حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا اسمعيل بن
أمية وأيوب السختياني عن نافع عن ابن عمر عن النبي
صلى الله عليه وسلم مثله ٥ حدثنا الحميدي قال حدثنا
سفيان قال ثنا الزهري عن سالم عن أبيه قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم إن بلالا يؤذن بليل
فكلوا واشربوا حتى تسمعوا أذان ابن أم مكتوم
حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا الزهري
عن سالم عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
إذا استأذنت أحدكم امرأته إلى المسجد فلا يمنعها قال
سفيان نرى أنه بالليل ٥ حدثنا الحميدي قال حدثنا
سفيان قال ثنا الزهري وحدثني في لبس مني ولم أسمعه
لحد قال أخبرني سالم بن عبد الله بن عمر عن أبيه أن رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال من باع عبدا وله مال فماله للذي
باعه إلا أن يشترط المبتاع ومن باع نخلا بعد أن تؤبر
فثمرتها للبائع إلا أن يشترط المبتاع ~~ومن باع نخلا بعد~~
أن تؤبر ٥ حدثنا الحميدي قال ثنا سفيان قال ثنا الزهري
قال أخبرني سالم بن عبد الله عن أبيه قال رأيت رسول
الله صلى الله عليه وسلم إذا افتتح الصلاة يرفع يديه حذو
منكبيه وإذا أراد أن يركع وبعد ما يرفع رأسه
من الركوع ولا يرفع بين السجدتين ٥ حدثنا

(عکس مخطوطہ نسخہ ظاہریہ نمبر۲)

ان نسخوں کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ دیوبندی مخطوطہ کے ناقل نے جو الفاظ اس حدیث میں داخل کئے ہیں ان کا ان نسخوں میں دور دور تک کوئی اتہ پتہ نہیں ہے۔

نسخہ ظاہریہ کے دونوں مخطوطوں میں یہ روایت عام روایات کی طرح ہے۔

② دوسری شہادت: مسند حمیدی بیروت سے جناب حسین سلیم اسد حفظہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے اور اس میں بھی یہ روایت رفع الیدین کے اثبات کے ساتھ موجود ہے۔ عکس ملاحظہ فرمائیں:

مسند

الإمام أبي بكر عبد الله بن الزبير القرشي

الحميدي

المتوفى سنة (٢١٩) هـ

الجزء الأول

١ - ٦٤٤

حقق نصوصه وخرج أحاديثه

حسين سليم أسد

« الداراني »

دار السقا

دمشق

٦٢٦- حدثنا الحميدي، قال: حدثنا سفيان، قال: حدثنا الزهري، قال: أخبرني سالم بن عبد الله،

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَةَ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَلاَ يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ[1].

٦٢٧- حدثنا الحميدي، قال: حدثنا (ع: ١٨٣) الوليد بن مسلم قال: سمعت زيد ابن واقد يحدث عن نافع،

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَبْصَرَ رَجُلاً يُصَلِّي لاَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ حَصَبَهُ[2] حَتَّى يَرْفَعَ يَدَيْهِ[3].

(عکس مسند حمیدی ج ۲ صفحہ ۵۱۵)۔

③ تیسری شہادت: اللہ تعالیٰ کی شان ملاحظہ فرمائیں کہ اسی دوران بیروت سے صحیح مسلم پر "المسند المستخرج علی صحیح مسلم" کے نام سے امام ابونعیم اصبہانی کی کتاب چھپ گئی اور امام اصبہانی نے صحیح مسلم کی رفع الیدین والی اس روایت کی مزید تخریج فرما دی ہے۔ سفیان عن الزھری کی سند سے یہ روایت صحیح مسلم میں بھی ہے اور صحیح مسلم میں امام مسلم نے اپنے چھ اساتذہ کرام سے سفیان عن الزھری کی سند سے اس حدیث کو بیان فرمایا ہے۔ امام اصبہانی نے سفیان کے مزید چھ شاگردوں سے بھی اس روایت کو بیان کیا جس میں ایک شاگرد امام حمیدی بھی ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ دوسرے شاگردوں کے ذکر کے باوجود انہوں نے خاص طور پر سب سے پہلے اس روایت کو امام حمیدی کی سند سے ذکر کیا ہے اور روایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: اللفظ للحمیدی یعنی اس حدیث کے الفاظ امام حمیدی کے ہیں۔

المسند المستخرج

علی

صحیح الإمام مسلم

تصنیف

الإمام الحافظ أبي نعیم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق الأصبهاني

المتوفی سنة ٤٣٠ هـ

قدم له

الدکتور کمال عبد العظیم العناني

تحقیق

محمد حسن محمد حسن إسماعیل الشافعي

الجزء الثاني

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

٦٨ - باب في رفع اليدين في الصلاة

٨٥٦ - حدثنا أبو علي محمد بن أحمد بن الحسن ، ثنا بشر بن موسى ، ثنا الحميدي ح ، وحدثنا فاروق ، ثنا أبو مسلم ، ثنا القعنبي ح ، وحدثنا أبو بكر الطلحي ، ثنا عبيد بن غنام ، ثنا أبو بكر بن أبي شيبة ، وحدثنا جعفر بن محمد بن عمرو ، ثنا أبو حصين ، ثنا يحيى بن عبد الحميد ح ، وحدثنا محمد بن إبراهيم ، ثنا أحمد بن علي بن المثنى ، ثنا زهير بن حرب ، وإسحاق بن أبي إسرائيل ح ، وحدثنا أبو علي مخلدبن جعفر ، ثنا الفريابي ، ثنا قتيبة ح ، وحدثنا أبو محمد بن عبدان ، ثنا عثمان بن أبي شيبة ، وأبو بكر بن خلاد وزيد بن الحريش ، وحدثنا أبو علي الصواف ، ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل ، حدثني أبي ،قالوا : ثنا سفيان بن عيينة ، ثنا الزهري ، أخبرني سالم ابن عبد الله ، عن أبيه قال : « رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلاة رفع يديه حذو منكبيه وإذا أراد أن يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع ولا يرفع بين السجدتين »[١] . اللفظ للحميدي .

رواه مسلم عن يحيى بن يحيى ، وسعيد بن منصور ،وأبي بكر بن أبي شيبة ، وعمرو الناقد، وزهير بن حرب ، وابن نمير كلهم عن سفيان .

٨٥٧ - أخبرنا سليمان بن أحمد ، ثنا إسحاق ، أنبا عبد الرزاق ، عن ابن جريج ، حدثني ابن شهاب ، عن سالم ، عن ابن عمر قال : « كان نبي الله ﷺ إذا قام إلى الصلاة يرفع يديه حتى يكونا حذو منكبيه ثم يكبر فإذا أراد أن يركع فعل مثل ذلك وإذا رفع من الركوع فعل مثل ذلك ولا يفعله حتى يرفع رأسه من السجود »[٢] .

رواه مسلم عن محمد بن رافع عن عبد الرزاق.

٨٥٨ - حدثنا أبو بكر بن خلاد ، ثنا أحمد بن إبراهيم بن ملحان ، ثنا يحيى بن بكير، ثنا الليث بن سعد ، حدثني عقيل ، عن الزهري ، عن سالم بن عبد الله أن عبد الله بن عمر قال : «كان رسول الله ﷺ إذ قام إلى الصلاة رفع يديه حتى يكونا حذو منكبيه ثم كبر وإذا أراد أن يركع فعل مثل ذلك وإذا رفع من الركوع فعل مثل ذلك ولا يفعله حين

= [٢/ ١١٩] الحديث [٨١٥٩] .

(١) أخرجه مسلم في كتاب الصلاة [١/ ٢٩٢] الحديث [٢١/ ٣٩٠] . والترمذي في كتاب الصلاة [٢/ ٣٥] الحديث [٢٥٥] . والنسائي في كتاب افتتاح الصلاة ٢/ ١٢٢] باب :رفع اليدين للركوع حذاء المنكبين. وابن ماجة في كتاب إقامة الصلاة [١/ ٢٧٩] الحديث [٨٥٨]. والإمام أحمد في مسنده [٢/ ١٢] الحديث [٤٥٣٩] .

(٢) أخرجه مسلم في كتاب الصلاة [١/ ٢٩٢] الحديث [٢٢/ ٣٩٠] . والبيهقي في الكبرى في كتاب الصلاة [٢/ ٣٦] الحديث [٢٣٠١] .

(عكس المسند المستخرج على صحيح مسلم ج ٢ ص ١٢ طبع بيروت)

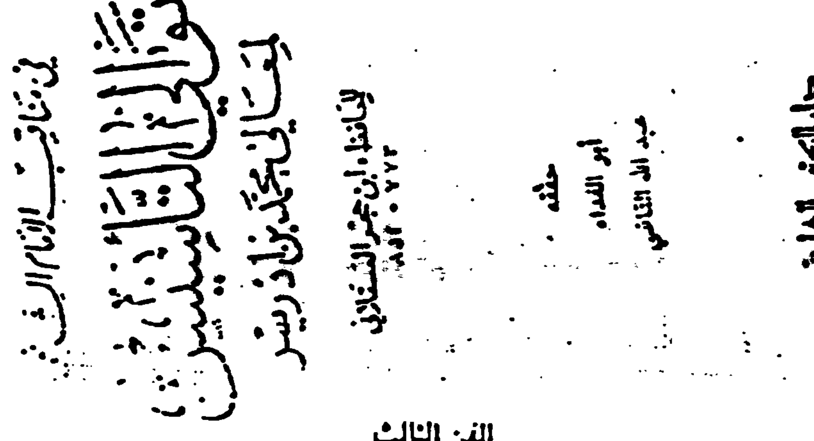
٦٨ - باب في رفع اليدين في الصلاة

٨٥٦ ـ حدثنا ابو علي محمد بن أحمد بن الحسن ، ثنا بشر بن موسى ، ثنا الحميدي ح ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل ، حدثني ابي ، قالوا : ثنا سفيان بن عينة ، ثنا الزهري ،

أخبرني سالم ابن عبد الله ، عن ابيه قال : « رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلاة رفع يديه حذو منكبيه وإذا أراد أن يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع ولا يرفع بين السجدتين »[1]

اللفظ للحميدي .

④ چوتھی شہادت: حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے امام شافعی کے مناقب پر ایک کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے امام شافعی کے کبار تلامذہ کی روایات کا ذکر کیا ہے جس میں سے ایک امام حمیدی بھی ہیں بلکہ امام حمیدی کو انہوں نے سب سے ذکر کیا ہے۔ امام حمیدی نے امام شافعی رحمہ اللہ کی سند سے اثبات رفع الیدین کی روایت نقل کی ہے۔ عکس ملاحظہ ہو:



الفن الثالث

[من مرويات ابن حجر عن كبار أصحاب الشافعي]

لما اتصل لنا من الرواية عن كبار أصحاب الشافعي ومشاهيرهم ممن نقل عنه الفقه والحديث من الحجازيين والعراقيين والمصريين، وقد اقتصرت منهم على عشرة أنفس:

• الأول ... [الحُمَيْدِيّ] (١)

الحميديّ أبو بكر عبد الله بن الزبير بن عيسى بن عبيد الله (٢) بن أسامة بن عبد بن زهير بن أسد بن عبد العُزّى، القرشيّ الأسديّ المكيّ.

صَحِبَ ابن عُيَيْنَة فأكثرَ عنه وهو من أصح الناس عنه حديثاً، ولازم الشافعي بمكة، ورحل معه إلى مصر، وأقام معه إلى أنْ مات، وهو من كبار شيوخ البخاريّ في الفقه، وإنْ كان عند البخاريّ مَنْ هو أعلى إسناداً منه ولذلك بدأ بالرواية عنه في صحيحه لأنه أجلّ مَنْ أخذ عنه الفقه وهو مكيٌّ فاستحق التقديم من وجهين (٣).

وقد أخرج أبو داود في السنن عن شيخ عن الحميدي عن الشافعيّ حديثاً سأذكره قريباً.

---

(١) انظر: البداية والنهاية ١٠/٢٨٢، حسن المحاضرة ١/٩٦، تهذيب التهذيب ٥/٢١٤، ٢١٦، تذكرة الحفاظ ٢/٤١٣، ٤١٤، ترتيب المدارك ١/٢٢٢، شذرات الذهب ٢/٤٥، طبقات ابن سعد ٥/٣٦٨، طبقات الشافعية الكبرى ١/١٤٠، طبقات الشيرازي ٩٩، طبقات ابن هداية الله ١٥، العبر للذهبي ١/٣٦٦، اللباب ١/٣٢١، النجوم الزاهرة ٢/٢٢١، طبقات الحفاظ ١٧٨.

(٢) أي عبد الله.

(٣)

وقال أبو حاتم الرازي: كان رئيس أصحاب ابن عيينة وهو ثقة إمام.

• وقال يعقوب بن سفيان: ما رأيتُ أنصح للإسلام وأهله منه.

• وقال ابن عدي: كان من خيار الناس.

• وقال ابن حبان: كان صاحب سُنَّة، وفضل، ودين. مات فيما قال ابن سعد والبخاريّ سنة تسع عشرة ومائتين - وقيل مات سنة عشرين.

• أخبرنا أبو محمد إبراهيم بن داود بن عبد الله الأسديّ إذناً مشافهة أنا إبراهيم بن علي بن سنان أنا أبو الفرج بن الصيقل عن أحمد بن محمد التيميّ أنا أبو علي الحداد أنا أبو نعيم.

وكتب إلينا عبد الرحمن بن أحمد بن المقداد القيسي من دمشق قال أنا المجد محمد بن محمد بن عمر بن العماد أنا عبد اللطيف بن محمد بن علي في كتابه أنا أحمد ابن عبد الغني أنا أبو منصور محمد بن أحمد بن علي الخياط أنا أبو طاهر عبد الغفار بن محمد بن جعفر المؤدب قالا ثنا أبو علي محمد بن أحمد بن الحسن بن الصواف ثنا بشر بن موسى ثنا الحميديّ ثنا محمد بن إدريس الشافعيّ عن مالك عن ابن شهاب عن سالم عن عبد الله بن عمر أنّ النبي ﷺ كان إذا افتتح

الصلاة رفع يديه حذو منكبيه، وإذا رفع رأسه من الركوع رفعهما كذلك، وإذا قال «سمع الله لمن حمده» قال: «ربنا ولك الحمد»، وكان لا يفعل ذلك في السجود».

هذا حديث صحيح أخرجه البخاري عن القعنبي والنسائي عن قتيبة كلاهما عن مالك، وأخرجه النسائي أيضاً عن عمرو بن علي عن يحيى بن سعيد القطان، وعن سويد بن نصر عن عبد الله بن المبارك كلاهما عن مالك به[1].

• الثاني... [سليمان بن داود]

سليمان بن داود بن داود بن علي بن عبد[2] الله بن عباس الهاشمي، أبو

---

(1) البخاري ٧٣٥، النسائي ٢/١٢٢ و١٩١ و١٩٥.

(2) [illegible]

امام مالک رحمہ اللہ سے بعض راویوں نے رکوع کو جاتے وقت رفع الیدین کا ذکر نہیں کیا جیسا کہ اس روایت میں ہے۔ اور بعض نے رفع الدین کا ذکر کیا ہے جیسا کہ صحیح بخاری اور موطا امام محمد میں ہے۔ امام مالک کبھی رکوع کو جاتے وقت رفع الیدین کا ذکر کرتے اور کبھی نہ کرتے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ سے رکوع کو جاتے وقت رفع الیدین کا ذکر ثابت ہے اور یہ اصول ہے کہ مثبت روایت، منفی پر مقدم ہوتی ہے۔ یہ روایت صرف تائید کی خاطر پیش کی گئی ہے کیونکہ اس روایت میں سفیان کا ذکر نہیں ہے۔ سفیان کی روایات کا ذکر ہم عنقریب کریں گے۔ اور یہاں صرف مسند حمیدی کا دفاع مقصود تھا کیونکہ اس کتاب کی روایت میں اختلاف پیدا کر کے دیوبندی حضرات ترک رفع الیدین کے لئے راہ ہموار کرنا چاہتے تھے جس میں وہ بری طرح ناکام ہوئے ہیں اور آئندہ کی علمی و تحقیقی بحث سے قطعی طور پر سفیان کی روایات میں رفع الدین کا ثبوت فراہم کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ العزیز۔

اس روایت سے یہ بات بھی ثابت ہوجاتی ہے کہ امام حمیدی اثبات رفع الیدین کی روایات کی دوسری سندوں سے بھی واقف تھے۔

مسند ابی عوانہ میں تحریف

مسند ابی عوانہ میں ''واؤ'' اُڑا کر رفع الیدین کی روایات کو ترک رفع الیدین کی دلیل بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں پہلے مسند ابی عوانہ کا عکس ملاحظہ فرمائیں:

تحریف شدہ مطبوعہ نسخہ کی فوٹو کاپی

بیان رفع الیدین

فی افتتاح الصلاۃ قبل التکبیر بحذاء منکبیه وللرکوع ولرفع رأسه من الرکوع وانه لایرفع بین السجدتین۔

حدثنا عبد الله بن ایوب المخرمی وسعدان بن نصر وشعیب ابن عمرو فی آخرین قالوا ثنا سفیان بن عیینة عن الزهری عن سالم عن ابیه قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا افتتح الصلاۃ رفع یدیه حتی یحاذی بهما وقال بعضهم حذو منکبیه واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع رأسه من الرکوع لایرفعهما وقال بعضهم ولا یرفع بین السجدتین والمعنی واحد، حدثنا الربیع بن سلیمان عن الشافعی عن ابن عیینة بنحوه ولایفعل ذلك بین السجدتین حدثنی ابو داود قال ثنا علی قال ثنا سفیان ثنا الزهری اخبرنی سالم عن ابیه قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم بمثله۔

حدثنا

(عکس مسند ابی عوانہ جلد۲ صفحہ۹۰)۔

امام ابوعوانہ رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے: ''افتتاح نماز میں رفع الیدین کا بیان اور رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت (رفع الیدین) اور آپ سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہ کرتے تھے''۔

اب ظاہر ہے کہ ان تین مقامات پر رفع الیدین کو ثابت کرنے کے لئے امام ابوعوانہ نے احادیث کو ذکر فرمایا ہے۔ اسی طرح سجدوں کے درمیان آپ رفع الیدین نہ فرماتے تھے۔ امام ابوعوانہ نے اس روایت میں جو اختلافات ہیں ان کو بھی بیان کر دیا ہے جیسے:

رأیت رسول اللہ ﷺ اذا افتتح الصلاۃ رفع یدیہ حتی یحاذی بھما و قال بعضھم حذو منکبیہ

جب رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے یہاں تک کہ انہیں ان (کندھوں) کے برابر تک اُٹھاتے اور بعض نے کہا کہ کندھوں کے برابر تک اٹھاتے۔

اور پھر سجدوں کے رفع یدین کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لا یرفعھما اور (سجدوں کے درمیان) دونوں ہاتھوں کو نہ اٹھاتے۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں انہی الفاظ کو ذکر کیا گیا ہے۔

یہاں ''لا'' سے پہلے ''واؤ'' موجود ہے جو ہندوستانی ناشرین نے حذف کر دی ہے اور پھر ''لا'' کا تعلق پچھلے جملے کے ساتھ جوڑ دیا اور مطلب یہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع الیدین نہ کرتے تھے۔ اور یہ اس حدیث میں کھلی تحریف ہے۔ دراصل امام ابوعوانہ فرماتے ہیں:

ولا یرفعھما اور آپ دونوں ہاتھوں کو (سجدوں کے درمیان) نہ اٹھاتے۔

اور بعض نے کہا کہ آپ دونوں سجدوں کے درمیان ہاتھوں کو نہ اُٹھاتے۔ اور دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔ امام مسلم نے ولا یرفعھما کے الفاظ ذکر کئے ہیں اور امام احمد بن حنبل اور امام ابوداؤد نے ولا یرفع بین السجدتین کے الفاظ ذکر کئے ہیں۔ امام موصوف نے دونوں طرح کے الفاظ کو ذکر کر دیا اور پھر ارشاد فرمایا: والمعنی واحد۔ یعنی دونوں عبارتوں کا معنی ایک ہی

ہے۔امام احمد بن حنبل نے بھی جب اس حدیث کا ذکر کیا تو کہا:

و قال سفیان مرۃ واذا رفع رأسه و اکثر ما کان یقول و بعد ما یرفع رأسه من الرکوع

اور امام سفیان نے ایک مرتبہ کہا:

و اذا رفع رأسه (اور جب نبی ﷺ رکوع سے) سر اُٹھاتے''۔

اور وہ اکثر کہا کرتے تھے:

و بعد ما یرفع رأسه من الرکوع اور آپ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد (رفع یدین کرتے)۔سنن ابی داؤد باب رفع الیدین فی الصلاۃ (۷۲۱) مسند احمد مع الموسوعۃ ج ۸ ص ۱۴۰ (۴۵۴۰)

یعنی محدثین کی ایمانداری ملاحظہ فرمائیں کہ وہ حدیث کے اختلافی تمام طرح کے الفاظ بیان کر دیا کرتے تھے اور کسی بات کو وہ پوشیدہ نہ رکھتے لیکن جب اُچکے اور رہزن قسم کے لوگ محدثین کے روپ میں آئے تو انہوں نے اپنے مسلک کی خاطر احادیث میں ہیرا پھیری شروع کر دی اور احادیث کے کلمات کو بدلنے اور اُلٹنے میں مشغول ہو گئے۔یحرفون الکلم عن مواضعہ ....۔

حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کی تحقیق

چونکہ اس حدیث کو امام ابوعوانہ نے تین راویوں سے بیان کیا ہے لہٰذا یہ تین حدیثوں کے حکم میں ہے۔اس لئے امام ابوعوانہ نے انتہائی دیانت داری کے ساتھ روایات کے اختلاف کا بھی ذکر فرما دیا ہے۔کسی نے کہا: ''یحاذی بهما'' (منکبیه) اور کسی نے کہا: حذو منکبیة اسی طرح کسی نے کہا: لا یرفعهما (یعنی بین السجدتین) اور

کسی نے کہا: ''لا یرفع بین السجدتین''

لیکن ان سب کا مطلب ایک ہی ہے۔ امام ابوعوانہ نے کہا: ''والمعنی واحد'' یعنی معنی (مطلب) ایک ہی ہے۔

صحیح مسلم میں سفیان بن عیینہ (جو کہ مسند ابی عوانہ کا راوی حدیث ہذا ہے) سے چھ ثقہ ''لا یرفعهما بین السجدتین'' کا لفظ ذکر کرتے ہیں۔

امام احمد وغیرہ ''لا یرفع بین السجدتین'' کا لفظ بیان کرتے ہیں۔

بیہقی میں ہے (سعدان تک سند بالکل صحیح ہے)۔ اس میں ہے:

رأیت رسول الله ﷺ اذا افتتح الصلوة رفع یدیه حتی یحاذی منکبیه و اذا اراد ان یرکع و بعد ما یرفع من الرکوع ولا یرفع بین السجدتین (ج ۲ ص ۲۹)

لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ حدیث اثبات رفع الیدین کی زبردست دلیل ہے۔ اس لئے ''الحافظ الثقة الکبیر'' امام ابوعوانہ اس کو باب رفع الیدین فی افتتاح الصلوة قبل التکبیر بحذاء منکبیه و للرکوع و لرفع راسه من الرکوع و انه لا یرفع بین السجدتین کے باب میں لائے ہیں۔

بعض ناسمجھ لوگوں نے لا یرفعهما کو پچھلی عبارت سے لگا دیا ہے حالانکہ درج بالا دلائل ان کی واضح تردید کرتے ہیں۔

① مسند ابی عوانہ کے مطبوعہ نسخہ سے عمداً یا سہواً ''واؤ'' گرائی گئی ہے یا گر گئی ہے۔ یہ ''واؤ'' مسند ابی عوانہ کے قلمی نسخوں اور صحیح مسلم وغیرہ میں موجود ہے۔

② سعدان کی روایت بھی اثبات رفع الیدین کی تائید کرتی ہے۔

③ ابوعوانہ کی تبویب بھی اسی پر شاہد ہے۔

④۔ امام شافعی، امام ابوداؤد اور امام حمیدی کی روایات بھی اثبات رفع الیدین عند

الرکوع و بعدہ کے ساتھ ہیں جن کے بارے میں ابوعوانہ نے ''نحوہ'' ۔۔۔ ''بمثلہ'' ۔۔۔ اور ''مثلہ'' کہا ہے۔

⑤ اس حدیث کو ''اہل الرائے والقیاس کے پہلے علماء'' (مثلاً زیلعی وغیرہ) نے عدم رفع الیدین کے حق میں پیش نہیں کیا۔ اس وقت تک یہ روایت بنی ہی نہیں تھی لہٰذا وہ پیش کیسے کرتے؟

معلوم ہوا کہ اس روایت کے ساتھ عدم رفع پر استدلال باطل اور چودھویں صدی کی ''ڈیروی بدعت'' ہے۔

مسند ابی عوانہ قدیم دور میں بھی مشہور و معروف رہی ہے۔ کسی ایک امام نے بھی اس کی محولہ بالا عبارت کو ترک وعدم رفع یدین کے بارے میں پیش نہیں کیا۔ (نور العینین ص ۷۱ تا ۷۴)

لا یرفعھما سے پہلے ''واؤ'' کا ثبوت

مخطوطہ مسند ابی عوانہ مصورۃ الجامعۃ الاسلامیۃ فی المدینۃ المنورۃ میں ''واؤ'' کا لفظ موجود ہے ملاحظہ فرمائیں:

① پہلی شہادت

ما صليت وراء امام قط اخف صلاة ولا اتم من رسول الله صلى الله عليه وسلم وان كان ليسمع بكاء الصبي فيخفف مخافة ان تفتتن امه ○

حدثنا يونس بن حبيب ثنا ابو داود ثنا حماد بن سلمة عن ثابت عن انس قال ما صليت خلف احد اخف صلاة من رسول الله صلى الله عليه وسلم في تمام وكانت صلاة ابي بكر رضي الله عنه متقاربة فلما كان عمر رضي الله عنه مد في الخبر ○

باب

بيان رفع اليدين في افتتاح الصلاة قبل التكبير بحذاء منكبيه وللركوع ولرفع راسه من الركوع وانه لا يرفع بين السجدتين ○

حدثنا عبد الله بن ايوب المخرمي وسعدان بن نصر وشعيب بن عمرو في آخرين قالوا ثنا سفيان بن عيينة عن الزهري عن سالم عن ابيه قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلاة رفع يديه حتى يحاذي بهما وقال بعضهم حذو منكبيه واذا اراد ان يركع وبعد ما يرفع راسه من الركوع ولا يرفعهما وقال بعضهم ولا يرفع بين السجدتين والمعنى واحد ○ حدثنا الربيع بن سليمان ثنا الشافعي ثنا ابن عيينة نحوه ولا يرفع بين السجدتين ○ حدثنا ابو داود اخبرنا ... ثنا سفيان ثنا الزهري اخبرني سالم عن ابيه قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله ○ حدثنا الصائغ بمكة ثنا الحميدي ثنا سفيان ثنا الزهري اخبرني سالم عن ابيه رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم مثله ○ حدثنا الربيع

● مخطوطة مسند أبي عوانة (مصورة الجامعة الإسلامية في المدينة المنورة) ●

(عکس مسند ابی عوانہ مخطوطہ المدینہ المنورہ)

② دوسری شہادت: کتب خانہ پیر جھنڈا کے مخطوطہ میں بھی ''واؤ'' کا لفظ موجود ہے:

بيان رفع اليدين في افتتاح الصلاة

(عکس مسند ابی عوانہ کتب خانہ پیر جھنڈا)۔

مولوی انوار خورشید کی کتاب ''حدیث اور اہلحدیث'' (ص ۹۱۲) کے آخری صفحہ پر بھی یہ فوٹو اسٹیٹ دیا گیا ہے۔

③ مسند ابی عوانہ جواب بیروت سے ایمن بن عارف الدمشقی کی تحقیق کے ساتھ چھپی ہے اور انہوں نے یہاں ''واؤ'' کا اضافہ تو نہیں کیا البتہ لا یرفعھما سے پہلے ایک کومہ (،) لگا کر

دونوں عبارات کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ موصوف کے نزدیک بھی یہ عبارت پہلی عبارت سے الگ اور جدا ہے۔ چنانچہ ان کی عبارت نیز مسند ابی عوانہ کے مکمل باب کی احادیث کا عکس ملاحظہ فرمائیں۔

مسند أبي عوانة

للإمام الجليل أبي عوانة يعقوب بن إسحاق
الأسفراييني المتوفى ٣١٦هـ
رضي الله عنه

تحقيق
أيمن بن عارف الدمشقي

الجزء الأول

دار المعرفة
بيروت - لبنان

٣٧- بيان رفع اليدين في افتتاح الصلاة قبل التكبير بحذاء منكبيه وللركوع ولرفع رأسه من الركوع، وأنه لا يرفع بين السجدتين

[١٥٧٢] حدثنا عبد الله بن أيوب المخرمي وسعدان بن نصر وشعيب بن عمرو في آخرين قالوا: ثنا سفيان بن عيينة عن الزهري، عن سالم، عن أبيه قال: رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلاة رفع يديه حتى يحاذي بهما وقال بعضهم: حذو منكبيه، وإذا أراد أن يركع، وبعد ما يرفع رأسه من الركوع، لا يرفعهما - وقال بعضهم: ولا يرفع بين السجدتين[٢]. والمعنى واحد.

[١٥٧٣] حدثنا الربيع بن سليمان عن الشافعي، عن ابن عيينة بنحوه: ولا يفعل ذلك بين السجدتين.

[١٥٧٤] حدثني أبو داود قال: ثنا علي قال: ثنا سفيان: ثنا الزهري: أخبرني سالم عن أبيه قال: رأيت رسول الله ﷺ بمثله[١].

[١٥٧٥] حدثنا الصائغ بمكة قال : ثنا الحميدي قال : ثنا سفيان عن الزهري قال : أخبرني سالم عن أبيه قال : رأيت رسول الله ﷺ مثله[١] .

[١٥٧٦] حدثنا الربيع قال : ثنا الشافعي : أن مالك[٢] أخبره عن ابن شهاب ، عن سالم ، عن أبيه : أن النبي ﷺ كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه حذو منكبيه ، وإذا رفع رأسه من الركوع رفعهما ، وكان لا يفعل ذلك في السجود .

[١٥٧٧] حدثنا إسحاق بن إبراهيم الصنعاني قال : أنبا عبد الرزاق قال : أخبرني ابن جريج قال : حدثني ابن شهاب عن سالم : أن ابن عمر كان يقول : كان رسول الله ﷺ إذا قام إلى الصلاة رفع يديه حتى تكونا حذو منكبيه ، ثم كبر . وإذا أراد أن يركع فعل مثل ذلك ، وإذا رفع من الركوع فعل مثل ذلك ولا يفعله حين يرفع رأسه من السجود[٣] .

[١٥٧٨] حدثنا يوسف بن مسلم قال : ثنا حجاج قال : ثنا الليث عن عقيل ، عن ابن شهاب بإسناده بنحوه وفيه : رفع يديه ثم كبر[٤] .

[١٥٧٩] حدثنا أبو محمد يحيى بن إسحاق بن سافري وأحمد بن الوليد الفحام قالا : ثنا زكريا بن عدي قال : أنبا ابن المبارك عن يونس ومعمر وعبيد الله بن عمر ومحمد بن أبي حفصة عن الزهري ، عن سالم ، عن ابن عمر ، عن النبي ﷺ أنه كان يرفع يديه إذا افتتح الصلاة ، وإذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع ، ولا يفعل ذلك بين السجدتين[٥] .

٣٨- ذكر الأخبار المتضادة للباب الذي قبله في رفع اليدين ، [و] البينة أن رفع اليدين بعد التكبير بحذاء الأذنين ،

(١) انظر الحديث السابق .
(٢) كذا بالأصل .
(٣) مسلم (٣٩٠ / ٢٢) من طريق عبد الرزاق به .
(٤) مسلم (٣٩٠ / ٢٣) من طريق الليث به .
(٥) مسلم (٣٩٠ / ٢٣) من طريق يونس به .

(عکس مسندابی عوانہ جلد ا ص ۴۲۳، ۴۲۴۔ طبع بیروت)

دیوبندیوں کے ماسٹر امین اوکاڑوی نے بھی اس حدیث کو نقل کر کے اپنے فطری دجل و فریب کا مظاہرہ کیا ہے دیکھئے: تجلیات صفدر، ج ا ص ۴۲۳ تا ۴۲۶۔ طبع مکتبہ امدادیہ ملتان۔ لیکن آنے والے دلائل ان کے مکروفریب کا پردہ چاک کردیتے ہیں۔

امام سعدان بن نصر کی روایت

مسند ابی عوانہ، صحیح مسلم پر بطور تخریج لکھی گئی ہے یعنی یہ صحیح مسلم کی مستخرج ہے اور صحیح مسلم کی روایات کو مزید قوت دینے کے لئے اسے مرتب کیا ہے۔ امام مسلم نے امام سفیان کی روایت کو ان کے چھ شاگردوں کے واسطے سے بیان کیا ہے اور امام ابوعوانہ نے بھی امام سفیان کی اس روایت کو ان کے مزید تین شاگردوں سے بیان کیا ہے، جن کے اسماء گرامی عبداللہ بن ایوب المخرمی، سعدان بن نصر اور شعیب ابن عمرو ہیں۔ امام سعدان بن نصر مسند ابی عوانہ کی اسی حدیث کے راوی ہیں اور ان کے روایت کو امام البیہقی نے السنن الکبری میں اثبات رفع الیدین کے ساتھ بیان کیا ہے۔ چنانچہ اس روایت کا عکس ملاحظہ فرمائیں:

① پہلی شہادت

(ما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا)

كتاب السنن الكبرى
الجزء الثانى

للامام المحدثين الحافظ الجليل ابي بكر احمد بن الحسين
ابن علي البيهقي المتوفى سنة ثمان وخمسين
واربعمائة رضي الله عنه

(وفي ذيله)
(الجوهر النقي)

للعلامة علاء الدين بن علي بن عثمان المارديني الشهير
(بابن التركماني) المتوفى سنة خمس واربعين
وسبع مائة رحمه الله تعالى

(الطبعة الاولى)
بمطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية الكائنة في الهند ببلدة
حيدرآباد الدكن عمرها الله تعالى الى اقصى الزمن
(سنة [illegible] هجرية)

محمد بن يعقوب انبأ الربيع بن سليمان انبأ الشافعي انبأ مالك (ح واخبرنا) ابو الحسن على بن احمد بن عبدان انبأ احمد بن عبيد الصفار ثنا اسمعيل القاضي ثنا عبدالله عن مالك عن الزهري عن سالم بن عبدالله عن عبدالله بن عمر رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا افتتح الصلوة رفع يديه حذو منكبيه و اذا رفع رأسه من الركوع رفعهما كذلك وقال سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد وكان لا يفعل ذلك في السجود ه لفظ حديث القعنبي رواه البخاري في الصحيح عن عبدالله بن مسلمة القعنبي ورواه عبدالله بن وهب عن مالك وزاد فيه واذا كبر للركوع ه (اخبرنا) ابو زكريا بن ابي اسحاق ثنا ابو العباس محمد بن يعقوب ثنا بحر بن نصر قال قرئ على ابن وهب اخبرك مالك بن انس فذكره وكذلك رواه عبدالرحمن بن مهدي وخالد بن مخلد وجماعة عن مالك ه

(اخبرناه) ابو الحسين بن بشران العدل ببغداد انبأ اسمعيل بن محمد الصفار وابو جعفر محمد بن عمرو الرزاز قالا ثنا سعدان بن نصر المخرمي ثنا سفيان بن عيينة عن الزهري عن سالم عن ابيه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلوة رفع يديه حتى يحاذي منكبيه و اذا اراد ان يركع وبعد ما يرفع من الركوع ولا يرفع بين السجدتين(١) ه رواه مسلم في الصحيح عن يحيى بن يحيى وجماعة عن ابن عيينة ه

(اخبرنا) ابو عبدالله الحافظ انبأ الحسن بن حليم المروزي ثنا ابو الموجه ثنا عبدان ثنا عبدالله (ح واخبرنا) ابو عبدالله انبأ بكر بن محمد بن حمدان عرو واللفظ له انبأ ابراهيم بن هلال ثنا على بن ابراهيم البناني ثنا عبدالله انبأ يونس بن يزيد الايلي عن الزهري قال اخبرني سالم بن عبدالله عن ابن عمر قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قام في الصلوة رفع يديه حتى تكونا حذو منكبيه ثم يكبر قال وكان يفعل ذلك حين يكبر للركوع ويفعل ذلك حين يرفع رأسه من الركوع ويقول سمع الله لمن حمده ولا يفعل ذلك في السجود ه قال وكان ابن المبارك يرفع يديه كذلك في الصلوات الخمس والتطوع والعيدين والجنائز (واخبرنا به) ابو عبدالله في موضع آخر ثنا بكر بن محمد بن حمدان الصيرفي ثنا ابراهيم بن هلال ثنا على بن الحسن بن شقيق ثنا ابن المبارك عن يونس فذكره بنحوه ولم يذكر فعل ابن المبارك ه رواه البخاري في الصحيح عن محمد بن مقاتل عن عبدالله ه ورواه مسلم عن ابن قهزاذ عن سلمة بن سليمان عن عبدالله ه

---

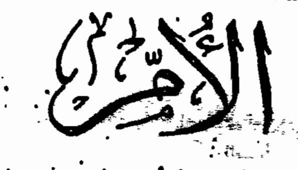
(١) ن — من السجدتين ١٢

(عکس السنن الکبری للبیہقی)

اس روایت سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ یہ روایت اثبات رفع الیدین ہی کی دلیل ہے اور جسے حنفی متعصبین توڑ مروڑ کر اپنے مطلب و مقصد کے لئے دلیل بنا رہے ہیں۔ اس دلیل کے علاوہ مزید دلائل کا ذکر بھی عنقریب کیا جائے گا۔

② دوسری شہادت۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی روایت:

امام ابوعوانہ نے اس متنازع روایت (جو اگرچہ متنازع نہ تھی لیکن جسے یحرفون الکلم عن مواضعہ۔۔۔ کے ماہرین نے متنازع بنانے کی ناکام کوشش کی ہے اور جس میں انہیں بری طرح ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے) کے ذکر کے بعد امام شافعی رحمہ اللہ کی روایت کو ذکر کیا ہے اور جس کا نمبر ۱۵۷۳ ہے۔ امام موصوف لکھتے ہیں: حدثنا الربیع بن سلیمان عن الشافعی عن ابن عیینہ بنحوہ یعنی امام الشافعی نے بھی امام سفیان ابن عیینہ سے اسی طرح کی روایت بیان کی ہے۔ امام موصوف نے امام شافعی رحمہ اللہ کی روایت کو بیان نہیں کیا کیونکہ وہ روایت مشہور و معروف ہے اور وہ صرف بنحوہ کہہ کر اس حدیث سے گذر گئے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی روایت بھی ملاحظہ فرمائیں:



تأليف

الإمام أبي عبد الله محمد بن إدريس الشافعي

المتوفى سنة ٢٠٤ هـ

خرج أحاديثه وعلق عليه

محمود مطرجي

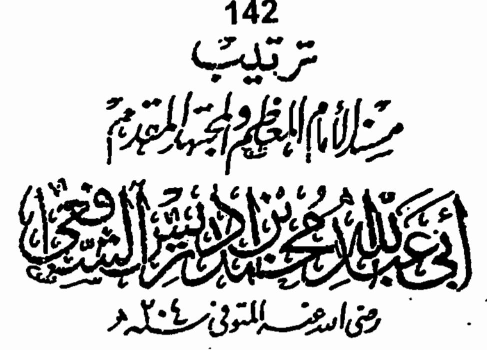
الجزء الأول

دار الكتب العلمية

باب رفع اليدين في التكبير في الصلاة

أخبرنا الربيع قال: أخبرنا الشافعي قال: أخبرنا سفيان بن عيينة، عن الزهري، عن سالم بن عبد الله، عن أبيه قال: «رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلاة يرفع يديه حتى تحاذي منكبيه وإذا أراد أن يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع ولا يرفع بين السجدتين»[1] قال الشافعي وقد روى هذا سوى ابن عمر اثنا عشر رجلا عن

(عکس کتاب الام ج۱ ص ۲۰۳ طبع بیروت)۔



رتبه المحدث البارع محمد عابد السندي على الأبواب الفقهية أتم ترتيب ،
مع تهذيبه أبدع تهذيب بعد أن كان غير مبوب ولا مهذب

عرف الكتاب وترجم للمؤلف
العلامة المحقق الكبير صاحب الفضيلة الشيخ

محمد زاهد بن الحسن الكوثري

الجزء الأول

تولى نشره وتصحيحه ومراجعة أصوله على نسختين مخطوطتين
بدار الكتب الملكية المصرية

السيد يوسف علي الزواوي الحسني	السيد عزت العطار الحسيني
من علماء الأزهر الشريف	مؤسس ومدير مكتب نشر الثقافة الإسلامية

١٣٧٠ هـ — ١٩٥١ م

وارفع رأسك حتى ترجع العظام إلى مفاصلها فإذا سجدت فمكِّن السجود فإذا رفعت فاجلس على فخذك اليسرى ثم افعل ذلك في كل ركعة وسجدة حتى تطمئن».

٢٠٩ (أخبرنا) : سُفيان ، عن الزُّهري ، عن سالم ، عن أبيه قال : رأيت رسولَ الله صلى الله عليه وسلم إذا افتتح الصلاة رفع يديه حتى يُحاذيَ منكبيه[1] وإذا أراد أن يركعَ وبعد مايرفع . ولا يرفعُ بين السجدتين .

٢١٠ (أخبرنا): سفيان، عن الزهري، عن سالم، عن أبيه قال: رأيتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا افتتح الصلاة رفع يديه حَذْوَ مَنكبيه وإذا أراد أن يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع. ولا يرفعُ بين السجدتين.

٢١١ (أخبرنا): مالك، عن ابن شهاب، عن سالم، عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا افتتح الصلاةَ رفع يَدَيْه حَذْوَ مَنْكِبَيْه وإذا رفع رأسه من الركوع رفعهما كذلك. وكان لا يفعل ذلك في السجود.

قال أبو العباس: كتبنا حديث سفيان عن الزهري بمثله قبل هذا.

٢١٢ (أخبرنا): مالك، عن نافع، عن ابن عمر رضي الله عنهما أنه كان إذا

(١) المنكب كمجلس مجمع الكتف والعضد والمحاذاة: الموازاة. وبين الحديث مواضع رفع اليدين في الصلاة، وأنها ثلاث عند الاحرام وعند الركوع وعند الرفع من الركوع. أما السجود والرفع منه فليس فيها رفع اليد. والحديثان التاليان مثل هذا الحديث في المعنى، وموضوعها كلها واحد وانما تكررت مع ذلك لاختلاف يسير في اللفظ أو في السند. أما الحديث الذي يلي هذين الحديثين فيخالف الثلاثة في المعنى. إذ أن رفع اليدين فيه دون المنكبين.

(عکس مسند الشافعی ج۱ ص۱۲۰ ح۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲ طبع بیروت)

معرفة السنن والآثار

عن الإمام أبي عبد الله محمد بن إدريس الشافعي

مخرّج على ترتيب مختصر أبي إبراهيم إسماعيل بن يحيى المزني

تصنيف

الإمام شيخ أبي بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي

تحقيق

سيد كسروي حسن

المجلد الأول

كتاب الطهارة - كتاب الحيض - كتاب الصلاة

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

وأما حديث العوام بن حوشب عن عبد الله بن أبي أوفى كان إذا قال بلال: قد قامت الصلاة نهض رسول الله ﷺ فكبر.

فهذا لا يرويه إلا: حجاج بن فروخ[1] وكان يحيى بن معين يضعفه.

وروينا عن أبي أمامة أو عن بعض أصحاب النبي ﷺ أن بلالاً أخذ في الإقامة فلما قال: قد قامت الصلاة. قال النبي ﷺ:

«أقامها الله وأدامها»[٢].

وقال في سائر الإقامة كنحو حديث عمر في الأذان وهذا يخالف رواية حجاج بن فروخ.

ويخالفه أيضاً ما ذكرنا من الحديث عن أنس بن مالك وغيره.

١١٩ - [بـاب]

رفع اليدين في التكبير في الصلاة

٦٧٨ - أخبرنا أبو سعيد بن أبي عمرو قال حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب قال أخبرنا الربيع بن سليمان قال أخبرنا الشافعي قال أخبرنا سفيان عن الزهري عن سالم بن عبد الله عن أبيه قال رأيت رسول الله ﷺ:

إذا افتتح الصلاة رفع يديه حتى يحاذي منكبيه وإذا أراد أن يركع وبعد ما يركع. ولا يرفع بين السجدتين[٣]. (عکس معرفۃ السنن والآثار ج ا ص ۴۹۵)

١٣١ - [بـاب]

رفع اليدين عند الافتتاح والركوع ورفع الرأس من الركوع

٧٥٧ - أخبرنا أبو عبد الله الحافظ وأبو زكريا بن أبي إسحاق وأبو بكر أحمد بن الحسن قالوا: حدثنا أبو العباس قال أخبرنا الربيع بن سليمان قال أخبرنا الشافعي قال أخبرنا سفيان عن الزهري عن سالم عن أبيه قال:

رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلاة يرفع يديه حتى يحاذي منكبيه وإذا أراد أن يركع وبعدما يرفع رأسه من الركوع ولا يرفع بين السجدتين[١].

رواه مسلم في الصحيح عن يحيى بن يحيى عن سفيان.

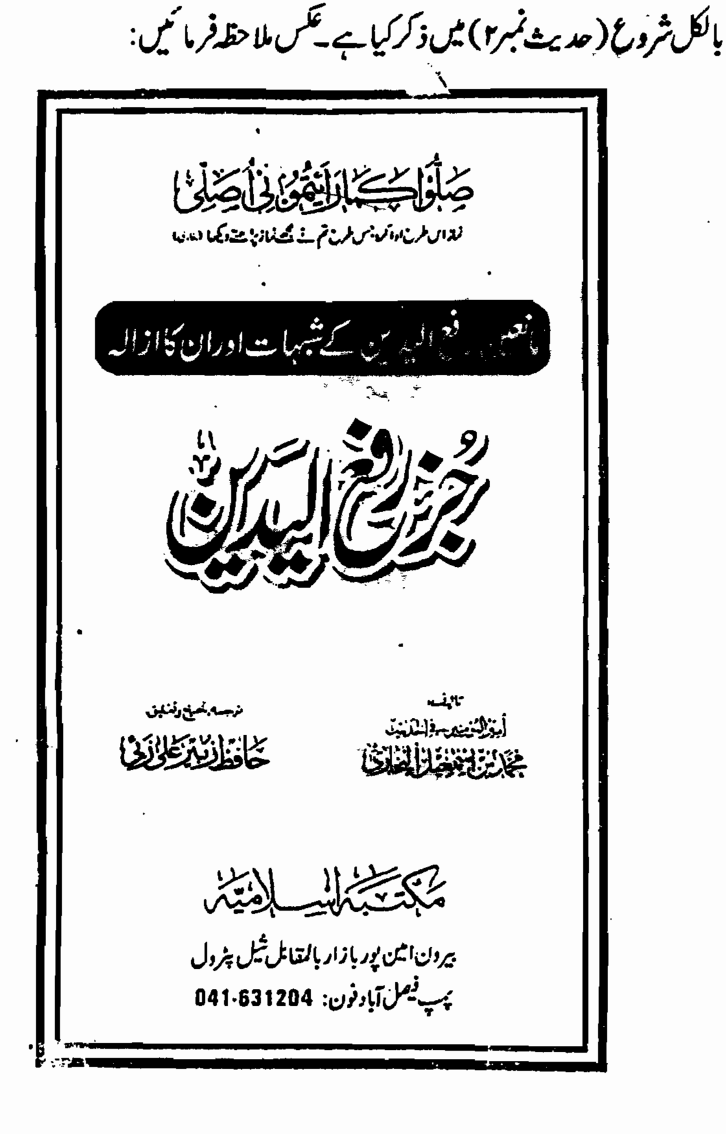
٧٥٨ - أخبرنا أبو زكريا وأبو بكر وأبو سعيد وأبو محمد بن يوسف الأصبهاني وأبو عبد الرحمن السلمي قالوا: حدثنا أبو العباس قال أخبرنا الربيع قال أخبرنا الشافعي قال أخبرنا مالك عن ابن شهاب عن سالم عن أبيه.

أن رسول الله ﷺ كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه حذو منكبيه فإذا رفع رأسه من الركوع رفعهما كذلك وكان لا يفعل ذلك في السجود[٢].

(عکس معرفۃ السنن والآثار ج ا ص ۵۴۰)

تیسری شہادت: امام علی بن المدینی کی روایت:

امام علی بن المدینی کی روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''جزء رفع الیدین'' کے بالکل شروع (حدیث نمبر۲) میں ذکر کیا ہے۔ عکس ملاحظہ فرمائیں:



صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي

نماز اس طرح ادا کرو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا (بخاری)

مانعین رفع الیدین کے شبہات اور ان کا ازالہ

جزء رفع الیدین

تالیف
امیر المؤمنین فی الحدیث
محمد بن اسماعیل البخاری

ترجمہ، تحقیق وتعلیق
حافظ زبیر علی زئی

مکتبہ اسلامیہ

بیرون امین پور بازار بالمقابل شیل پٹرول
پمپ فیصل آباد فون: 041-631204

و كان عبدالله بن الزبير و علی بن عبدالله و يحيی بن معين وأحمد بن حنبل وإسحق ابن إبراهيم يثبتون عامة هذه الأحاديث من رسول الله ﷺ و يرونها حقاً و هؤلاء أهل العلم من أهل زمانهم و كذالک يروی عن عبدالله بن عمر بن الخطاب.

عبداللہ بن الزبیر (الحمیدی) علی بن عبداللہ (المدینی) یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل، اسحاق بن ابراہیم (ابن راھویہ) رسول اللہ ﷺ کی ان احادیث کو جو رفع یدین کے بارے میں مروی ہیں (صحیح و) ثابت اور حق سمجھتے تھے۔ اور یہ لوگ اپنے زمانے کے (بڑے) علماء میں سے تھے۔ اور اسی طرح عبداللہ بن عمر بن الخطاب سے روایت کیا گیا ہے۔

(۲) أخبرنا علی بن عبدالله ثنا سفيان ثنا الزهري عن سالم بن عبدالله عن أبيه قال : رأيت النبی ﷺ يرفع يديه إذا كبرو إذا ركع و إذا رفع رأسه من الركوع و لا يفعل ذلک بين السجدتين.

قال علی بن عبدالله ، و كان أعلم أهل زمانه :

۲:۔ ہمیں خبر دی علی بن عبداللہ (المدینی) نے: ہمیں خبر دی سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں خبر دی زھری نے از سالم بن عبداللہ عن ابیہ (عبداللہ بن عمر) کہا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا۔ آپ رفع یدین کرتے تھے جب (نماز کے لئے) تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور یہ کام (رفع یدین) دونوں سجدوں کے درمیان نہیں کرتے تھے۔ [1]

علی بن عبداللہ جو کہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے نے کہا: زہری عن سالم

---

[1] یہ روایت بالکل صحیح ہے۔ اسے امام مسلم، امام ترمذی وغیرہ نے صحیح قرار دیا ہے ابن عبدالبر نے کہا: "و هو حديث لا مطعن لأحد فيه" (الاستذکار ۲۔۱۲۵) یعنی اس حدیث میں کسی (محدث) کے نزدیک کوئی طعن نہیں ہے۔ علی بن عبداللہ المدینی اہل سنت کے بڑے اماموں میں سے اور زبردست ثقہ راویوں میں سے تھے۔ متاخر زمانے کے بعض کذابین کا انہیں شیعہ کہنا مردود ہے۔ حافظ ذھبی نے میزان الاعتدال میں ان کا زبردست دفاع کیا ہے اور ان پر جرح کو مردود قرار دیا ہے۔ والحمدللہ۔



جزء رفع اليدين

للإمام البخاري رحمه الله

ويليه

جزء رفع اليدين

للعلامة الشيخ تقي الدين سبكي

المتوفى سنة ٧٥٦

ترجمه
خالد گرجاکهی

ادارة احياء السنة
گهرجاکهہ ○ ضلع گوجرانوالہ
پاکستان

مكتبه اهل حديث ٹرسٹ ... رجسٹرڈ
اهل حديث چوک ... کورٹ روڈ کراچی
Tel : 2635933

وكان عبدالله بن الزبير وعلى بن عبدالله ويحيى بن معين واحمد ابن جنبل واسحاق بن ابراهيم يثبتون هذه الأحاديث من رسول الله ﷺ ويرونها حقاء وهؤلاء اهل العلم من اهل زمانهم .

وكذلك روى عن عبدالله بن عمر بن الخطاب

٢ـ حدثنا علىّ بن عبدالله ثنا سفيان ثنا الزهرى عن سالم بن عبدالله عن ابيه قال رأيت رسول الله ﷺ يرفع يديه إذا كبر واذا رفع رأسه من الركوع ، ولا يرفع ذلك بين السجدتين .

قال على بن عبدالله وكان اعلم زمانه رفع اليدين حق على المسلمين

بما روى الزهرى عن سالم عن ابيه[۲] .

۳۔ حدثنا مسدد ثنا يحيى بن سعيد ثنا عبد الحميد بن جعفر

اور عبداللہ بن زبیر۔ علی بن عبداللہ۔ یحییٰ بن معین۔ احمد بن حنبل اور اسحاق بن ابراہیم ان سب حدیثوں کو رسول اللہ سے ثابت کرتے ہیں اور اسے حق سمجھتے ہیں حالانکہ یہ لوگ اپنے زمانہ کے مشہور اہل علم میں سے تھے۔

اور اسی طرح یہ حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب سے بھی مروی ہے۔

۲ ۔ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا رفع الیدین کرتے جب تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے۔

حضرت علی بن عبداللہ فرماتے ہیں جو کہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم تھے کہ رفع الیدین کرنا مسلمانوں پر واجب ہے بسبب اس حدیث کے جو زہریؒ نے سالمؒ سے اس نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے۔

---

۱ یہ امام بخاریؒ کے اساتذہ ہیں۔ عبداللہ بن زبیر بن عیسیٰ المکی القرشی الحمیدی۔ دوسرے علی بن عبداللہ المدینیؒ ہیں۔ باقی بھی سب امام صاحبؒ کے اساتذہ ہیں۔

۲/۲۹ یہ حدیث متواتر ہے اور تمام حدیث کی کتابوں میں آتی ہے اور اس کے سارے راوی بھی رفع الیدین کے فاعل و قائل ہیں۔

(عکس جزء رفع الیدین ص ۳۶)

یہ روایت بھی اثبات رفع الیدین کی دلیل ہے۔

چوتھی شہادت:

امام ابوعوانہ نے اگلی روایت امام الحمیدی کی پیش کی ہے:

حدثنا الصائغ بمكة قال ثنا الحميدى قال: ثنا سفيان عن الزهرى قال: أخبرنى سالم عن ابيه قال: رأيت رسول الله ﷺ مثله (حدیث نمبر ۱۵۷۵)

امام الحمیدی کی روایت پر تفصیلی بحث پیچھے گزر چکی ہے اور یہ روایت بھی اثبات رفع الیدین کی زبردست دلیل ہے اور امام ابوعوانہ کا بھی اسے اثبات رفع الیدین کے سیاق میں ذکر کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ وہ اس روایت کو بھی اثبات رفع الیدین کی دلیل سمجھتے ہیں۔ اسی لئے انہوں نے جس طرح امام شافعی کی روایت کو بنحوہ اور امام علی بن المدینی کی روایت کو بمثلہ کہا ہے اسی طرح انہوں نے امام حمیدی کی روایت کو بھی مثلہ کہا جس سے

بالکل واضح طور پر ثابت ہوگیا کہ یہ تمام احادیث اثبات رفع الیدین ہی کی دلیل ہیں۔

اس کے بعد دوسری روایت کو جن کی تعداد چار ہے امام ابوعوانہ نے مفصل ذکر کیا ہے اوران روایات میں رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کا ذکر ہے اور اس طرح یہ روایات بھی اثبات رفع الیدین کی دلیل ہیں۔

اصل حقیقت

یہاں سے اب ہم اصل حقیقت کی طرف آتے ہیں اور آپ کے سامنے امام سفیان ابن عیینہ کی روایت کی حقیقت بیان کریں گے لیکن اس تفصیل میں جانے سے پہلے جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت کی وضاحت کرتے جائیں، جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے رفع الیدین کی روایت ان کے دو شاگرد بیان کرتے ہیں ① سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو موصوف کے صاحبزادے ہیں اور ② نافع رحمہ اللہ جو موصوف کے آزاد کردہ غلام ہیں اوران کی روایات صحیح بخاری، مسند احمد بن حنبل، السنن الکبری للبیہقی (۲۰۱۲) اور المعجم الاوسط للطبرانی وغیرہ میں موجود ہیں۔

اور امام سالم سے رفع الیدین کی روایت کو ان کے شاگرد ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں اور ابن شہاب زہری سے ان کے سولہ شاگرد اس حدیث کو بیان کرتے ہیں۔ ① سفیان ابن عیینہ ② مالک بن انس ③ یونس ابن یزید ④ شعیب ⑤ ابن جریج ⑥ ابن اخی الزہری ⑦ معمر ⑧ الزبیدی ⑨ عقیل ⑩ محمد بن ابی حفصہ ⑪ عبیداللہ بن عمر ⑫ عبداللہ بن عمر ⑬ ہشیم ⑭ الاوزاعی ⑮ یحیٰی بن سعید الانصاری ⑯ سفیان بن حسین۔

تفصیل میں جانے سے پہلے حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔ موصوف نے اس مکمل تفصیل کو ایک نقشہ کے ذریعے ذہن نشین کرانے کی کوشش کی ہے اور سمندر کو

کوزے میں بند کرنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ اس نقشہ کو ملاحظہ فرمائیں:

جناب عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی حدیث کا چارٹ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

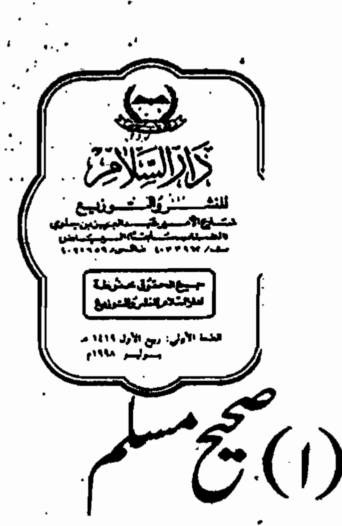
نافع

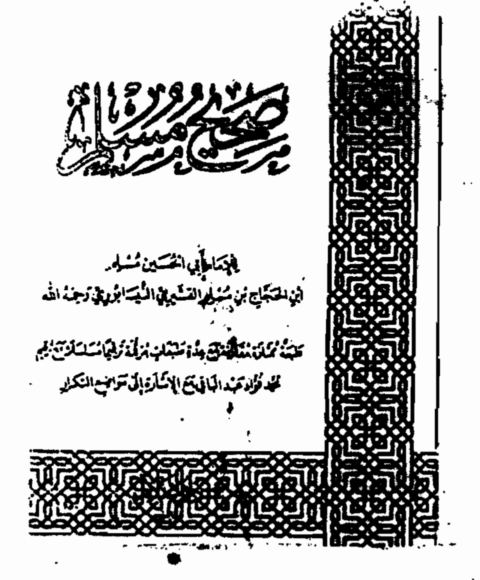
سالم بن عبداللہ بن عمر

ابن شہاب زہری

(عکس نور العینین ص ۲۵)

① امام زہری کے سولہ شاگردوں میں سے ایک شاگرد امام سفیان ابن عیینہ بھی ہیں جو اثبات رفع الیدین کی روایت کو بیان کرتے ہیں۔ امام موصوف سے بقول حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کے ان کے تینتیس شاگرد اس حدیث کو بیان کرتے ہیں جیسا کہ نقشہ سے ظاہر ہے اور جب میں نے اس پر مزید تحقیق کی تو مجھے ان کے چھ مزید شاگردوں کا بھی علم ہوا جو اس حدیث کو امام سفیان رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں اور ان کے اسماء گرامی یہ ہیں: ① ابوخیثمہ ② اسحٰق بن ابی اسرائیل (مسند ابی یعلی ۵/۱۸۳)۔ ③ یحیٰی بن عبدالحمید۔ ④ عثمان بن ابی شیبہ ⑤ ابوبکر بن خلاد۔ ⑥ زید بن الحریش (المستخرج علی صحیح مسلم (۱۲/۲) اور اگر اس سلسلہ میں مزید محنت کی جائے تو مزید راویوں کا بھی انکشاف ہوسکتا ہے۔ اس وضاحت سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ امام سفیان سے یہ حدیث اعلیٰ درجہ کی متواتر حدیث ہے کیونکہ ان کے ۳۹ شاگرد اسے سفیان سے روایت کررہے ہیں۔ امام سفیان کی اصل روایت صحیح مسلم میں ہے امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنے چھ اساتذہ کرام سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم کا عکس ملاحظہ فرمائیں:





(المعجم ٩) - (بَابُ استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الإحرام والركوع، وفي الرفع من الركوع، وأنه لا يفعله إذا رفع من السجود) (التحفة ٩)

[٨٦١] ٢١-(٣٩٠) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ، كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ - وَاللَّفْظُ لِيَحْيَىٰ - قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّىٰ يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ، وَقَبْلَ أَنْ يَرْكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ، وَلَا يَرْفَعُهُمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

[٨٦٢] ٢٢-(...) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ

(فوٹو صحیح مسلم ص ۱۶۵، طبع دارالسلام الریاض سعودی عرب)

پوری اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب صحیح بخاری اور اس کے بعد صحیح مسلم ہے۔ امام سفیان بن عیینہ کی صحیح مسلم میں وارد یہ حدیث اثبات رفع الیدین کی زبردست دلیل ہے، اگر حدیث کی کوئی کتاب جو ایک عرصہ تک منظر سے غائب

رہی ہو اور جب اس کے چھپنے کا وقت آئے گا تو اس کی احادیث کو صحیحین اور کتب ستہ کی کتابوں میں وارد احادیث پر پرکھا جائے گا اور اگر چھپنے والی احادیث میں الفاظ کی کوئی غلطی ہوگی تو اسے ان مذکورہ کتب کے ذریعے درست کیا جائے گا جیسا کہ مسند حمیدی اور مسند ابی عوانہ کی طباعت سے پہلے اس کے محققین نے دوسری کتب کی چھان بین کو تو چھوڑیئے ان کتابوں کے دوسرے صحیح مخطوطوں کی طرف بھی مراجعت کی زحمت گوارہ نہ کی۔ اور یا پھر اپنے باطل مسلک کو ثابت کرنے کے لئے ان احادیث کی طرف توجہ نہ دی۔ اور ان محرف روایات کو جوں کا توں ہی شائع کر دیا۔ صحیح بخاری میں سفیان کی روایت موجود نہیں ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے امام سفیان کی حدیث کو جزء رفع الیدین میں بیان کیا ہے۔ اور صحیح بخاری میں امام سفیان کے دوسرے ہم جماعت ساتھیوں کی احادیث کو بیان کیا ہے جیسے امام مالک، امام یونس اور امام شعیب کی روایات اور یہ تمام محدثین بھی رفع الیدین کی ان احادیث کو امام زہری ہی سے روایت کرتے ہیں۔ تفصیل کے لئے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کا نقشہ (چارٹ) ملاحظہ فرمائیں، نیز صحیح بخاری کی رفع الیدین والی روایات کا عکس ملاحظہ فرمائیں:

صحیح البخاری

للإمام ابي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي
رحمه الله تعالى

طبعة فريدة مصححة مرقمة مرتبة
حسب المعجم المفهرس وفتح الباري ومأخوذة
من أصح النسخ ومذيلة بأرقام طرق الحديث

صحیح بخاری (۲)



دار السلام
للنشر والتوزيع
الرياض

أجمَعُونَ». [راجع: ٧٢٢]

(٨٣) بابُ رفعِ اليدَيْنِ في التَّكبيرةِ الأولى مَعَ الافتتاحِ سَواءً

٧٣٥ - حدَّثنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمةَ عَنْ مالكٍ، عَنِ ابْنِ شِهابٍ، عَنْ سالِمِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أبيهِ: أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إذا افْتَتَحَ الصَّلاةَ، وَإذا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وإذا رَفَعَ رَأسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُما كَذلِكَ أيضًا، وقالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنا وَلَكَ الحَمْدُ»، وكانَ لا يَفْعَلُ ذَلِكَ في السُّجُودِ. [انظر: ٧٣٦، ٧٣٨، ٧٣٩]

(٨٤) بابُ رفعِ اليدَيْنِ إذا كَبَّرَ وإذا رَكَعَ وَإذا رفع

٧٣٦ - حدَّثنا مُحمَّدُ بنُ مُقاتِلٍ قالَ: أخبرنا عَبْدُ اللهِ قالَ: أخبرنا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ: أخبَرَني سالِمُ بنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أبيهِ أنَّهُ قالَ: رَأيتُ رسُولَ اللهِ ﷺ إذا قامَ في الصَّلاةِ رفعَ يدَيْهِ حتَّى تَكُونا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وكانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ حينَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوعِ، ويفعلُ ذلكَ إذا رَفَعَ رأسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَيَقُولُ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ»، وَلا يَفْعلُ ذلكَ في السُّجُودِ. [راجع: ٧٣٥]

٧٣٧ - حدَّثنا إسحاقُ الواسطيُّ قالَ: حدَّثنا خالِدُ بنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ خالِدٍ، عَنْ أبي قِلابةَ: أنَّهُ رَأى مالِكَ بنَ الحُوَيْرِثِ إذا صَلَّى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وإذا أرادَ أنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإذا رَفَعَ رَأسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وحدَّثَ أنَّ رسُولَ اللهِ ﷺ صَنَعَ هٰكذا.

(٨٥) بابٌ: إلى أيْنَ يرْفَعُ يدَيْهِ؟

وقالَ أبُو حُمَيْدٍ في أصحابِهِ: رفعَ النَّبيُّ ﷺ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ.

٧٣٨ - حدَّثنا أبُو اليَمانِ قالَ: أخبرنا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قالَ: أخبرنا سالِمُ بنُ عَبْدِ اللهِ، أنَّ عَبْدَ اللهِ بنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما قالَ: رَأيتُ النَّبيَّ ﷺ افْتَتَحَ التَّكبيرَ في الصَّلاةِ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ حينَ يُكَبِّرُ حتَّى يَجْعَلَهُما حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وإذا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَهُ، وإذا قالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ»، فَعَلَ مِثْلَهُ، وقالَ: «رَبَّنا وَلَكَ الحَمْدُ»، ولا يَفْعَلُ ذَلِكَ حينَ يَسْجُدُ وَلا حينَ يَرْفَعُ رَأسَهُ مِنَ السُّجُودِ. [راجع: ٧٣٥]

(٨٦) بابُ رَفعِ اليَدَيْنِ إذا قامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ

٧٣٩ - حدَّثنا عَيَّاشٌ قالَ: حدَّثنا عَبْدُ الأعْلى قالَ: حدَّثنا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نافِعٍ، أنَّ ابنَ عُمَرَ رضيَ اللهُ عنهما كانَ إذا دَخَلَ في الصَّلاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإذا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإذا قالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رفعَ يدَيْهِ، وإذا قامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رفعَ يدَيْهِ، ورفعَ ذلكَ ابنُ عُمَرَ إلى النَّبيِّ ﷺ.

وَرَواهُ حَمّادُ بنُ سَلَمةَ عَنْ أيُّوبَ، عَنْ نافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ عَنِ النَّبيِّ ﷺ. ورواهُ ابنُ طَهْمانَ عَنْ أيُّوبَ وَمُوسَى بنِ عُقْبَةَ مُخْتَصَرًا. [راجع: ٧٣٥]

(٨٧) بابُ وَضْعِ اليُمْنى عَلى اليُسْرى في الصَّلاةِ

٧٤٠ - حدَّثنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمةَ عَنْ مالِكٍ، عَنْ أبي حازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قالَ: كانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ اليُمْنى عَلى ذِراعِهِ اليُسْرى في الصَّلاةِ، قالَ أبُو حازِمٍ: لا أعْلَمُهُ إلّا يَنْمِي ذلكَ إلى النَّبيِّ ﷺ وقالَ إسماعِيلُ: يُنْمَى ذلكَ، وَلَمْ يَقُلْ: يَنْمِي.

(٨٨) بابُ الخُشُوعِ في الصَّلاةِ

٧٤١ - حدَّثنا إسماعيلُ قالَ: حدَّثني مالِكٌ عَنْ أبي الزِّنادِ، عَنِ الأعْرَجِ، عَنْ أبي هُرَيرةَ أنَّ رسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «هلْ تَرَوْنَ قِبْلَتي هاهُنا؟ واللهِ لا يَخْفى عَلَيَّ رُكُوعُكُمْ وَلا خُشُوعُكُمْ،

(عکس صحیح البخاری ص۱۲۰ طبع دارالسلام الریاض سعودی عرب)

امام سفیان بن عیینہ کی روایت صحیح بخاری کے علاوہ کتب ستہ کی پانچوں کتابوں میں موجود ہیں۔ صحیح مسلم کا عکس آپ نے ملاحظہ کرلیا۔ اب بقیہ چار کتابوں کے عکوس ملاحظہ ہوں:

④ سنن ابی داود:

سُنَنُ أَبِي دَاوُدَ

تصنيف

أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني

(٢٠٢ - ٢٧٥ هـ)

حكم على أحاديثه وآثاره وعلق عليه

العلامة المحدث محمد ناصر الدين الألباني

طبعة مميزة بطبعة نصها، تمتاز بـ

ترقيمات أبي الحسن الطحان، ووضع الحكم على الأحاديث والآثار،

وفهرست الأطراف والكتب والأبواب

اعتنى به

أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع

الرياض

ـ أبواب تفريع استفتاح الصلاة

١١٦ ـ باب رفع اليدين في الصلاة

٧٢١ ـ (صحيح) حدثنا أحمد بن محمد بن حنبل، حدثنا سفيان، عن الزهري، عن سالم، عن أبيه، قال: رأيت رسول الله ﷺ إذا استفتح الصلاة رفع يديه حتى يحاذي منكبيه، وإذا أراد أن يركع، وبعدما يرفع رأسه من الركوع ـ وقال سفيان مرة: وإذا رفع رأسه، وأكثر ما كان يقول: وبعد ما يرفع رأسه من الركوع ـ ولا يرفع بين السجدتين. [ق].

٧٢٢ ـ (صحيح) حدثنا محمد بن المصفى الحمصي، حدثنا بقية، حدثنا الزبيدي، عن الزهري، عن سالم، عن عبدالله بن عمر قال: كان رسول الله ﷺ إذا قام إلى الصلاة رفع يديه حتى تكونا حذو منكبيه، ثم كبر وهما كذلك، فيركع، ثم إذا أراد أن يرفع صلبه رفعهما حتى تكونا حذو منكبيه، ثم قال: سمع الله لمن حمده، ولا يرفع يديه في السجود، ويرفعهما في كل تكبيرة يكبرها قبل الركوع حتى تنقضي صلاته.

٧٢٣ ـ (صحيح) حدثنا عبيدالله بن عمر بن ميسرة الجشمي، حدثنا عبدالوارث بن سعيد، قال: حدثنا محمد بن جحادة، حدثني عبدالجبار بن وائل بن حجر قال: كنت غلاماً لا أعقل صلاة أبي، قال: فحدثني وائل بن علقمة، عن أبي وائل بن حجر قال: صليت مع رسول الله ﷺ فكان إذا كبر رفع يديه، قال: ثم التحف، ثم أخذ شماله بيمينه، وأدخل يديه في ثوبه، قال: فإذا أراد أن يركع أخرج يديه ثم رفعهما، وإذا أراد

١١٦

(عکس سنن ابی داود ص ۱۱۶ طبع الریاض سعودی عرب)

امام ابوداود نے اس حدیث کو اپنے استاد امام احمد بن حنبل سے ثنا سفیان عن الزہری کی سند سے روایت کیا ہے اور مسند احمد میں یہ حدیث بعینہ موجود ہے۔ مسند الامام احمد بن حنبل:

(٣) مسند الامام احمد بن حنبل

مسند الإمام أحمد بن حنبل

(١٦٤ - ٢٤١ هـ)

أشرف على تحقيقه
الشيخ شعيب الأرنؤوط

حقق هذا الجزء وخرّج أحاديثه وعلّق عليه
شعيب الأرنؤوط

محمد نعيم العرقسوسي   ابراهيم الزيبق

الجزء الثامن

مؤسسة الرسالة

٤٥٤٠ - حدثنا سفيان، عن الزهري، عن سالم

عن أبيه: رأيتُ رسولَ الله ﷺ إذا افتتح الصلاةَ رفعَ يديهِ حتى يُحاذِيَ مَنْكِبَيْه، وإذا أراد أن يركع، وبعدَ ما يَرفَعُ رأسَه من الركوع، وقال سفيان مرةً: وإذا رفع رأسَه، وأكثرُ ما كان يقول: وبعدَ ما يرفع رأسَهُ من الركوع[1]، ولا يَرْفَعُ بَيْنَ السجدتين[2].

(٢) إسناده صحيح على شرط الشيخين.
وأخرجه أبو داود (٧٢١) من طريق الإمام أحمد، بهذا الإسناد.
وأخرجه الشافعي في «مسنده» ١/٧٢ (بترتيب السندي)، وابن أبي شيبة ١/٢٣٣، ٢٣٤، ومسلم (٣٩٠) (٢١)، والترمذي (٢٥٥) و(٢٥٦)، والنسائي في =

١٤٠

....

= «المجتبى» ٢/١٨٢، وابن ماجه (٨٥٨)، وابن الجارود في «المنتقى» (١٧٧)، وأبو يعلى (٥٤٢٠) و(٥٤٨١) و(٥٥٣٤)، وأبو عوانة ٢/٩٠، ٩١، والطحاوي في «شرح معاني الآثار» ١/٢٢٢، وابن حبان (١٨٦٤)، والبيهقي في «السنن» ٢/٦٩ من طريق سفيان بن عيينة، به.
وأخرجه عبدالرزاق (٢٥١٨) و(٢٥١٩)، وابنُ أبي شيبة ١/٢٣٤-٢٣٥، والبخاري (٧٣٦) و(٧٣٨)، ومسلم (٣٩٠) (٢٢) (٢٣)، وأبو داود (٧٢٢)، والنسائي في «المجتبى» ٢/١٢١-١٢٢، وابنُ خزيمة (٤٥٦) و(٦٩٣)، وابنُ حبان (١٨٦٨)، والطبراني في «الكبير» (١٣١١١) و(١٣١١٢)، والدارقطني في «السنن» ١/٢٨٧، ٢٨٨، ٢٨٩، والبيهقي في «السنن» ٢/٦٩، ٧٠، ٨٣، من طرق، عن الزهري، به.
وسيأتي بالأرقام (٤٦٧٤) و(٥٠٣٣) و(٥٠٣٤) و(٥٠٥٤) و(٥٠٨١) و(٥٠٩٨) و(٥٢٧٩) و(٥٧٦٢) و(٥٨٤٣) و(٦١٦٣) و(٦١٦٤) و(٦١٧٥) و(٦٣٢٨) و(٦٣٤٥).
قال الترمذي: وفي الباب عن عمر، وعلي، ووائل بن حجر، ومالك بن الحويرث، وأنس، وأبي هريرة، وأبي حميد، وأبي أُسيد، وسهل بن سعد، ومحمد بن مسلمة، وأبي قتادة، وأبي موسى الأشعري، وجابر، وعمير الليثي.
قال: وبهذا يقول بعضُ أهل العلم من أصحاب النبي ﷺ، منهم ابنُ عمر، وجابر بن عبدالله، وأبو هريرة، وأنس، وابن عباس، وعبدالله بن الزبير، وغيرهم.
ومن التابعين: الحسن البصري، وعطاء، وطاووس، ومجاهد، ونافع، وسالم بن عبدالله، وسعيد بن جبير، وغيرهم. وبه يقولُ مالك، ومعمر، والأوزاعي، وابنُ عيينة، وعبدالله بن المبارك، والشافعي، وأحمد، وإسحاق.
وقد روى البخاريُّ رفع اليدين من حديث سبعة عشر صحابياً في جزء «رفع اليدين».
وانظر حديث ابن مسعود السالف برقم (٣٦٨١).

١٤١

(عکس مسند احمد مع موسوعہ ج ۸ ص ۱۴۰، ۱۴۱ طبع بیروت)

مسند احمد کے محققین نے اس حدیث کی مکمل تحقیق وتخریج پیش کی ہے۔ البتہ ہندوستانی محققین بلکہ مدلسین ومحرفین نے جو نادر معلومات پیش کی ہیں یہ حضرات اس سے بے خبر معلوم ہوتے ہیں؟ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ چور چوری

سے جائے لیکن ہیرا پھیری سے نہ جائے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے استاذ امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی ثنا سفیان عن الزہری کی سند سے یہ روایت اپنی مسند، اور کتاب الام میں بیان کی ہے اور امام البیہقی نے کتاب السنن والآثار میں امام الشافعی رحمہ اللہ کی ان روایات کو ذکر کیا ہے اور جس کی تفصیل پیچھے گذر چکی ہے۔ نیز امام الشافعی کے استاذ امام مالک رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو اپنے ہم سبق امام سفیان کی روایت کی طرح بیان کیا ہے۔ دیکھئے: عکس صحیح بخاری وغیرہ۔



السنن للإمام الحافظ أبي داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق الأزدي السجستاني - رحمه الله

(٢٠٢ - ٢٧٥ هـ)

*

طبعة مصححة ومرقمة ومرتبة حسب المعجم المفهرس وتحفة الأشراف ومأخوذة من أصح النسخ ومذيلة بفهارس لتراجم الأبواب وأطراف الأحاديث والآثار من قبل بعض طلبة العلم

بإشراف ومراجعة

فضيلة الشيخ صالح بن عبد العزيز بن محمد بن إبراهيم آل الشيخ حفظه الله



بسم الله الرحمن الرحيم

أبواب تفريع استفتاح الصلاة

(المعجم ١١٤، ١١٥) - **باب** رفع اليدين في

الصلاة (التحفة ١١٧)

٧٢١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حدثنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن أَبِيهِ قال: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَبَعْدَمَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ - وقال سُفْيَانُ مَرَّةً: وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ. وَأَكْثَرَ مَا كَانَ يقولُ: وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ - وَلا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ. ص ١١٣

(٤) سنن الترمذی

سُنَنُ التِّرْمِذِيِّ

وهو الجامع المختصر من السنن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعرفة الصحيح والمعلول وما عليه العمل المعروف بجامع الترمذي

للإمام الحافظ محمد بن عيسى بن سورة الترمذي
المتوفى سنة ٢٧٩ هـ رحمه الله

حكم على أحاديثه وآثاره وعلق عليه
العلامة المحدث محمد ناصر الدين الألباني

طبعة مميزة بضبط نصها، ووضع الحكم على الأحاديث والآثار، وفهرست الأطراف والكتب والأبواب

اعتنى به
أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد
الرياض

(عکس سنن الترمذی ص ٦٣ طبع الریاض سعودی عرب)

(٧٨) باب رَفْعِ اليَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكوعِ

٢٥٥ - (صحيح) حَدَّثَنا قتيبةُ وابنُ أبي عُمَرَ، قالا: حَدَّثَنا سفيانُ بن عيينةَ، عن الزُّهريِّ، عن سالم، عن أبيه، قال: رأيتُ رسولَ الله ﷺ إذا افتتحَ الصلاةَ يرفعُ يديه حتَّى يُحاذِيَ مَنكِبَيْهِ، وإذا ركعَ، وإذا رفع رأسَه من الركوع. وزاد ابنُ أبي عمر في حديثه: وكان لا يرفعُ بَيْنَ السجدتين. [«ابن ماجه» (٨٥٨): ق].

جَامِعُ التِّرْمِذِيِّ

الجامع المختصر من السنن عن رسول الله ﷺ ومعرفة الصحيح
والمعلول وما عليه العمل للإمام الحافظ أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة
ابن موسى الترمذي رحمه الله
(٢٠٩ - ٢٧٩هـ)

طبعة مصححة ومرقمة ومرتبة حسب المعجم المفهرس وتحفة الأشراف
ومأخوذة من أصح النسخ ومذيلة بفهرس لتراجم الأبواب
وأطراف الأحاديث والآثار من قبل بعض طلبة العلم

بإشراف ومراجعة
فضيلة الشيخ صالح بن عبد العزيز بن محمد بن إبراهيم آل الشيخ حفظه الله



دار السلام للنشر والتوزيع
الرياض

(المعجم ٧٦) - بَاب رفع اليدين عند الركوع (التحفة ٧٦)

٢٥٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وابنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ. وَزَادَ ابنُ أَبِي عُمَرَ فِي حَدِيثِهِ: وَكَانَ لَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

(امام ترمذی رحمہ اللہ نے سفیان کی روایت کو اپنے اساتذہ قتیبہ، ابن ابی عمر اور الفضل بن الصباح البغدادی کے واسطے سے بیان کیا ہے۔

(۵) سنن النسائی

سُنَنُ النَّسائي

تصنيفه

لأبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي
الشهير بـ (النسائي)
(٢١٥ - ٣٠٣ هـ)

حكم على أحاديثه وآثاره وعلق عليه
العلامة المحدث محمد ناصر الدين الألباني

طبعة مميزة بتحقيق نصها، ووضع الحكم على الأحاديث والآثار،
وفهرست الأطراف والكتب والأبواب

اعتنى به
أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد
الرياض

٣٣ ـ رفع اليدين للركوع حذاء المنكبين ١

١٠٩٨ ـ أخبرنا قتيبة بن سعيد قال: نا سفيان، عن الزهري، عن سالم، عن أبيه قال: رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلاة يرفع يديه حتى تحاذي[1] منكبيه، وإذا ركع، وإذا رفع رأسه من الركوع[2].

(عکس سنن النسائی ص ۳۵۰ طبع الریاض سعودی عرب)۔

سُنَنُ النَّسَائِيِّ
الصُّغْرَى

المجتبى من السنن للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي
ابن سنان النسائي - رحمه الله -
(٢١٥ - ٣٠٣هـ)

طبعة مصححة مرقمة ومرتبة حسب المعجم المفهرس وتحفة الأشراف
ومأخوذة من أصح النسخ ومذيلة بفهرس لتراجم الأبواب
وأطراف الأحاديث والآثار من قبل بعض طلبة العلم

بإشراف ومراجعة
فضيلة الشيخ صالح بن عبد العزيز بن محمد بن إبراهيم آل الشيخ حفظه الله



دار السلام للنشر والتوزيع
الرياض

(المعجم ٨٦) - بَابُ رفع اليدين للركوع حذو المنكبين (التحفة ٣٤٣)

١٠٢٦- **أَخْبَرَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ.

صـ ١٤٢

امام نسائی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو قتیبہ بن سعید سے روایت کیا ہے۔

(٦) سنن ابن ماجہ

سنن ابن ماجة

تصنيف
أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني
الشهير بـ (ابن ماجه)
(٢٠٩ - ٢٧٣ هـ)
وعليها
أحكام المحدث الشيخ محمد ناصر الدين الألباني

طبعة مميزة بضبط نصها، مع تمييز
عنوان الكتب والأبواب، ووضع الحكم على الأحاديث والآثار،
وفهرست الأطراف والكتب والأبواب

اعتنى به
أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان

١٥ - باب رفع اليدين إذا ركع، وإذا رفع رأسه من الركوع

٨٥٨ - (صحيح) حدثنا عليّ بنُ محمدٍ، وهشامُ بنُ عمّارٍ، وأبو عمرَ الضريرُ؛ قالوا: حدثنا سُفيان بنُ عُيينةَ، عنِ الزهري، عنْ سالمٍ، عن ابنِ عُمرَ؛ قالَ: رأيتُ رسولَ اللهِ ﷺ إذا افتتحَ الصلاةَ رفعَ يديهِ حتى يُحاذيَ بهما منكبيهِ، وإذا ركعَ، وإذا رفعَ رأسَهُ من الركوعِ، ولا يرفعُ بينَ السجدتينِ. [«الروض» (٥٣٤)، «صحيح أبي داود» (٧١٢، ٧١٣)، «صفة الصلاة»: ق].

(عکس سنن ابن ماجہ ص ۱۵۹ طبع الریاض سعودی عرب)

سنن ابن ماجه

السنن للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن يزيد
الربعي ابن ماجه القزويني - رحمه الله
(٢٠٩هـ - ٢٧٣هـ)

طبعة مصححة ومرقمة ومرتبة حسب المعجم المفهرس وتحفة الأشراف ومأخوذة من
أصح النسخ ومذيلة بفهارس لتراجم الأبواب وأطراف الأحاديث والآثار من
قبل بعض طلبة العلم

بإشراف ومراجعة
فضيلة الشيخ صالح بن عبد العزيز بن محمد بن إبراهيم آل الشيخ حفظه الله



دار السلام للنشر والتوزيع
الرياض

ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاَةَ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ. وَلاَ يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

⑦ کتب ستہ کے علاوہ بھی بے شمار محدثین نے سفیان عن الزہری کی سند سے یہ حدیث اپنی اپنی کتابوں میں درج کی ہیں، امام بخاری وامام مسلم رحمہما اللہ کے استاذ ابوبکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ جن سے امام مسلم نے اس حدیث کو صحیح مسلم میں نقل کیا ہے، موصوف بھی اپنی مصنف میں اس حدیث کو لائے ہیں چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

(۷) مصنف ابن ابی شیبہ

مُصَنَّف ابْنِ أَبِي شَيْبَة

فِي الأَحَادِيثِ وَالآثَار

للحافظ عبد الله بن محمد بن أبي شيبة ابراهيم بن عثمان ابن أبي بكر بن أبي شيبة الكوفي العبسي المتوفى سنة ٢٣٥هـ

طبعة مستكملة النص ومنقحة ومشكولة ومرقمة الأحاديث ومفهرسة

الجزء الأول

الطهارات، الأذان والإقامة، الصلاة

ضبطه وعلق عليه
الأستاذ سعيد اللحام

الإشراف الفني والمراجعة والتصحيح: مكتب الدراسات والبحوث في دار الفكر

دار الفكر

(٤) من كان يرفع يديه إذا افتتح الصلاة

(١) حدثنا أبو بكر قال نا سفيان بن عيينة عن الزهري عن سالم عن أبيه قال رأيت النبي ﷺ يرفع يديه إذا افتتح الصلاة وإذا ركع وبعد ما يرفع ولا يرفع يديه بين السجدتين.

(٢) حدثنا ابن إدريس عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر قال رأيت النبي ﷺ يرفع يديه كلما ركع ورفع.

(٣) حدثنا ابن نمير عن ابن أبي عروبة عن نصر بن عاصم عن مالك بن الحويرث قال رأيت النبي ﷺ يكبر (ويرفع يديه) إذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع حتى يحاذي بهما فروع أذنيه.

(٤) حدثنا هشيم عن الزهري عن سالم عن ابن عمر أن النبي ﷺ كان يرفع يديه إذا افتتح وإذا ركع وإذا رفع رأسه ولا يجاوز بهما أذنيه.

(٥) حدثنا هشيم قال أخبرنا يحيى بن سعيد عن سليمان بن يسار عن النبي ﷺ مثل ذلك.

(٦) حدثنا هشيم قال أخبرنا ليث عن عطاء قال رأيت أبا سعيد الخدري وابن عمر وابن عباس وابن الزبير يرفعون أيديهم نحواً من حديث الزهري.

(٣/٤) يحاذي بهما فروع أذنيه، أي يرفعهما إلى مستوى طرف أذنيه.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۶۵ طبع بیروت)

(۸) صحیح ابن خزیمہ:

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اپنے دور کے بہت عظیم محدث ہیں اور امام بخاری سے چھوٹے ہونے کے باوجود امام بخاری رحمہ اللہ نے ان سے احادیث کی سماعت کی ہے ان کی صحیح ابن خزیمہ مشہور و معروف کتاب ہے، موصوف نے امام سفیان کی حدیث نقل کی ہے:

صحيح ابن خزيمة

للإمام الأئمة أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة السلمي النيسابوري
ولد سنة ٢٢٣هـ وتوفي سنة ٣١١هـ
رحمه الله تعالى

الجزء الأول

حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وقدم له
الدكتور محمد مصطفى الأعظمي

المكتب الإسلامي

١٤٤

أخبرنا أبو طاهر ، نا أبو بكر ، نا بندار ، حدثنا معاذ بن هشام ، حدثني أبي عن قتادة بهذا الإسناد نحوه .

(١٤٤) باب رفع اليدين عند إرادة المصلي الركوع وبعد رفع رأسه من الركوع .

٥٨٣ — أخبرنا أبو طاهر ، نا أبو بكر ، نا عبد الجبار بن العلاء العطار ، نا سفيان ، قال : سمعت الزهري يقول ، سمعت سالماً يخبر عن أبيه ؛ ح وحدثنا علي بن حجر السعدي وعلي بن خشرم وسعيد بن عبد الرحمن المخزومي وعتبة بن عبد الله اليحمدي والحسن بن محمد ويونس بن عبد الأعلى الصدفي ومحمد بن رافع وعلي بن الأزهر وغيرهم ، قالوا ، نا سفيان عن الزهري عن سالم عن أبيه ، قال :

رأيت رسول الله ﷺ يرفع يديه إذا افتتح الصلاة حتى يحاذي منكبيه ، وإذا أراد أن يركع ، وبعدما يرفع من الركوع . ولا يرفع بين السجدتين هذا لفظ ابن رافع .

سمعت المخزومي يقول : أي إسناد أصح من هذا .

أخبرنا أبو طاهر ، نا أبو بكر ، قال سمعت محمد بن يحيى يحكي عن علي بن عبدالله قال ، قال سفيان هذا [الاسناد مثل] (١) هذه الاسطوانة .

(عكس صحيح ابن خزيمہ ج ١ ص: ٢٩٤ طبع بیروت)

(۹) صحیح ابن حبان

امام ابن حبان رحمۃ اللہ چوٹی کے محدث ہیں اوران کی کتاب صحیح ابن حبان محدثین کرام میں مشہور ومعرف ہے۔ امام موصوف نے بھی امام سفیان کی اس روایت کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان

ترتيب
الأمير علاء الدين علي بن بلبان الفارسي المتوفى سنة ٧٣٩هـ

قدم له وضبط نصه
كمال يوسف الحوت
مركز الخدمات والأبحاث الثقافية

المجلد الرابع

مؤسسة الرسالة

ذكر ما يستحب للمصلي أن يكون رفعه يديه في الموضع الذي وصفناه إلى المنكبين

[١٨٦١] أخبرنا الحسن بن سفيان قال حدثنا محمد بن عبد الله بن نمير وأبو الربيع الزهراني قالا حدثنا سفيان عن الزهري عن سالم.

عن أبيه قال: « رَأَيْتُ النبيَّ ﷺ إذا افْتَتَحَ الصَّلاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، فإذا أرادَ أنْ يَرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ، ولا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ».

(عکس صحیح ابن حبان ج ۴ ص ۱۶۹ طبع بیروت)

(۱۰) کتاب المنتقیٰ لابن الجارود

حدیث کی مشہور ومعروف کتاب المنتقی لابن الجارود النیسابوری میں بھی یہ حدیث موجود ہے:

كتاب

المنتقى

للإمام الحافظ الحجة

أبي محمد عبد الله بن علي بن الجارود النيسابوري

وبهامشه

اتحاف أهل التقى بتخريج أحاديث المنتقى

وضع

سعد بن عبد الحميد بن محمد السعدني

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

٧- صفة صلاة رسول الله

١٧٧- حدثنا ابن المقرئ وهارون بن إسحاق ويوسف بن موسى ، قالوا ثنا سفيان عن الزهري ، عن سالم عن أبيه - رضي الله عنه - «أنه رأى النبي ﷺ إذا افتتح الصلاة رفع يديه حتى يُحاذيَ منكبَيْه وإذا أراد أن يركع وبعد ما يرفع رأسه من الركوع ولا يرفع بين السجدتين».

(عکس کتاب المنتقیٰ لابن الجارود النیسابوری ص ۹۸ طبع بیروت)

(۱۱) مسند ابی یعلی الموصلی

امام ابویعلی نے امام سفیان کی روایت کو کئی سندوں کے ساتھ اپنی مشہور ومعروف مسند میں بیان کیا ہے، چنانچہ مسند ابی یعلی الموصلی کے عکوس ملاحظہ فرمائیں:

مُسندُ أبي يعلى الموصلي

للإمام الهمام شيخ الإسلام أبي يعلى أحمد بن علي بن المثنى الموصلي
(٢١٠ - ٣٠٧ هـ)
رحمه الله

تحقيق وتعليق

ارشاد الحق الأثري

إدارة العلوم الأثرية - فيصل آباد

المجلد الخامس

دار القبلة للثقافة الإسلامية
جدة

مؤسسة علوم القرآن
بيروت

آخر الجزء الخامس والعشرين من أجزاء أبي سعد الكنجرودي
وآخر مسند ابن مسعود

عبد الله بن عمر رضي الله عنهما

٥٣٩٣ - حدثنا أبو يعلى أحمد بن علي بن المثنى، حدثنا أبو خيثمة زهير بن حرب، حدثنا سفيان بن عيينة، حدثنا الزهري، عن سالم، عن أبيه، أن رسول الله ﷺ نَهى عن بيع الثمر حتى يبدوَ صلاحُه، ونهى عن بيع الثَمَر بالتمْر. قال ابن عمر: حدثنا زيد بن ثابت أن رسول الله ﷺ رخص في العَرَايا.

٥٣٩٤ - حدثنا أبو خيثمة، حدثنا ابن عيينة، حدثنا الزهري، عن سالم، عن أبيه، عن النبي ﷺ قال: «لا حَسَدَ إلا في اثنتين: رجلٍ آتاه الله القرآنَ، فهو يقومُ به آناء الليل وآناء النهار، ورجلٍ آتاه الله مالاً فهو يُنفقُه آناء الليل وآناء النهار».

٥٣٩٥ ـ حدثنا أبو خيثمة ، حدثنا سفيان بن عيينة ، عن الزهري ، عن سالم ، عن أبيه ، عن النبي ﷺ قال : « مَن اقتنى كلباً ـ إلا كلبَ صيدٍ أو ماشيةٍ ـ نَقَص من أجره كلَّ يوم قيراطان » .

٥٣٩٦ ـ حدثنا أبو خيثمة ، حدثنا ابن عيينة ، عن الزهري ، عن سالم ، عن أبيه قال : رأى رجل أن ليلةَ القَدْر ليلةُ سبع وعشرين فقال

٥٣٩٣ ـ أخرجه مسلم (ص ٨ ج ٢) عن زهير وغيره ، به .
٥٣٩٤ ـ أخرجه البخاري (ص ١١٢٣ ج ٢) عن علي بن عبد الله ، ومسلم (ص ٢٧٢ ج ١) عن زهير وغيره ، كلهم عن سفيان ، به .
٥٣٩٥ ـ أخرجه مسلم (ص ٢١ ج ٢) عن زهير وغيره ، به ، وراجع رقم : ٥٤١٨
٥٣٩٦ ـ أخرجه مسلم (ص ٣٦٩ ج ١) عن زهير وغيره ، به .

النبي ﷺ : « أرى رؤياكم في العشر الأواخر ، فاطلبوها في الوتر منها » .

٥٣٩٧ ـ وعن أبيه قال : رأيت النبي ﷺ إذا افتتح الصلاة رَفَع يديه حَذْو مَنْكِبيه ، وإذا ركع ، وإذا رفع ، ولا يرفعُ بين السجدتين .

٥٤٤[illegible] ـ حدثنا عمرو بن محمد الناقد ، حدثنا ابن عيينة ، عن الزهري ، عن سالم ، عن أبيه قال : رأيت رسول الله ﷺ يرفعُ يديه ، إذا افتتح الصلاة رفع يديه إلى المنكبين ، وإذا ركع ، وإذا رفع رأسه من الركوع ، ولا يرفع بين السجدتين .

المنبر : « من جاء منكم إلى الجمعة فليغتسلْ » .

٥٥٠٥ ـ حدثنا إسحاق بن أبي إسرائيل ، حدثنا سفيان ، حدثنا الزهري ، عن سالم ، عن أبيه أن النبي ﷺ كان إذا جدَّبه السيرُ جَمَعَ بين المغرب والعشاء .

٥٥٠٦ ـ وبه ، عن أبيه ، أن النبي ﷺ قال : « لا تتركوا النار في بيوتكم حين تنامون » .

٥٥٠٧ ـ وعن أبيه قال : رأيت النبي ﷺ وأبا بكر وعمر يمشون أمام الجنازة .

٥٥٠٨ ـ وعن أبيه ، أن رسول الله ﷺ سُئل ما يلبس المحرم من الثياب ؟ قال : « لا يلبس القميص ، ولا العمامة ، ولا البُرْنُس ،

ولا السَّراويل ، ولا ثوباً مسَّه زعفران ، ولا ورس ، ولا خفَّين إلا لمن لم يجدِ النعلين ، فمن لم يجد النعلين فليقطَعْهما حتى يكونا أسفل عند(١) الكعبين » .

٥٥٠٩ ـ وعن أبيه قال : رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلاة رفع يديه حَذْوَ منكبيه ، وإذا أراد أن يركع ، وبعد الركوع ، ولا يرفع بين السجدتين .

٥٥٠٥ ـ مكرر : ٥٤٦١ ، ٥٣٩٩ .
٥٥٠٦ ـ مكرر : ٥٤٦٢ ، ٥٤١١ .
٥٥٠٧ ـ مكرر : ٥٤٥٨ ، ٥٣٩٨ .
٥٥٠٨ ـ مكرر : ٥٤٦٤ ، ٥٤٠٢ .
(١) س : من .
٥٥٠٩ ـ مكرر : ٥٤٥٧ ، ٥٣٩٧ .

(عکس مسند ابی یعلی الموصلی ج ۵ ص ۱۸۱، ۱۸۳، ۲۰۲، ۲۱۶ طبع جدہ و بیروت)

(۱۲) شرح معانی الآثار للطحاوی

وکیل الاحناف امام طحاوی حنفی نے بھی امام سفیان کی روایت کو بیان کیا ہے:





کتاب الصلوٰۃ — ۱۵۳ — باب التکبیرات

مثل ذلک اذا قضی قراءته اذا اراد ان یرکع و یصنعه اذا فرغ ورفع من الرکوع ولا یرفع یدیه فی شیء من صلوته وهو قاعد واذا قام من السجدتین رفع یدیه کذلک وکبر **حدثنا** یونس قال ثنا سفیان عن الزهری عن سالم عن ابیه قال رأیت النبی صلی الله علیه وسلم اذا افتتح الصلوٰة یرفع یدیه حتی یحاذی بهما منکبیه واذا اراد ان یرکع و بعد ما یرفع ولا یرفع بین السجدتین **حدثنا** یونس قال انا ابن وهب ان مالکا اخبره عن ابن شهاب عن سالم عن ابیه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان اذا افتتح الصلوٰة رفع یدیه حذو منکبیه واذا کبر للرکوع واذا رفع من الرکوع رفعهما کذلک و قال سمع الله لمن حمده ربنا لک الحمد وکان لا یفعل ذلک بین السجدتین **حدثنا** ابن مرزوق قال ثنا بشر بن عمر قال حدثنا مالک فذکر باسناده مثله **حدثنا** فهد قال ثنا علی بن معبد قال ثنا عبید الله بن عمرو عن زید عن جابر قال رأیت سالم بن عبد الله رفع یدیه حذاء منکبیه فی الصلوٰة ثلث مرار حین افتتح الصلوٰة وحین رکع وحین رفع راسه قال جابر فسألت سالما عن ذلک فقال سالم رأیت ابن عمر یفعل ذلک وقال ابن عمر رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یفعل ذلک **حدثنا** ابو بکرة قال حدثنا

(عکس شرح معانی الآثار ص ۱۵۳، ج ا طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)۔

ان بارہ کتابوں کے علاوہ بعض کتابوں کے حوالے ضمناً دیئے گئے ہیں مثلاً ① مسند الامام الشافعی۔ ② کتاب الام لامام الشافعی۔ ③ مسند الامام احمد بن حنبل ④ جزء رفع الیدین لامام البخاری۔ ⑤ معرفۃ السنن والآثار للبیہقی۔ ⑥ السنن الکبریٰ للبیہقی۔ ⑦ المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم لابی نعیم الاصبہانی۔

خلاصہ کلام

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام سفیان ابن عیینہ کی یہ روایت متواتر ہے کیونکہ بے شمار محدثین نے اس حدیث کوثنا سفیان عن الزہری کی سند سے روایت کیا ہے۔ کتب ستہ کی تمام کتابوں میں یہ روایت موجود ہے۔ سوائے بخاری کے کہ اس میں امام سفیان کی روایت موجود نہیں ہے البتہ امام سفیان کے دوسرے ہم جماعت محدثین کی ہم معنی روایات موجود ہیں۔ امام بخاری نے امام سفیان کی روایت کو اپنی دوسری کتاب جزءرفع الیدین کے بالکل شروع میں بیان کیا ہے۔ اب امام سفیان کی ایک آدھ روایت میں تحریف کر کے دیوبندی محرفین نے جو اس حدیث کو بدلنے کی کوشش کی ہے تو یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص سورج کو اپنی انگلی کے پیچھے چھپانے کی کوشش کرتا ہے حالانکہ اس بے وقوف کو معلوم نہیں کہ سورج اس کی انگلی کی اوٹ میں کبھی چھپ نہیں سکتا۔

موجودہ دور میں حنفیوں کو جب سے مسند حمیدی اور مسند ابی عوانہ کی ان محرف روایتوں کا پتہ چلا ہے تو وہ اپنی تصانیف میں برابر ان کتابوں کے حوالے نقل کر رہے ہیں۔ اور لوگوں کو بتا رہے ہیں کہ ہمارے پاس ترک رفع یدین کی صحیح روایات بھی ہیں۔ حالانکہ سابقہ محدثین اور حنفیوں میں سے کسی ایک نے بھی ان روایات کو ترک رفع الیدین کی دلیل کے طور پر ذکر نہیں کیا اور نہ ہی اس وقت تک ان روایات میں کوئی تحریف ہوئی تھی۔

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت میں

تحت السرہ کا اضافہ

حنفی نماز خلاف سنت اُمور پر مشتمل ہے اور احناف کے ہاں نماز میں سنت سے ثابت شدہ اُمور کو اہمیت نہیں دی جاتی بلکہ ایسا لگتا ہے کہ نماز کے بجائے صرف اٹھک بیٹھک کی جا رہی ہے۔ تعدیل ارکان کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا۔ عام لوگوں کی بات تو چھوڑ یئے ائمہ حضرات بھی اس کا بہت کم خیال رکھتے ہیں۔ قراءت کی یہ حالت ہے کہ ائمہ بھی سورۃ الفاتحہ کو ایک دو سانس میں پڑھ جاتے ہیں جبکہ ہر ہر آیت پر رکنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے اور تراویح میں تو حفاظ اسپیشل اسپیڈ کے ساتھ قرآن پڑھتے ہیں یہاں تک کہ ان میں سے بعض کی قراءت میں سوائے یعلمون اور تعلمون کے علاوہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ (کچھ نہ سمجھے اللہ کرے کوئی)۔ ان کے ائمہ تک مسنون قراءت سے ناواقف ہوتے ہیں۔ انہیں یہ تک معلوم نہیں ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کس موقع پر کیا قرأت کیا کرتے تھے۔ ان کی نمازوں میں بعض بدعات تک داخل ہو چکی ہیں مثلاً زبان سے نیت کرنا، فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کرنا وغیرہ۔ بعض من گھڑت دعائیں اور وظائف پڑھنا وغیرہ اور ان اُمور کو نماز کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ حنفی نماز کے اکثر مسائل بے بنیاد ہیں یا ان کی بنیاد ضعیف اور موضوع روایات پر ہے۔ فقہ کے دیگر مسائل کا بھی یہی حال ہے۔ نمازِ باجماعت کے وقت صف بندی ایک بنیادی امر ہے لیکن حنفیوں کے ہاں مل کر کھڑے ہونے کی بجائے درمیان میں فاصلہ رکھ کر کھڑے ہونے کو ترجیح دی جاتی ہے۔

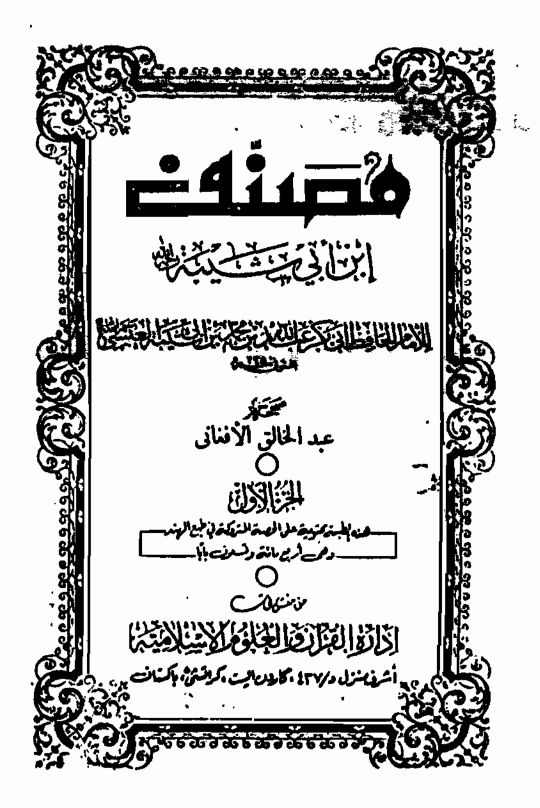
حنفیوں کے ہاں نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھا جاتا ہے بلکہ ان کے ہاں مرد حضرات ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں اور ان کی عورتیں سینہ پر ہاتھ باندھتی ہیں۔ اور جب ان حضرات سے اس کی دلیل پوچھی جاتی ہے تو ان کے مولوی بغلیں جھانکنے لگتے ہیں۔

حنفیوں کے پاس ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی کوئی صحیح مرفوع روایت موجود نہیں ہے۔ ابوداؤد میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی جو روایت ہے اس میں عبدالرحمٰن بن اسحٰق الکوفی ضعیف

ہے اور بقول امام نووی کے اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے موقوف اثر میں بھی یہی راوی ہے۔ اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اس اثر کے متعلق کہا ہے: ''و لیس بالقوی'' اور یہ اثر قوی نہیں ہے۔ اور اس راوی کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی رائے نقل کی ہے وہ عبدالرحمٰن بن اسحٰق الکوفی کو ضعیف کہتے ہیں۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ؛ باب ۲۰ اوضع الیمنی علی الیسری فی الصلوٰۃ)۔

ضعیف حدیث حنفی مذہب کے ماتھے پر ایک سیاہ داغ تھا، لہٰذا بعض حنفیوں نے اس داغ کو دھونے کا پختہ عزم کر لیا اور وہ اس طرح کہ تحت السرہ (ناف کے نیچے) کے الفاظ کا اضافہ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کر ڈالا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں کراچی میں جو کوششیں کی گئیں اس کا عملی اظہار عکس کی صورت میں ملاحظہ فرمائیں:



وضع اليمين على الشمال

حدثنا ابو بكر قال حدثنا زيد بن حباب قال حدثنا معاوية بن صالح قال حدثني يونس بن سيف العنسي عن الحارث بن غطيف أو غطيف بن الحارث الكندي شك معاوية قال مهما رأيت نسيت لم أنس انى رأيت رسول الله ﷺ وضع يده اليمنى على اليسرى يعنى فى الصلوة ۔ حدثنا وكيع عن سفيان عن سماك عن قبيصة بن هلب عن ابيه قال رأيت النبي ﷺ واضعا يمينه على شماله فى الصلوة ۔ حدثنا ابن ادريس عن عاصم بن كليب عن ابيه عن وائل ابن حجر قال رأيت رسول الله ﷺ حين كبر أخذ شماله بيمينه ۔ حدثنا وكيع عن اسماعيل بن ابى خالد عن الاعمش عن مجاهد عن مورق العجلى عن ابى الدرداء قال من اخلاق النبيين وضع اليمين على الشمال فى الصلوة ۔ حدثنا وكيع عن يوسف بن ميمون عن الحسن قال قال رسول الله ﷺ كأنى أنظر الى أحبار بنى اسرائيل واضعى أيمانهم على شمائلهم فى الصلوة ۔ حدثنا وكيع عن موسى بن عمير عن علقمة بن وائل بن حجر عن ابيه قال رأيت النبي ﷺ وضع يمينه على شماله فى الصلوة تحت السرة حدثنا وكيع عن ربيع عن ابى معشر عن ابراهيم قال يضع يمينه على شماله فى الصلوة تحت السرة ۔ حدثنا وكيع قال حدثنا عبد السلام بن شداد الجريرى ابوطالوت قال نا غزوان ابن جرير الضبى عن أبيه قال كان على اذا قام فى الصلوة وضع يمينه على رسغ يساره ولا يزال كذلك حتى يركع متى ما ركع الا أن يصلح ثوبه أو يحك جسده ۔ حدثنا وكيع قال حدثنا يزيد بن زياد عن ابى الجعد عن عاصم الجحدرى عن عقبة بن ظهير عن على فى قوله فصل لربك وانحر قال وضع اليمين على الشمال فى الصلوة ۔ حدثنا يزيد بن هارون قال اخبرنا

الحجاج　　　　　　　　٣٩٠

(عکس مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۳۹۰ طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامیۃ کراچی)

اس نسخہ میں ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی والوں نے تحت السرة کے الفاظ جلی حروف کے ساتھ لکھوائے ہیں اور اس تحریف کے دوران جگہ کی تنگی کی وجہ سے ربیع اور ابو معشر راویوں کے درمیان جو عن تھا وہ بھی کٹ کر رہ گیا، ملاحظہ فرمائیے:

تحریف سے پہلے

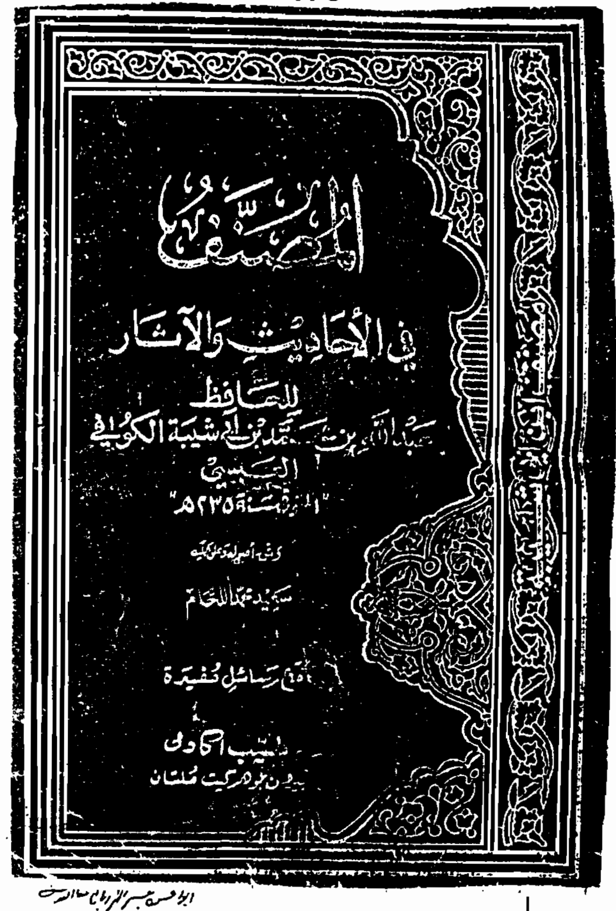
وکیع عن موسی بن عمیر عن علقمۃ بن وائل بن حجر عن ابیہ قال رأیت النبی ﷺ وضع یمینہ علی شمالہ فی الصلوۃ ۔ حدثنا وکیع عن ربیع عن ابی معشر عن ابراھیم قال یضع یمینہ علی شمالہ فی الصلوۃ تحت السرۃ ۔

تحریف کے بعد

وکیع عن موسی بن عمیر عن علقمۃ بن وائل بن حجر عن ابیہ قال رأیت النبی ﷺ وضع یمینہ علی شمالہ فی الصلوۃ تحت السرۃ حدثنا وکیع عن ربیع عن ابی معشر عن ابراھیم قال یضع یمینہ علی شمالہ فی الصلوۃ تحت السرۃ ۔

اگر ناشرین کے نزدیک یہ الفاظ کسی نسخہ میں موجود تھے تو انہیں حاشیہ میں نسخہ کے طور پر لکھ دینا چاہیئے تھا لیکن ان کی جرأت ملاحظہ فرمائیں کہ انہوں نے ان الفاظ کو حدیث میں داخل کر دیا اور اللہ کے عذاب کا انہیں ذرہ برابر بھی ڈر محسوس نہ ہوا۔

④ ادارۃ القرآن کراچی کے بعد طیب اکادمی بیرون بوہڑ گیٹ ملتان والوں نے اس تحریف کا بیڑا اٹھایا اور اس حدیث میں تحریف کی۔ اور اس مخصوص مقام پر انہوں نے اعلیٰ قسم کا ورق استعمال کیا اور اس صفحہ کو خاص طور پر کمپوز کر کے لگایا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان ملاحظہ فرمائیں کہ جلدی میں اسے ۴۲۴ صفحہ کے بعد لگا دیا گیا حالانکہ اس مخصوص صفحہ کا نمبر ۴۲۷ ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اس مقام کے عکوس ملاحظہ کئے جائیں:



٢٩ / ١١ / ١٤٢٤هـ
٢٢ / ١ / ٢٠٠٤م

مُصَنَّف

ابْنِ أَبِي شَيْبَة

فِي الأَحَادِيثِ وَالآثَار

للحافظ عبد الله بن محمد بن أبي شيبة إبراهيم بن عثمان
ابن أبي بكر بن أبي شيبة الكوفي العبسي المتوفى سنة ٢٣٥هـ

طبعة مستكملة النص ومنقحة ومشكولة ومرقمة الأحاديث ومفهرسة

الجزء الأول

الطهارات، الأذان والإقامة، الصلاة

مُصَنَّف ابن أبي شيبة
الأستاذ سعيد اللحام
الإشراف الفني والمراجعة والتصحيح: مكتب الدراسات والبحوث في دار الفكر
دار الفكر

طلب الكاملي - علي خان

(٤) حدثنا وكيع عن إسماعيل بن أبي خالد عن الأعمش عن مجاهد عن مورّق العجلي عن أبي الدرداء قال: من أخلاق النبيين وضع اليمين على الشمال في الصلاة.

(٥) حدثنا وكيع عن يوسف بن ميمون عن الحسن قال: قال رسول الله ﷺ «كأني أنظر إلى أحبار بني إسرائيل واضعي أيمانهم على شمائلهم في الصلاة».

(٦) حدثنا وكيع عن موسى بن عُمير عن علقمة بن وائل بن حُجر عن أبيه قال: رأيت النبي ﷺ وضع يمينه على شماله في الصلاة. (وفي نسخة تحت السرة) (١)

(٧) حدثنا وكيع عن ربيع عن أبي معشر عن إبراهيم قال: يضع يمينه على شماله في الصلاة تحت السرة.

(٨) حدثنا وكيع قال: حدثنا عبد السلام بن شداد الجريري أبو طالوت قال: ثنا غزوان بن جرير الضبي عن أبيه قال: كان عليّ إذا قام في الصلاة وضع يمينه على رسغ يساره ولا يزال كذلك حتى يركع متى ما ركع إلا أن يصلح ثوبه أو يحك جسده.

(٩) حدثنا وكيع قال: حدثنا يزيد بن زياد عن أبي الجعد عن عاصم الجحدري عن عقبة بن ظهير عن عليّ في قوله ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ قال: وضع اليمين على الشمال في الصلاة.

(١٠) حدثنا يزيد بن هارون قال: أخبرنا حجاج بن حسان قال: سمعت أبا مجلز أو سألته قال: قلت كيف يصنع قال: يضع باطن كف يمينه على ظاهر كف شماله ويجعلها أسفل من السرة.

(١١) حدثنا يزيد قال: أخبرنا الحجاج بن أبي زينب قال: حدثني أبو عثمان أن النبي ﷺ مر برجل يصلي وقد وضع شماله على يمينه فأخذ النبي ﷺ يمينه فوضعها على شماله.

(١٢) حدثنا جرير عن مُغيرة عن أبي مَعشر عن إبراهيم قال: لا بأس بأن يضع اليمنى على اليسرى في الصلاة.

(١٣) حدثنا أبو معاوية عن عبد الرحمن بن إسحاق عن زياد بن زيد السوائي عن أبي جحيفة عن عليّ قال: من سنة الصلاة وضع الأيدي على الأيدي تحت السرر.

(١٤) حدثنا يحيى بن سعيد عن ثور عن خالد بن معدان عن أبي زياد مولى آل دراج ما رأيت فنسيت فإني لم أنس أن أبا بكر كان إذا قام في الصلاة قال هكذا فوضع اليمنى على اليسرى.

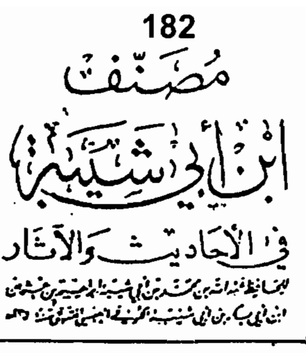
(عکس مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۲۳، ۳۲۴ طبع طیب اکادمی ملتان)

(٦) حدثنا وكيع عن موسى بن عُمير عن علقمة بن وائل بن حُجر عن أبيه قال: رأيت النبي ﷺ وضع يمينه على شماله في الصلاة. (وفي نسخة تحت السرة) (١)

طیب اکادمی ملتان والوں نے دارالفکر بیروت کے نسخہ کا عکس لیا ہے لیکن اس مخصوص صفحہ کو انہوں نے اعلیٰ قسم کے کاغذ پر الگ کمپوز کر کے لگایا ہے اور سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد تحت السرہ کا اضافہ اس طرح کیا ہے: (وفی نسخۃ تحت السرۃ) اور ان الفاظ کو الگ

بریکٹوں کے درمیان لکھا ہے۔ کیا یہ بہتر نہیں تھا کہ ان الفاظ کو یہ حضرات حاشیہ میں تحریر کر دیتے اور متن میں تحریر کرنے کی غلطی کا ارتکاب نہ کرتے۔ غالباً اسی موقع کے لئے کہا گیا ہے کہ ''چور چوری سے جائے لیکن ہیرا پھیری سے نہ جائے''۔

③ طیب اکادمی ملتان والوں کے علاوہ مکتبہ امدادیہ ملتان والوں نے بھی اس حدیث میں تحریف کی ہے اور حاشیہ میں تحت السرہ کے الفاظ کی زبردست تائید کی ہے اور اس اضافہ کو درست قرار دیا ہے۔ اور دلیل کے طور پر الشیخ محمد ہاشم سندھی کی کتاب درھم الصرہ کا حوالہ دیا ہے اور اس کتاب کو اس جلد کے آخر میں لگا دیا گیا ہے تا کہ تحریف کی اصل کہانی کا لوگوں کو علم ہو سکے۔ شروع میں جب مکتبہ امدادیہ والوں نے اس کتاب کو شائع کیا تو اس میں یہ اضافہ موجود نہ تھا اور اس کتاب کے کئی نسخے مختلف کتب خانوں میں بھی بھیجے گئے تھے جن میں سے جماعت اسلامی کا مدرسہ منصورہ لاہور کا کتب خانہ بھی ہے اور اس میں یہ نسخہ بغیر تحریف کے موجود ہے بعد میں مکتبہ امدادیہ والوں کو خیال آیا کہ جس مقصد کے لئے اس کتاب کو شائع کیا گیا تھا وہ مقصد تو پورا ہی نہیں ہوا چنانچہ ان حضرات نے اس مخصوص صفحہ کو الگ کمپوز کر کے ٹیپ کے ذریعے اسے اس جلد میں جوڑ دیا اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس صفحہ کی لکھائی دوسرے صفحوں سے بالکل مختلف ہے اور ان حضرت نے بھی ''تحت السرہ'' کا اضافہ کر کے اسے بریکٹ میں قید کر دیا ہے یعنی (تحت السرة) اس طرح لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ اس کاروائی کو عکس کے ذریعے ملاحظہ کرتے ہیں:



طبعة مستكملة النص ومحققة ومشكولة ومرقمة الأحاديث ومفهرسة

الجزء الأول

الطهارات، الأذان والإقامة، الصلاة

ضبطه وعلق عليه
الأستاذ سعيد اللحام

الإشراف الفني والمراجعة والتصحيح: مكتب الدراسات والبحوث في دار الفكر

مكتبه امداديه ملتان پاكستان

(۴) حدثنا وكيع عن اسماعيل بن ابى خالد عن الاعمش عن مجاهد عن مورق العجلى عن ابى الدرداء قال: من اخلاق النبيين وضع اليمين على الشمال فى الصلاة.

(۵) حدثنا وكيع عن يوسف بن ميمون عن الحسن قال: قال رسول الله ﷺ "كانى انظر الى احبار بنى اسرائيل واضعى ايمانهم على شمائلهم فى الصلاة".

(٦) حدثنا وكيع عن موسى بن عمير عن علقمة بن وائل بن حجر عن ابيه قال: رايت النبى ﷺ وضع يمينه على شماله فى الصلاة (تحت السرة).

(۷) حدثنا وكيع عن ربيع عن ابى معشر عن ابراهيم قال: يضع يمينه على شماله فى الصلاة تحت السرة.

(۸) حدثنا وكيع قال: حدثنا عبد السلام بن شداد الجريرى ابو طالوت قال: نا غزوان بن جرير الضبى عن ابيه قال: كان على اذا قام فى الصلاة وضع يمينه على رسغ يساره ولا يزال كذلك حتى يركع متى ما ركع الا ان يصلح ثوبه او يحك جسده.

(۹) حدثنا وكيع قال: حدثنا يزيد بن زياد عن ابى الجعد عن عاصم الجحدرى عن عقبة بن ظهير عن على فى قوله "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" قال: وضع اليمين على الشمال فى الصلاة.

(۱۰) حدثنا يزيد بن هارون قال: اخبرنا حجاج بن حسان قال: سمعت ابا مجلز او سالته قال: قلت كيف يصنع قال: يضع باطن كف يمينه على ظاهر كف شماله ويجعلها اسفل من السرة.

(۱۱) حدثنا يزيد قال: اخبرنا الحجاج بن ابى زينب قال: حدثنى ابو عثمان ان النبى ﷺ مر برجل يصلى وقد وضع شماله على يمينه فاخذ النبى ﷺ يمينه فوضعها على شماله.

(۱۲) حدثنا جرير عن مغيرة عن ابى معشر عن ابراهيم قال: لا بأس بان يضع اليمنى على اليسرى فى الصلاة.

(۱۳) حدثنا ابو معاوية عن عبد الرحمن بن اسحاق عن زياد بن زيد السوائى عن

ابی جحیفة عن علی قال: من سنة الصلاة وضع الایدی علی الایدی تحت السرر.

(۱۳) حدثنا یحیی بن سعید عن ثور عن خالد بن معدان عن ابی زیاد مولی آل دراج ما رایت فنسیت فانی لم انس ان ابابکر کان اذا قام فی الصلاة قال هکذا فوضع الیمنی علی الیسری.

(۱/۱۶۵) تحت السرة هذه الالفاظ موجودة فی بعض نسخ المصنف وزیادة الثقة معتبرة وانکر عالم محمد الامحمد حیات السندی المتوفی ۱۱۶۸ھ الذی کان تلمیذ المحدث محمد بن اشتوی الشیمی ثم الشیخ محمد حیات و عبدالرحمن المبارکفوری بوجود هذه الالفاظ ولکن قالا انه من النساخ والحق انه لیس من النساخ۔ راجع لهذا البحث "درهم الصرة" صنفها الشیخ محمد هاشم السندی وقد علقناها فی آخر هذا الجزء ۱۲ ن

(٦) حدثنا وکیع عن موسی بن عمیر عن علقمة بن وائل بن حجر عن ابیه قال: رایت النبی ﷺ وضع یمینه علی شماله فی الصلاة (تحت السرة).

(۶/۱۶۵) تحت السرة: هذه الالفاظ موجودة فی بعض نسخ المصنف وزیادة الثقة معتبرة ولم ینکرها احد الا محمد حیات السندی (المتوفی ۱۱۶۸ھ) الذی کان تلمیذا لمحمد معین التتوی الشهی ثم اقر محمد حیات و عبدالرحمن المبارکفوری بوجود هذه الالفاظ ولکن قالا انه من التسامح والحق انه لیس من التسامح۔ راجع لهذا البحث "درهم الصرة" صنفها الشیخ محمد هاشم السندی وقد علقناها فی آخر هذا الجزء۔ ۱۲ ن

یہ بات یقینی ہے کہ ان تینوں نسخوں میں جو تحت السرہ کا اضافہ کیا گیا ہے وہ کسی تحقیق و دلیل کی بناء پر نہیں بلکہ کسی کی غلط فہمی کی بناء پر کیا گیا ہے اس لئے کہ کسی بھی معتبر نسخہ میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں۔ اگر کوئی دعویٰ کرتا ہے تو اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ واضح کرے کہ وہ معتبر نسخہ کہاں ہے؟

مصنف ابن ابی شیبہ حدیث و آثار کا بہترین ذخیرہ ہے اس کی اشاعت کا متعدد اداروں کو شرف حاصل ہے۔ سب سے پہلے مولانا عبدالتواب کی تعلیق سے اس کی اشاعت ملتان سے ہوئی، بعد میں حیدر آباد دکن سے مولانا ابوالکلام آزاد اکادمی نے ۱۳۸۶ھ میں اس کی پہلی جلد کو شائع کیا۔ بعد میں الدار السّلفیہ بمبئی نے اس کو پندرہ جلدوں میں شائع کیا۔ ابتدائی تین چار جلدیں بھی ۱۹۸۴ء میں شائع کی تھیں۔ (جواب مکمل چھپ چکی ہے) اس کے صفحہ ۳۵۱ جلد دوم طبع مطابع الرشید مدینۃ المنورہ ۱۹۸۴ء میں بھی یہ حدیث انہیں الفاظ کے ساتھ موجود ہے، مگر جب دیوبندیوں نے ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی سے ۱۹۸۶ء میں اس کی اشاعت کی تو متن حدیث میں تحریف کرتے ہوئے (تحت السرۃ) کا اضافہ بھی کر دیا۔ اس اضافہ سے حدیث کا مفہوم یہ بن گیا کہ "نبی ﷺ نے نماز کے اندر ناف کے نیچے ہاتھ باندھے"۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حالانکہ یہ صریحاً بددیانتی ہے۔ یہ حدیث ایک درجن کے قریب کتب حدیث میں پائی جاتی ہے اور کسی میں بھی (تحت السرہ) کا اضافہ نہیں ہے۔ اور جس نسخہ کے حوالے سے اس اضافہ کا دعویٰ کیا جاتا ہے اس کے ضعیف و معلول ہونے کا دیوبندی اکابرین کو بھی اقرار ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۴۱)۔

اصل حقیقت

ادارۃ القرآن کراچی والوں نے سب سے پہلے مصنف ابن ابی شیبہ کی پہلی جلد میں تحت السرہ کا اضافہ کیا اس کے بعد طیب اکادمی ملتان اور پھر مکتبہ امدادیہ والوں نے بھی مکھی پر مکھی مارتے ہوئے مصنف میں تحت السرہ کا اضافہ کردیا۔ لیکن اس تحریف کی اصل حقیقت کیا ہے وہ ہم الشیخ ارشاد الحق اثری فیصل آبادی ﷾ کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

اہل علم جانتے ہیں کہ مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے اس اضافے کا ذکر سب سے پہلے حافظ قاسم بن قطلو بغا المتوفی ۸۷۹ھ نے ''تخریج احادیث الاختیار'' میں کیا۔ ان کے بعد شیخ محمد قائم سندھی اور شیخ محمد ہاشم سندھی اور دوسرے حنفی علماء نے اس اضافے کی صحت کا دعوی کیا مگر علامہ محمد حیات سندھی نے اس کی پرزور تردید کی اور کہا کہ جس نسخہ کی بنیاد پر اس اضافے کی صحت کا دعوی کیا جارہا ہے وہ نسخہ صحیح نہیں کاتب نے غلطی سے مرفوع حدیث میں ''تحت السرۃ'' کے الفاظ لکھے ہیں۔ یہ الفاظ ابراہیم نخعی کے اثر میں ہیں جو اسی حدیث کے بعد ہے۔ صرف نظر سے نچلی سطر کے یہ حروف پہلی سطر میں لکھے گئے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ علامہ محمد حیات سندھی کے موقف کی تفصیل ان کے رسالہ ''فتح الغفور فی تحقیق وضع الیدین علی الصدور'' میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ ماضی قریب کے نامور دیوبندی شیخ الحدیث اور خاتمۃ الحفاظ علامہ محمد انور شاہ صاحب کاشمیری نے بھی علامہ محمد حیات سندھی ﷫ کے موقف کی تائید کی ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

ولا عجب ان یکون کذلك فانی راجعت ثلاث نسخ للمصنف فما وجدته فی واحد منها۔ (فیض الباری ج۲ صفحہ ۲۶۷)

''یعنی جیسے علامہ محمد حیات سندھی نے کہا ہے، ایسا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں میں نے بھی مصنف کے تین نسخے دیکھے ہیں ان میں سے کسی ایک میں بھی یہ الفاظ نہیں تھے''۔

علامہ نیموی جو ماضی قریب میں حنفیت کے نامور وکیل تھے انہوں نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ اگر چہ یہ زائد الفاظ کئی نسخوں میں موجود ہیں مگر انصاف کی بات یہ ہے کہ یہ اضافہ غیر محفوظ اور متن کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ان کے الفاظ ہیں:

الانصاف ان هذه الزيادة وان كانت صحيحة لوجودها فى اكثر النسخ من المصنف لكنها مخالفة لروايات الثقات فكانت غير محفوظة (التعليق الحسن ص ۷۱)

اور مولانا بدر عالم صاحب نے بھی علامہ نیموی کی ''الدرۃ الغرۃ فی وضع الیدین تحت السرۃ'' کے حوالے سے لکھا ہے:

ولم يرتض به العلامة ظهير احسن رحمه الله تعالى و ذهب الى ان تلك الزيادة معلولة (حاشیہ فیض الباری ص ۲۶۷ ج ۲)

لہٰذا جب اس زیادت کا انکار اور اس کے ضعیف اور معلول ہونے کا اعتراف و اظہار حنفی بھی کر چکے ہیں تو اب آپ ہی بتلائیں کہ مصنف ابن ابی شیبہ کے اس نسخہ میں جو اضافہ دیوبندی ناشر نے کیا ہے اس کا فائدہ سوائے بدنامی اور رسوائی کے اور کیا ہے؟ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۰ جمادی الثانی ۱۴۰۷ھ۔۲۰ فروری ۱۹۸۷ء بحوالہ مقالات ارشاد الحق اثری ص ۲۸۵، ۲۸۶۔طبع ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد)۔

الشیخ ارشاد الحق اثری ﷾ اہل حدیث کے زبردست محقق اور شیخ الحدیث ہیں اور آپ نے

مختلف موضوعات پر انتہائی قیمتی اور تحقیقی کتابیں رقم کی ہیں اس مسئلہ پر بھی سب سے پہلے شیخ موصوف ہی نے قلم اٹھایا اور ہم جیسے طالب علموں کے لئے راہنمائی فراہم فرمائی۔ اسی طرح مقلدین کی طرف سے کوئی نئی تحریف جب بھی سامنے آئی تو سب سے پہلے شیخ موصوف کا قلم ہی حرکت میں آجاتا ہے اور آپ تحقیق کا حق ادا کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ شیخ موصوف کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے اور انہیں مزید در مزید ذہنی صلاحیتیں اور خوبیاں عنایت فرمائے اور ان کی ان محنتوں کا انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)۔

تحت السرہ کے اضافے کی حقیقت

مصنف ابن ابی شیبہ کو ہندوستان میں سب سے پہلے مولانا عبدالتواب کی تعلیق سے ملتان سے شائع کیا گیا تھا۔ اس کے بعد مولانا ابوالکلام اکادمی حیدر آباد دکن نے ۱۳۸۶ھ میں اس کی پہلی جلد کو شائع کیا۔ ہندوستان میں اس کتاب کو شائع کرنے کا اعزاز حنفی حضرات ہی کو حاصل ہے اور ان شائع شدہ کتب میں بھی تحت السرہ کا اضافہ موجود نہیں ہے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

① دوسری مرتبہ ابن ابی شیبہ کی پہلی جلد کو حیدر آباد دکن سے شائع کیا گیا۔

(وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا)

الجزء الاول

من

مُصَنَّف

ابن ابی شیبه

في

الاحاديث

و الآثار و استنباط أئمة التابعين و اتباع التابعين المشهودين لهم بالخير
للامام الحافظ المتقن النحرير الثبت الثقة الشهير بابى بكر عبد الله بن محمد بن
ابراهيم بن عثمان بن ابى شيبة الكوفى العبسى المتوفى سنة ٢٣٥ هـ وكفى
من مفاخره التى امتاز بها بين الأئمة المشهورين كونه من اساتذة البخارى
ومسلم و أبى داود و ابن ماجة وخلائق لا تحصى

(و اعتنى بتصحيحه و تنسيقه و نشره محب السنة النبوية و خادمها)
(عبد الخالق خان الافغانى رئيس المصححين بدائرة المعارف العثمانية فى الغابر)
و نائب صدر جميعت العلماء حيدرآباد - اے - پی (الهند)

عنى بطبعه و اهتم بنشره خادم القوم
محمد جهانگير على الأنصارى
«عميد مولانا ابو الكلام اكادمى»
انصارى لاج ؛ مدينه بلڈينگ، حيدرباد (الهند)
فون: ٤٤٢٢٢ (حقوق الطبع محفوظة) سنه ١٣٨٦ هـ ١٩٦٦ م
طبع هذا الكتاب فى المطبعة "عزيزية" سنة ١٣٨٦ هـ بحيدرآباد (الهند)

وضع اليمين على الشمال

حدثنا ابو بكر قال حدثنا زيد بن حباب قال حدثنا معاوية بن صالح قال حدثنى يونس بن سيف العنسى عن الحارث بن غطيف أو غطيف بن الحارث الكندى شك معاوية قال مهما رأيت نسيت لم أنس انى رأيت رسول الله ﷺ وضع يده اليمنى على اليسرى يعنى فى الصلوة • حدثنا وكيع عن سفيان عن سماك عن قبيصة بن هلب عن ابيه قال رأيت النبى ﷺ واضعا يمينه على شماله فى الصلوة • حدثنا ابن ادريس عن عاصم بن كليب عن ابيه عن وائل ابن حجر قال رأيت رسول الله ﷺ حين كبر أخذ بشماله يمينه • حدثنا وكيع عن اسماعيل بن ابى خالد عن الاعمش عن مجاهد عن مورق العجلى عن ابى الدرداء قال من اخلاق النبيين وضع اليمين على الشمال فى الصلوة • حدثنا وكيع عن يوسف بن ميمون عن الحسن قال قال رسول الله ﷺ كأنى أنظر الى أحبار بنى اسرائيل واضعى أيمانهم على شمائلهم فى الصلوة • حدثنا وكيع عن موسى بن عمير عن علقمة بن وائل بن حجر عن ابيه قال رأيت النبى ﷺ وضع يمينه على شماله فى الصلوة • حدثنا وكيع عن ربيع عن ابى معشر عن ابراهيم قال يضع يمينه على شماله فى الصلوة تحت السرة • حدثنا وكيع قال حدثنا عبد السلام بن شداد الجريرى ابوطالوت قال نا غزوان ابن جرير الضبى عن أبيه قال كان على اذا قام فى الصلوة وضع يمينه على رسغ يساره ولا يزال كذلك حتى يركع متى ما ركع الا أن يصلح ثوبه أو يحك جسده • حدثنا وكيع قال حدثنا يزيد بن زياد عن ابى الجعد عن عاصم الجحدرى عن عقبة بن ظهير عن على فى قوله فصل لربك وانحر قال وضع اليمين على الشمال فى الصلوة • حدثنا يزيد بن هارون قال اخبرنا

الحجاج　　　　　　　　　　۳۹۰

(عکس مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۳۹۰ طبع مولانا ابوالکلام اکادمی حیدرآباد ہند)

اس نسخہ میں تحت السرہ کا اضافہ موجود نہیں ہے۔

② تیسری مرتبہ مصنف کو بمبئی (ہند) سے شائع کیا گیا۔

الكتاب المصنف

في

الأحاديث والآثار

للإمام الحافظ عبد الله بن محمد بن أبي شيبة ابراهيم ابن عثمان
أبي بكر بن أبي شيبة الكوفي العبسي
المتوفى سنة ٢٣٥ هج

الجزء الأول

حققه وصححه
الاستاذ عامر العمري الأعظمي
أفضل العلماء جامعة مدراس ـ الهند

واهتم بطباعته ونشره
مختار احمد الندوي السلفي

الدار السلفية
١٣ ، محمد علي بلديج ـ بهندي بازار
بومباي ٤٠٠٠٠٣ (الهند)

وضع اليمين على الشمال

حدثنا ابو بكر قال حدثنا زيد بن حباب قال حدثنا معاوية بن صالح قال حدثني يونس بن سيف العنسي عن الحارث بن غطيف أو غطيف بن الحارث الكندي شك معاوية قال مهما رأيت نسيت لم أنس انى رأيت رسول الله ﷺ وضع يده اليمنى على اليسرى يعني في الصلوة ٠ حدثنا وكيع عن سفيان عن سماك عن قبيصة بن هُلب عن ابيه قال رأيت النبي ﷺ واضعا يمينه على شماله في الصلوة ٠ حدثنا ابن ادريس عن عاصم بن كليب عن ابيه عن وائل ابن حجر قال رأيت رسول الله ﷺ حين كبرّ أخذ بشماله يمينه ٠ حدثنا وكيع عن اسماعيل بن ابي خالد عن الاعمش عن مجاهد عن مورق العجلى عن ابي الدرداء قال من اخلاق النبيين وضع اليمين على الشمال في الصلوة ٠ حدثنا وكيع عن يوسف بن ميمون عن الحسن قال قال رسول الله ﷺ كأني أنظر الى أحبار بني اسرائيل واضعي أيمانهم على شمائلهم في الصلوة ، حدثنا

و كيع عن موسى بن عمير عن علقمة بن وائل بن حجر عن ابيه قال، رأيت
النبي ﷺ وضع يمينه على شماله في الصلوة ۔ حدثنا وكيع عن ربيع عن
ابي معشر عن ابراهيم قال يضع يمينه على شماله في الصلوة تحت السرة ۔
حدثنا وكيع قال حدثنا عبد السلام بن شداد الحريري ابو طالوت قال نا غزوان
ابن جرير الضبي عن أبيه قال كان علي اذا قام في الصلوة وضع يمينه على
رسغ يساره ۔ لا يزال كذلك حتى يركع متى ما ركع الا أن يصلح ثوبه
أو يحك جسده ۔ حدثنا وكيع قال حدثنا يزيد بن زياد عن ابي الجعد عن
عاصم الجحدري عن عقبة بن ظهير عن علي في قوله فصلّ لربك و انحر قال
وضع اليمين على الشمال في الصلوة ۔ حدثنا يزيد بن هارون قال اخبرنا

الحجاج ٣٩٠

اس نسخہ میں بھی تحت السرہ کا اضافہ نہیں ہے۔

③ دارالفکر بیروت سے مصنف کا جو نسخہ طبع ہوا ہے اس میں بھی تحت السرہ کے الفاظ نہیں

مُصَنَّف

ابن أبي شيبة

في الأحاديث والآثار

للحافظ عبد الله بن محمد بن أبي شيبة ابراهيم بن عثمان
ابن أبي بكر بن أبي شيبة الكوفي العبسي المتوفى سنة ٢٣٥ھ

طبعة مستكملة النص ومنقحة ومشكولة ومرقمة الأحاديث ومفهرسة

الجزء الأول

الطهارات، الأذان والإقامة، الصلاة

ضبطه وعلق عليه
الأستاذ سعيد اللحام

الإشراف الفني والمراجعة والتصحيح: مكتب الدراسات والبحوث في دار الفكر

دار الفكر

(٤) حدثنا وكيع عن إسماعيل بن أبي خالد عن الأعمش عن مجاهد عن مورّق العجلي عن أبي الدرداء قال: من أخلاق النبيين وضع اليمين على الشمال في الصلاة.

(٥) حدثنا وكيع عن يوسف بن ميمون عن الحسن قال: قال رسول الله ﷺ: «كأني أنظر إلى أحبار بني إسرائيل واضعي أيمانهم على شمائلهم في الصلاة».

(٦) حدثنا وكيع عن موسى بن عُمير عن علقمة بن وائل بن حُجر عن أبيه قال: رأيت النبي ﷺ وضع يمينه على شماله في الصلاة.

(٧) حدثنا وكيع عن ربيع عن أبي معشر عن إبراهيم قال: يضع يمينه على شماله في الصلاة تحت السرة.

(٨) حدثنا وكيع قال: حدثنا عبد السلام بن شداد الجريري أبو طالوت قال: نا غزوان بن جرير الضبي عن أبيه قال: كان عليّ إذا قام في الصلاة وضع يمينه على رسغ يساره ولا يزال كذلك حتى يركع متى ما ركع إلا أن يصلح ثوبه أو يحك جسده.

(٩) حدثنا وكيع قال: حدثنا يزيد بن زياد عن أبي الجعد عن عاصم الجحدري عن عُقبة بن ظُهير عن عليّ في قوله ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ قال: وضع اليمين على الشمال في الصلاة.

(١٠) حدثنا يزيد بن هارون قال: أخبرنا حجاج بن حسان قال: سمعت أبا مجلز أو سألته قال: قلت كيف يصنع قال: يضع باطن كف يمينه على ظاهر كف شماله ويجعلها أسفل من السرة.

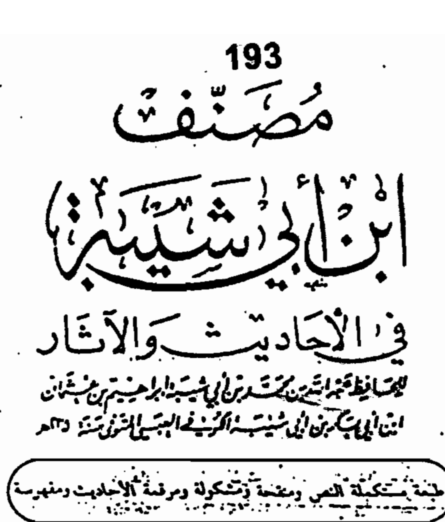
(١١) حدثنا يزيد قال: أخبرنا الحجاج بن أبي زينب قال: حدثني أبو عثمان أن النبي ﷺ مر برجل يصلي وقد وضع شماله على يمينه فأخذ النبي ﷺ يمينه فوضعها على شماله.

(١٢) حدثنا جرير عن مُغيرة عن أبي مَعشر عن إبراهيم قال: لا بأس بأن يضع اليمنى على اليسرى في الصلاة.

(١٣) حدثنا أبو معاوية عن عبد الرحمن بن إسحاق عن زياد بن زيد السوائي عن أبي جحيفة عن عليّ قال: من سنة الصلاة وضع الأيدي على الأيدي تحت السرر.

(١٤) حدثنا يحيى بن سعيد عن ثور عن خالد بن معدان عن أبي زياد مولى آل دراج ما رأيت فنسيت فإني لم أنس أن أبا بكر كان إذا قام في الصلاة قال هكذا فوضع اليمنى على اليسرى.

ہیں۔ یاد رہے کہ یہ وہی نسخہ ہے کہ جس کا عکس طیب اکادمی ملتان اور مکتبہ امدادیہ ملتان والوں نے شائع کیا لیکن ان نسخوں میں ان کے ناشرین نے تحت السرہ کا اضافہ کر دیا۔ ویا للعجب



مُصَنَّف ابن أبي شيبة

في الأحاديث والآثار

للحافظ عبد الله بن محمد بن أبي شيبة إبراهيم بن عثمان
ابن أبي بكر بن أبي شيبة الكوفي العبسي المتوفى سنة ٢٣٥ هـ

طبعة مستكملة النص ومنقحة ومشكولة ومرقمة الأحاديث ومفهرسة

الجزء الأول

الطهارات، الأذان والإقامة، الصلاة..

ضبطه وعلق عليه
الأستاذ سعيد اللحام

الإشراف الفني والمراجعة والتصحيح: مكتب الدراسات والبحوث في دار الفكر

دار الفكر

(٤) حدثنا وكيع عن إسماعيل بن أبي خالد عن الأعمش عن مجاهد عن مورّق العجلي عن أبي الدرداء قال: من أخلاق النبيين وضع اليمين على الشمال في الصلاة.

(٥) حدثنا وكيع عن يوسف بن ميمون عن الحسن قال: قال رسول الله ﷺ: «كأني أنظر إلى أحبار بني إسرائيل واضعي أيمانهم على شمائلهم في الصلاة».

(٦) حدثنا وكيع عن موسى بن عُمير عن علقمة بن وائل بن حُجر عن أبيه قال: رأيت النبي ﷺ وضع يمينه على شماله في الصلاة.

(٧) حدثنا وكيع عن ربيع عن أبي معشر عن إبراهيم قال: يضع يمينه على شماله في الصلاة تحت السرة.

(٨) حدثنا وكيع قال: حدثنا عبد السلام بن شداد الحريري أبو طالوت قال: نا غزوان بن جرير الضبي عن أبيه قال: كان عليّ إذا قام في الصلاة وضع يمينه على رسغ يساره ولا يزال كذلك حتى يركع متى ما ركع إلا أن يصلح ثوبه أو يحك جسده.

(٩) حدثنا وكيع قال: حدثنا يزيد بن زياد عن أبي الجعد عن عاصم الجحدري عن عُقبة بن ظُهير عن عليّ في قوله ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ قال: وضع اليمين على الشمال في الصلاة.

(١٠) حدثنا يزيد بن هارون قال: أخبرنا حجاج بن حسان قال: سمعت أبا مجلز أو سألته قال: قلت كيف يصنع قال: يضع باطن كف يمينه على ظاهر كف شماله ويجعلها أسفل من السرة.

(١١) حدثنا يزيد قال: أخبرنا الحجاج بن أبي زينب قال: حدثني أبو عثمان أن النبي ﷺ مر برجل يصلي وقد وضع شماله على يمينه فأخذ النبي ﷺ يمينه ووضعها على شماله.

(١٢) حدثنا جرير عن مُغيرة عن أبي مَعشر عن إبراهيم قال: لا بأس بأن يضع اليمنى على اليسرى في الصلاة.

(١٣) حدثنا أبو معاوية عن عبد الرحمن بن إسحاق عن زياد بن زيد السوائي عن أبي جحيفة عن عليّ قال: من سنة الصلاة وضع الأيدي على الأيدي تحت السرر.

(١٤) حدثنا يحيى بن سعيد عن ثور عن خالد بن معدان عن أبي زياد مولى آل دراج ما رأيت فنسيت فإني لم أنس أن أبا بكر كان إذا قام في الصلاة قال هكذا فوضع اليمنى على اليسرى.





تقديم وضبط
كمال يوسف الحوت

الجزء الأول

دار التاج

٣٩٣٧ - حدثنا وكيع عن يوسف بن ميمون عن الحسن قال: قال رسول الله ﷺ كأني أنظر إلى أحبار بني إسرائيل واضعي أيمانهم على شمائلهم في الصلاة.

٣٩٣٨ - حدثنا وكيع عن موسى بن عمير عن علقمة بن وائل بن حجر عن أبيه قال رأيت النبي ﷺ وضع يمينه على شماله في الصلاة.

٣٩٣٩ - حدثنا وكيع عن ربيع عن أبي معشر عن إبراهيم قال يضع يمينه على شماله في الصلاة تحت السرة.

٣٩٤٠ - حدثنا وكيع قال حدثنا عبد السلام بن شداد الجريري أبو طالوت قال نا غزوان بن جرير الضبي عن أبيه قال كان علي إذا قام في الصلاة وضع يمينه على رسغ يساره ولا يزال كذلك حتى

يركع متى ما ركع إلا أن يصلح ثوبه أو يحك جسده.

٣٩٤١ ـ حدثنا وكيع قال حدثنا يزيد بن [أبي] زياد عن أبي الجعد عن عاصم الجحدري عن عقبة بن ظهير عن علي في قوله ﴿فصلّ لربك وانحر﴾(١) قال وضع اليمين على الشمال في الصلاة.

٣٩٤٢ ـ حدثنا يزيد بن هارون قال أخبرنا الحجاج بن حسان قال سمعت أبا مجلز أو سألته قال قلت: كيف يصنع قال يضع باطن كف يمينه على ظاهر كف شماله ويجعلها أسفل من السرة.

٣٩٤٣ ـ حدثنا يزيد قال أخبرنا الحجاج بن أبي زينب قال حدثني أبو عثمان أن النبي ﷺ مر برجل يصلي وقد وضع شماله على يمينه فأخذ النبي ﷺ يمينه فوضعها على شماله.

٣٩٤٤ ـ حدثنا جرير عن مغيرة عن أبي معشر عن إبراهيم قال لا بأس أن يضع اليمنى على اليسرى في الصلاة.

٣٩٤٥ ـ حدثنا أبو معاوية عن عبد الرحمن بن إسحاق عن زياد بن زيد السوائي عن أبي جحيفة عن علي قال من سنة الصلاة وضع الأيدي على الأيدي تحت السرر.

٣٩٤٦ ـ حدثنا يحيى بن سعيد عن ثور عن خالد بن معدان عن أبي زياد مولى آل دراج ما رأيت فنسيت فإني لم أنس أبا بكر كان إذا قام في الصلاة قال هكذا فوضع اليمنى على اليسرى.

٣٩٤٧ ـ حدثنا أبو معاوية حدثنا حفص عن ليث عن مجاهد أنه كان يكره أن يضع اليمنى على الشمال يقول على كفه أو على الرسغ ويقول فوق ذلك ويقول أهل الكتاب يفعلونه.

٣٩٤٨ ـ حدثنا عبد الأعلى عن المستمر بن الريان عن أبي الجوزاء أنه كان يأمر أصحابه أن يضع أحدهم يده اليمنى على اليسرى وهو يصلي.

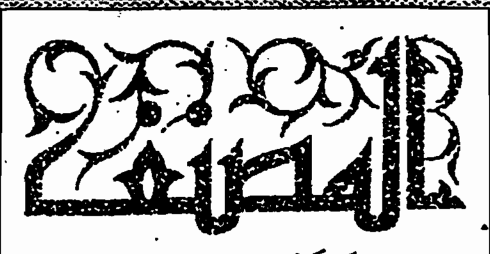
---

(١) سورة الكوثر الآية (٢).

٣٤٣

المصنف کا یہ نسخہ دارالتاج بیروت والوں نے ۱۴۰۹ھ میں بمطابق ۱۹۸۹ء میں شائع کیا اور اس نسخہ میں بھی تحت السرہ کا اضافہ موجود نہیں ہے۔

⑤ المصنف کا ایک نسخہ دیوبندیوں کے محدث شہیر حبیب الرحمٰن الاعظمی کی تحقیق کے ساتھ چھپا ہے، اس نسخہ میں بھی تحت السرہ کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔



المصنف

للإمام الكبير الحجة الثقة الثبت

عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان أبي بكر العبسي المعروف بابن أبي شيبة

رحمه الله تعالى. المتوفى ٢٣٥ﻫ



هذا الكتاب لا تستغني عنه خزانتنا منه

(قاله محمد بن عبد الرحمن ...)

"أبو بكر بن أبي شيبة أحد الأعلام وأئمة الإسلام وصاحب المصنف الذي لم يصنف أحد مثله قبله ولا بعده"

(البداية والنهاية لابن كثير رحمه الله)



من {٢٠٩٤} إلى {٤٢٧٠}

حققه وعلق عليه فضيلة الشيخ المحدث الشهير والناقد البصير



حبيب الرحمن الأعظمي

يطلب من:

المكتبة الإمدادية (باب العمرة) مكة المكرمة (زادها الله شرفا)

المملكة العربية السعودية

٣٩٠٤ - حدثنا وكيع عن إسماعيل بن أبي خالد عن الأعمش عن مجاهد عن مورق عن أبي الدرداء قال : من أخلاق النبيين وضع اليمين على الشمال في الصلاة .

٣٩٠٥ - حدثنا وكيع عن يوسف بن ميمون عن الحسن قال : قال رسول الله ﷺ : كأني أنظر إلى أحبار بني إسرائيل واضعي أيمانهم على شمائلهم في الصلاة .

٣٩٠٦ - حدثنا وكيع عن موسى بن عمير عن علقمة بن وائل بن حجر عن أبيه قال : رأيت النبي ﷺ وضع يمينه على شماله في الصلاة . ←

[٣٩٠٧[1] - حدثنا وكيع عن ربيع عن أبي معشر عن إبراهيم قال: يضع يمينه على شماله في الصلوة تحت السرة] .

٣٩٠٨ - حدثنا وكيع قال : حدثنا عبدالسلام بن شداد الجريري[2] أبو طالوت عن غزوان بن جرير الضبي عن أبيه قال : كان عليٌّ إذا قام في الصلاة وضع يمينه على رسغه ، ولا يزال كذلك حتى يركع متى ما ركع ، إلا أن يصلح ثوبه أو يحك جسده .

٣٩٠٩ - حدثنا وكيع قال : حدثنا يزيد بن زياد عن[3] أبي الجعد عن عاصم الجحدري عن عقبة بن ظبيان عن علي في قوله : ﴿فصل لربك وانحر﴾ قال : وضع اليمين على الشمال في الصلاة .

---

(١) [illegible]

(٢) [illegible]

(٣) [illegible]

الاعظمی صاحب کے اس نسخہ میں بھی تحت السرہ کے اضافہ کا دور دور تک نام ونشان نہیں ہے جبکہ اعظمی صاحب نے ہر صفحہ کے نیچے اپنی تحقیقات کو بھی درج کیا ہے لیکن اس روایت سے وہ خاموشی کے ساتھ گزر گئے ہیں جبکہ مسند حمیدی میں اثبات رفع الیدین کی روایت کی تحقیق کرنے کے بجائے محرف نسخہ کی عبارت کو جوں کا توں ہی رہنے دیا اور اس پر سہاگہ یہ کہ اس

روایت کے تحت یہ جھوٹ لکھا کہ محدثین میں سے کسی نے بھی اس روایت سے تعرض نہیں کیا۔ ویاللعجب۔

اس واضح تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ تحت السرہ کے اضافے کی کوئی علمی و تحقیقی بنیاد نہیں ہے بلکہ یہ تحقیق زیادہ سے زیادہ ایک غلط فہمی کی بنیاد پر مبنی ہے اور جس نسخہ کے بارے میں کہا گیا تھا کہ اس میں یہ الفاظ موجود ہیں اس میں دراصل نسخہ کے ناقل سے یہ غلطی سرزد ہو گئی اور اس حدیث کو نقل کرتے ہوئے اس کی نظر غلطی سے نچلی سطر میں ابراہیم نخعی کے اثر کے الفاظ تحت السرہ پر پڑ گئی اور اس نے ان الفاظ کو اس حدیث کے بعد نقل کر دیا اور بس۔ اور اس طرح عموماً کاتب غلطی کر جاتے ہیں۔ جن لوگوں کو اس چیز سے سابقہ پڑا ہے وہ اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں اور اس طرح غلط فہمی کی بنیاد پر یہ مسئلہ اٹھا اور پھر حنفیوں نے اسے مزید اچھال کر اور اس بے جان مسئلہ میں سر توڑ کوششیں کر کے جان ڈالنے کی سعی و جہد کی تاکہ ان کا یہ بے بنیاد مسئلہ ثابت ہو جائے۔ یہ ہٹ دھرمی یقیناً یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلنے اور ان کی راہ اختیار کرنے کی زبردست کوشش ہے۔ نصب الرایہ کے مؤلف علامہ زیلعی حنفی جنہوں نے مصنف ابن ابی شیبہ کے بکثرت حوالے نقل کئے ہیں اور ابن ابی شیبہ کی کوئی روایت ان سے ڈھکی چھپی اور پوشیدہ نہیں تھی لیکن وہ بھی اس روایت سے آگاہ نہ تھے اور سابقہ محدثین میں سے بھی کسی ایک محدث نے بھی اس حدیث کو تحت السرہ کی دلیل کے طور پر ذکر نہیں کیا۔

ایک اہم اصول

موجودہ دور میں احادیث کی کتب میں تحریف کر کے دیوبندی حضرات ان احادیث کو مسلک حنفی کے دلائل کی حیثیت سے ذکر کر رہے ہیں جیسا کہ مسند حمیدی، مسند ابی عوانہ، مصنف

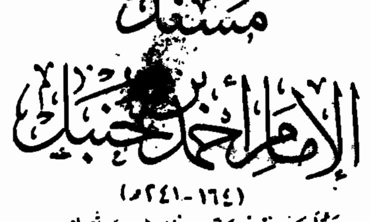
ابن ابی شیبہ، سنن ابی داؤد وغیرہ کتب کے ساتھ ایسا سلوک کیا گیا ہے۔اس سلسلہ میں یہ بنیادی اصول یاد رکھنا چاہیئے کہ جن احادیث میں تحریف کر کے انہیں آج حنفی مذہب کی دلیل بنایا جارہا ہے کیا دورِ ماضی میں سابقہ محدثین کرام اور حنفی علماء نے بھی ان احادیث کو اس ضمن میں ذکر کیا ہے؟ اور اگر ایسا نہیں ہوا تو یاد رکھیں کہ موجودہ دور میں ان محرف احادیث کو دلیل بنانے والے مفتری اور کذاب ہیں اور نبی ﷺ پر صریح جھوٹ باندھ رہے ہیں اور نبی ﷺ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنے والے کا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے۔
(بخاری ومسلم)۔

تحقیق مزید

اس روایت کو امام ابن ابی شیبہ نے درج ذیل سند سے نقل کیا ہے:

حدثنا وكيع عن موسى بن عمير عن علقمة بن وائل بن حجر عن ابيه

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو بعینہ اسی سند سے روایت کیا ہے، اسی طرح امام دارقطنی نے بھی اس حدیث کو اسی سند سے نقل کیا ہے، مسند احمد کا عکس ملاحظہ فرمائیں:


مُسْنَد
الإمام أحمد بن حنبل
(١٦٤-٢٤١هـ)
حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه

شعيب الأرنؤوط إبراهيم الزيبق

مؤسسة الرسالة

١٨٨٤٦- حدثنا وكيع، حدَّثنا موسى بن عُمَيْر العَنْبري، عن عَلْقمة بن وائل الحَضْرَمي

عن أبيه قال: رأيتُ رسولَ الله ﷺ واضعاً يمينه على شِماله في الصَّلاة[1].

١٨٨٤٧- حدثنا وكيع[2]، حدثنا شَريك، عن عاصم بن كُلَيْب، عن عَلْقمة بن وائل بن حُجْر

عن أبيه قال: أتيتُ النَّبيَّ ﷺ في الشِّتاء قال: فرأيتُ أصحابه

= قيس بن الربيع، عن عاصم، به، وفيه: وضع جبهته بين كفيه. ويحيى الحماني وقيس بن الربيع كلاهما ضعيف.

وقد سلف نحوه برقم (١٨٨٤٤).

(١) إسناده صحيح، رجاله ثقات. وكيع: هو ابن الجراح.

وأخرجه ابن أبي شيبة ١/ ٣٩٠ عن وكيع، بهذا الإسناد.

وأخرجه الطبراني في «الكبير» ٢٢/ (١) -ومن طريقه المزي في «تهذيبه» (ترجمة موسى بن عمير) -والبيهقي في «السنن» ٢/ ٢٨ من طريق أبي نعيم، عن موسى بن عمير، به. وزاد الطبراني: ورأيت علقمة يفعله.

وأخرجه النسائي ٢/ ١٢٥ -١٢٦ من طريق عبد الله بن المبارك، عن موسى ابن عمير العنبري وقيس بن سليم العنبري، قالا: حدثنا علقمة بن وائل، عن أبيه، قال: رأيت رسول الله ﷺ إذا كان قائماً في الصلاة قبض بيمينه على شماله.

وسيرد بالأرقام: (١٨٨٥٢) (١٨٨٥٣) (١٨٨٥٤) (١٨٨٦٦) (١٨٨٧٠) (١٨٨٧١) (١٨٨٧٣) (١٨٨٧٥) (١٨٨٧٦) (١٨٨٧٨).

وفي الباب عن جابر، سلف برقم (١٥٠٩٠)، وانظر تتمة شواهده هناك.

(٢) قوله: حدثنا وكيع سقط من (م).

١٤٠

(عکس مسند احمد مع الموسوعہ ج ۳۱ ص ۱۴۰)

مسند احمد کو الشیخ شعیب الارنووط اور ان کے ساتھیوں نے تحقیق و تخریج کے ساتھ پچاس جلدوں میں شائع کیا ہے۔ اور اس حدیث کی انہوں نے مناسب تخریج بھی کر دی۔ اور اس حدیث کی تخریج میں سب سے پہلے انہوں نے مصنف ابن ابی شیبہ کا حوالہ دیا ہے اور انہوں

نے بھی کسی خود ساختہ اضافہ کا ذکر نہیں کیا۔ وائل بن حجر کی حدیث مسند احمد میں مزید نو مقامات پر ہے اور حاشیہ میں ان احادیث کے نمبر دیئے گئے ہیں۔

④ امام دارقطنی نے بھی اس حدیث کو امام وکیع کے واسطے سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے الحسین بن اسماعیل اور عثمان بن جعفر سے اور انہوں نے یوسف بن موسیٰ کے واسطے سے امام وکیع سے یہ حدیث روایت کی ہے اس روایت کے الفاظ مسند احمد کے الفاظ سے ملتے ہیں:

التعليق المغني

للمحدث العلامة أبي الطيب محمد شمس الحق العظيم آبادي

على

سنن الدارقطني

تأليف شيخ ... علم الحديث ومعرفة علله ورجاله

الإمام الكبير علي بن عمر الدارقطني

٣٠٦ هـ —— ٣٨٥ هـ

الجزء الأول

نشر السنة

ملتان ٥ پاکستان

-٢٨٦-

٨ — حدثنا الحسين بن إسماعيل وعثمان بن جعفر بن محمد الأحول ، قالا : نا يوسف ابن موسى ، نا وكيع ، نا موسى بن عمير العنبري عن علقمة(٨) بن وائل الحضرمي عن أبيه ، قال : رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم واضعاً يمينه على شماله في الصلاة .

٩ — حدثنا يعقوب بن إبراهيم البزاز ، ثنا الحسن بن عرفة ، نا أبو معاوية عن عبدالرحمن بن إسحاق ح وحدثنا محمد بن القاسم بن زكريا المحاربي ، ثنا أبو كريب ، ثنا يحيى بن ابن أبي زائدة عن(٩) عبد الرحمن بن إسحاق ، ثنا زياد بن زيد السوائي عن أبي جحيفة ، عن علي رضي الله عنه قال : إن من السنة في الصلاة وضع الكف على الكف تحت السرة .

١٠ — حدثنا محمد بن القاسم ، ثنا أبو كريب ، ثنا حفص بن غياث ، عن عبد الرحمن بن

إسحاق عن النعمان بن سعد عن علي أنه كان يقول : إن من سنة الصلاة وضع اليمين على الشمال تحت السرة .

١١ — حدثنا محمد بن عبد الله بن زكريا والحسن بن الخضر ، قالا : نا أحمد بن شعيب ، ثنا سويد بن نصر ، ثنا عبد الله عن موسى بن عمير العنبرى وقيس بن سليم قالا : نا علقمة بن وائل عن أبيه قال : رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا كان قائماً في الصلاة قبض بيمينه على شماله .

١٢ — حدثنا محمد والحسن قالا : نا أحمد بن شعيب ، انا عمرو بن علي ، نا عبد الرحمن نا هشيم عن الحجاج(١٠) بن أبي زينب ، قال . سمعت أبا عثمان يحدث، عن عبد الله بن مسعود

حرب عن قبيصة بن هلب عن أبيه بلفظ : قال : كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يؤمنا

(عکس سنن الدارقطنی ج۱ص۲۸۶ طبع نشر السنۃ ملتان)

③ امام نسائی نے بھی یہ حدیث بیان فرمائی ہے:

سُنَنُ النَّسَائِيِّ

تصنيف

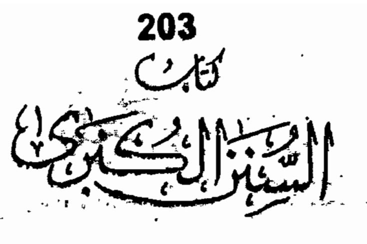
لأبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي
الشهير بـ (النسائي)
(٢١٥ - ٣٠٣هـ)

(المعجم ٩) - وضع اليمين على الشمال في الصلاة (التحفة ٢٦٦)

٨٨٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُمَيْرٍ الْعَنْبَرِيِّ وَقَيْسِ بْنِ سُلَيْمٍ الْعَنْبَرِيِّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا كَانَ قَائِمًا فِي الصَّلَاةِ قَبَضَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ.

امام نسائی نے اس حدیث کو سوید بن نصر سے انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے اور عبداللہ بن مبارک نے موسیٰ بن عمیر العنبری اور قیس ابن سلیم سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

امام نسائی نے اس حدیث کو اپنی دوسری کتاب السنن الکبریٰ (ج۱ص۳۰۹) میں اسی طرح روایت کیا ہے۔



تصنيف

الإمام أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي

تحقيق

د. عبد الغفار سليمان البنداري و سيد كسروي حسن

الجزء الأول

دار الكتب العلمية

٩ - وضع اليمين على الشمال في الصلاة ١

٩٦١ - أخبرنا سويد بن نَصْر المرْوَزِيّ، قال: أنا عبد الله بن المبارك، عن موسى بن عُمَيْر العَنْبَرِيُّ، وقَيْس [قالا][٣] نا علقمة بن وائل، عن أبيه قال: «رأيت رسول الله ﷺ إذا كان قائماً في الصلاة قبض بيمينه على شماله[٤]».

١٠ - في الإمام إذا رأى الرجل[٥] وقد وضع شماله على يمينه ١

٩٦٢ - أخبرنا عمرو بن علي قال: نا عبد الرحمن قال: نا هُشَيْم، عن الحجاج بن أبي زَيْنَب قال: سمعت أبا عثمان يحدث عن ابن مسعود قال: رآني النبي ﷺ وقد وضعت شمالي على يميني في الصلاة فأخذ بميني فوضعها على شمالي.

---

④ امام طبرانی بھی اس حدیث کو بیان کرتے ہیں:

204



٢٦٠م — ٣٦٠م

حققه وخرج احاديثه

حمدي عبد المجيد السلفي

الجزء الثاني والعشرون

الناشر
مكتبة ابن تيمية

باب الـواو

٠٠٠٠ ـ وائل بن حجر الحضرمي القيل

علقمة بن وائـل عن أبيـه

موســى بن عمير عن علقمــة .

٠٠٠٠٠ (١) حدثنا علي بن عبدالعزيز ثنا أبو نعيم نا موسى بن عمير العنبري عن علقمة بن وائل بن حجر عن أبيه وائل بن حجـر ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا قام في الصلاة قبض على شماله بيمينه ، قال : ورأيت علقمة يفعلـه .

حجـر بن العنبس عن علقمة بن وائل

٠٠٠٠٠ (٢) حدثنا جعفر بن محمد بن حرب العباداني ثنا سليمان بن حرب نا شعبة عن سلمة بن كهيل عن حجر بن العنبس عن علقمة بن وائل عن أبيه ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يسلم عن يمينه وعن يساره .

٠٠٠٠٠ (٣) حدثنا أحمد بن محمد السيوطي ثنا عفان ثنا شـعبة عن سلمة بن كهيل عن حجر أبي العنبس عن علقمة بن وائل عن أبيه أنه صـلى مع النبي صلى الله عليه وسلم فلما قال (غير المغضوب عليهم ولا الضـالين) قال : « آمين » خفض بها صوته .

جامع بن مطـر عن علقمــة

٠٠٠٠٠ (٤) حدثنا علي بن عبدالعزيز نا حفص بن عمر الحوضي (ح) .

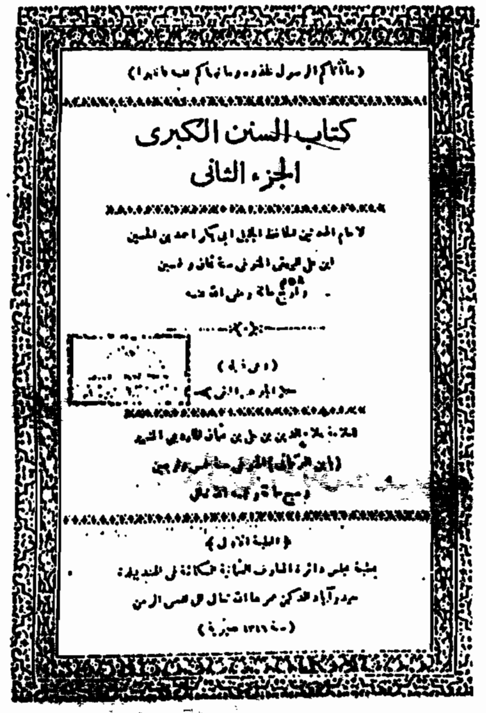
---

١ ـ ورواه أحمد (٣١٦/٤) والنسائي (١٢٥/١-١٢٦) .

(عن المعجم الكبير للطبراني ج٢٢ ص٩)

امام طبرانی نے اس حدیث کو علی بن عبدالعزیز سے انہوں نے ابونعیم سے اور وہ اسے موسیٰ بن عمیر سے روایت کرتے ہیں۔

⑤ امام البیہقی بھی اس حدیث کو بیان کرتے ہیں:



(ما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا)

كتاب السنن الكبرى

الجزء الثاني

للامام المحدثين الحافظ الجليل ابي بكر احمد بن الحسين

ابن علي البيهقي المتوفى سنة ثمان وخمسين

واربع مائة رضي الله عنه

(وفي ذيله)

الجوهر النقي

للعلامة علاء الدين بن علي بن عثمان المارديني الشهير

(بابن التركماني) المتوفى سنة خمس واربعين

وسبع مائة رحمه الله تعالى

(الطبعة الاولى)

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند ببلدة

حيدرآباد الدكن عمرها الله تعالى الى اقصى الزمن

(سنة ١٣٤٤ هجرية)

(باب وضع اليد اليمنى على اليسرى في الصلاة)

(اخبرنا) علي بن محمد بن عبدالله بن بشران العدل ببغداد انبأ ابو جعفر الرزاز انبأ جعفر بن محمد بن شاكر ثنا عفان ثنا همام ثنا محمد بن جحادة عن عبدالجبار بن وائل ومولى لهم انهما حدثاه عن ابيه وائل بن حجر انه رأى النبي صلى الله عليه وسلم حين دخل في الصلاة كبر قال ابو عثمان (١) وصف همام حيال اذنيه ثم التحف بثوبه ثم وضع يده اليمنى على يده اليسرى فلما اراد ان يركع اخرج يديه من الثوب ورفعهما فكبر فلما قال سمع الله لمن حمده رفع يديه فلما سجد سجد بين كفيه، رواه مسلم في الصحيح عن زهير بن حرب عن عفان.

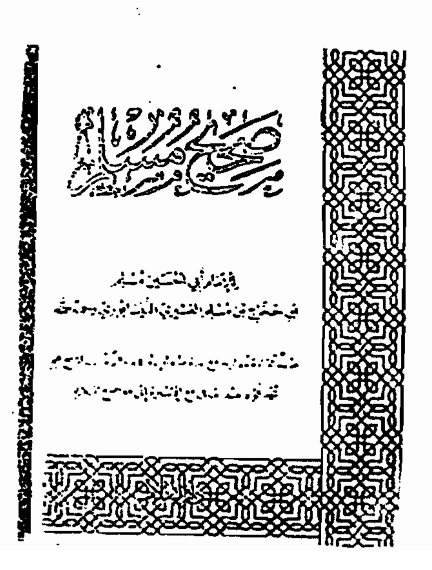
(واخبرنا) ابو الحسن بن الفضل القطان ببغداد انبأ عبدالله بن جعفر ثنا يعقوب بن سفيان ثنا ابو نعيم ثنا موسى بن عمير العنبري حدثني علقمة بن وائل عن ابيه ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا قام في الصلاة قبض على شماله بيمينه ورأيت علقمة يفعله، قال يعقوب وموسى بن عمير كوفي ثقة.

(واخبرنا) ابو عبدالله الحافظ ثنا ابو الحسن احمد بن محمد العنزي ثنا عثمان بن سعيد ثنا عبدالله بن رجاء ثنا زائدة ثنا عاصم بن كليب الجرمي قال اخبرني ابي ان وائل بن حجر اخبره قال قلت لانظرن الى رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف يصلي قال فنظرت اليه قام وكبر ورفع يديه حتى حاذتا باذنيه ثم وضع يده اليمنى على ظهر كفه اليسرى والرسغ من الساعد.

امام البیہقی نے اس حدیث کو تین واسطوں سے ابونعیم سے اور انہوں نے اسے موسیٰ بن عمیر سے روایت کیا ہے۔

صحیح مسلم میں سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت

ان تمام محدثین رحمہم اللہ نے سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اپنی اپنی کتابوں میں تحت السرۃ کے اضافہ کے بغیر بیان کیا ہے اور کوئی ایک محدث بھی اس من گھڑت اضافے کا ذکر نہیں کرتا۔ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث موسیٰ بن عمیر عن علقمہ کی سند کے علاوہ دوسری سندوں سے بھی ذکر کی گئی ہے۔ اس سلسلہ کی صحیح مسلم والی روایت ملاحظہ فرمائیں:


صحیح مسلم

(المعجم ١٥) - (بَابُ وضع يده اليمنى على اليسرى بعد تكبيرة الإحرام تحت صدره فوق سترته، ووضعهما في السجود على الأرض حذو منكبيه) (التحفة ١٥)

[٨٩٦] ٥٤-(٤٠١) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ وَائِلٍ، وَمَوْلًى لَهُمْ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِيهِ، وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ، كَبَّرَ - وَصَفَ هَمَّامٌ حِيَالَ أُذُنَيْهِ[٢] - ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ، ثُمَّ رَفَعَهُمَا، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ، فَلَمَّا قَالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» رَفَعَ يَدَيْهِ، فَلَمَّا سَجَدَ، سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ.

(المعجم ١٦) - (بَابُ التشهد في الصلاة)

(ترجمہ) ''سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو (نماز پڑھتے ہوئے) دیکھا رسول اللہ ﷺ نے رفع الیدین کیا تو اللہ اکبر کہا اور

نماز میں داخل ہوئے۔اس حدیث کے راوی ہمام کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے پھر چادر اوڑھ لی اور اس کے بعد سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر رکھا ۔پھر جب آپ ﷺ نے رکوع کا ارادہ کیا تو دونوں ہاتھ چادر سے نکالے اور رفع الیدین کیا اور اللہ اکبر کہا پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا۔ پس جب آپ ﷺ نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو رفع الیدین کیا پھر آپ ﷺ نے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا''۔

یہ حدیث ابوداؤد(۷۲۶)اور ابن ماجہ(۸۱۰) میں بھی ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں:

ثم اخذ شماله بيمينه

پھر آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑا۔

اور سنن نسائی کی طویل حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

ثم وضع يده اليمنى على ظهر كفه اليسرى و الرسغ والساعد

(سنن النسائی ۸۸۹)(سنن ابی داؤد(۷۲۷)(صحیح ابن خزیمہ ج ا ص ۴۸۰)

''پھر آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر اور جوڑ پر اور بازو پر رکھا''۔

ابوداؤد اور ابن خزیمہ میں کفہ سے پہلے ظہر کا لفظ بھی ہے۔سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق اگر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے پورے بازو پر رکھا جائے تو اس طرح دونوں ہاتھ با آسانی سینہ تک آ جاتے ہیں۔اور صحیح بخاری میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے:

عن سهل بن سعد قال كان الناس يؤمرون ان يضع الرجل يده اليمنى على ذراعه اليسرى في الصلاة (صحیح بخاری: ۷۴۰ كتاب الاذان باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلوة)

جناب سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''لوگوں (صحابہ کرام) کو حکم دیا جاتا تھا کہ مرد نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی ذراع (بازو) پر رکھیں''۔

ذراع کلائی کو کہتے ہیں جو ہاتھ سمیت کہنی تک کا حصہ ہوتا ہے۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کہنی تک پھیلا دیا جائے تو ہاتھ کسی صورت بھی ناف کے نیچے نہیں جاسکتے بلکہ ناف تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کے الفاظ بھی مروی ہیں۔ جناب وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صلیت مع رسول اللہ ﷺ و وضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری علی صدرہ (صحیح ابن خزیمہ ۱/۲۴۳ (۴۷۹))

میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اپنے سینہ پر رکھا ہوا تھا''۔

اس حدیث کے ایک راوی مؤمل بن اسماعیل پر اعتراض کیا جاتا ہے اور اس کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ مؤمل ثقہ ہے۔ کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان سے صحیح بخاری (حدیث نمبر ۷۰۸۳) میں معلق حدیث بیان کی ہے لہٰذا وہ ان کے نزدیک صحیح الحدیث (ثقہ وصدوق) ہے۔ اور اس حدیث کی تائید مسند احمد (۵/۲۲۶) میں ھلب طائی کی حدیث سے بھی ہوتی ہے لہٰذا یہ حدیث حسن درجہ سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔ نیز ابوداؤد (۷۵۹) میں طاؤس رحمہ اللہ کی مرسل روایت بھی موجود ہے جس کی سند صحیح ہے۔

دیوبندیوں کے مناظر مولوی امین اوکاڑوی کے نزدیک مرسل روایت صحیح ہوتی ہے

بلکہ وہ لکھتے ہیں: ''جب غلبہ خیر کے ان تینوں ادوار میں ارسال، تدلیس اور جہالت کوئی جرح ہی نہیں''۔ آگے لکھتا ہے: صدوق سیئ الحفظ صدوق یھم صدوق له اوھام ....ان بارہ طبقات میں سے پہلے نو طبقات تو وہ ہیں جن پر جرح مفسر ہے ہی نہیں اس لئے یہ راوی ہمارے ہاں مجروح نہیں ہیں'' (تجلیات ج ۲ ص ۹۵، ۹۷، ۹۸) نیز دیکھئے (تجلیات ج ۴ ص ۱۹، ۲۰)۔ دیوبندیوں کے مناظر کے نزدیک جرح کے ان الفاظ کے باوجود بھی ایسی جرح سے کوئی راوی مجروح نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا دیوبندی حضرات ایسے راویان حدیث پر خواہ مخواہ جرح کرکے اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کریں۔

الاستاذ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے مومل بن اسماعیل رحمہ اللہ کے متعلق ایک انتہائی علمی و تحقیقی مضمون بعنوان ''اثبات التعدیل فی توثیق مؤمل بن اسماعیل'' سپرد قلم کیا ہے اور جرح وتعدیل کے تمام اقول کو اکٹھا کر کے زبردست دلائل کے ساتھ ان کی توثیق ثابت کی ہے اور انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ''الحدیث شمارہ نمبر ۲۱''۔

اسی طرح انہوں نے سماک بن حرب رحمہ اللہ کے متعلق بھی اسی طرح کا ایک علمی مضمون بعنوان نصر الرب فی توثیق سماک بن حرب بھی لکھا ہے اور سماک بن حرب کو بھی ثقہ ثابت کیا ہے تفصیل کے لئے رجوع فرمائیں: ماہنامہ ''الحدیث حضرو شمارہ نمبر ۲۲''۔

اس تفصیلی بحث سے ثابت ہوا کہ تحت السرہ کا اضافہ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی کسی حدیث میں بھی ثابت نہیں ہے اور جن لوگوں نے یہ اضافہ کر کے لوگوں کو دھوکا دینے کی کوشش کی ہے انہیں اپنے اس مذموم فعل سے رجوع کرلیا چاہیئے۔ وہ بلاشبہ خود حنفی بنیں لیکن حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حنفی بنانے کی کوشش نہ کریں۔

سنن ابی داؤد کی ایک روایت میں تحریف

دیوبندی حضرات نے سنن ابی داؤد کی ایک روایت میں بھی اپنے مذموم مقصد کے لئے تحریف کر ڈالی جس کا علمی و تحقیقی جواب استاذ العلماء و شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود جنتی آف جلال پور پیروالا نے ''نعم الشہود علی تحریف الغالین فی سنن ابی داؤد'' میں دیا ہے۔ سنن ابوداؤد کی جس روایت میں تحریف کی گئی ہے پہلے اس روایت کا مطالعہ کرتے ہیں:

سنن أبي داود

تصنيف

أبي داود سليمان بن الأشعث السجستاني

(٢٠٢ - ٢٧٥هـ)

١٤٢٨ - حدثنا أحمد بن محمد بن حنبل، حدثنا محمد بن بكر، أخبرنا هشام، عن محمد، عن بعض أصحابه، أن أُبيَّ بن كعب أمَّهم - يعني في رمضان - وكان يقنت في النصف الآخر من رمضان.

١٤٢٩ - حدثنا شُجاع بن مَخْلَد، حدثنا هُشيم، أخبرنا يونس بن عُبيد، عن الحسن، أن عمر ابن الخطاب رضي الله عنه جمع الناس على أُبيِّ بن كعب فكان يصلِّي لهم عشرين ليلةً، ولا يقنت بهم إلا في النصف الباقي، فإذا كانت العشر الأواخر تخلَّف فصلَّى في بيته، فكانوا يقولون: أَبَقَ أُبيٌّ!. قال أبو داود: وهذا يدلُّ على أن الذي ذُكر في القنوت ليس بشيء، وهذان الحديثان يدلانِ على ضعف حديث أُبيٍّ: أن النبي ﷺ قنت في الوتر.

(عکس سنن ابی داؤد ص۲۲۲ طبع الریاض سعودی عرب)

سنن أبي داود

السنن للإمام الحافظ أبي داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق الأزدي السجستاني - رحمه الله

(٢٠٢ - ٢٧٥هـ)

دار السلام للنشر والتوزيع
الرياض

بَعْضِ أَصْحَابِهِ: أَنَّ أُبَيَّ بنَ كَعْبٍ أَمَّهُمْ يَعْنِي فِي رَمَضَانَ وكَانَ يَقْنُتُ فِي النِّصْفِ الآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

١٤٢٩- حَدَّثَنا شُجَاعُ بنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أخبرنا يُونُسُ بنُ عُبَيْدٍ عن الْحَسَنِ: أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ الله عَنْهُ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِينَ لَيْلَةً، وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ إِلَّا فِي النِّصْفِ البَاقِي. فَإِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ تَخَلَّفَ فَصَلَّىٰ فِي بَيْتِهِ، فَكَانُوا يَقُولُونَ: أَبَقَ أُبَيٌّ.

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذا يَدُلُّ عَلَىٰ أَنَّ الَّذِي ذُكِرَ فِي الْقُنُوتِ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَهٰذَان الْحَدِيثَانِ يَدُلَّانِ عَلَى ضُعْفِ حَدِيثِ أُبَيٍّ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَنَتَ فِي الْوِتْرِ.

(المعجم ٦) - باب في الدعاء بعد الوتر

(التحفة ٣٤٢)

(ترجمہ) ”جناب حسن بصری رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں جمع کیا تا کہ وہ لوگوں کو تراویح پڑھائیں۔ پس ابی بن کعب رضی اللہ عنہ انہیں بیس راتوں تک نماز پڑھاتے اور وہ قنوت صرف رمضان کے باقی نصف میں پڑھتے (یعنی جب نصف رمضان گزر جاتا تو قنوت پڑھنا شروع کر دیتے) اور جب آخری عشرہ ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ گھر چلے جاتے اور اپنے گھر میں نماز پڑھتے اور لوگ یہ کہتے کہ ابی رضی اللہ عنہ بھاگ گئے“

اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ''ابی بن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں کو بیس راتوں تک نماز تراویح پڑھاتے اور جب آخری عشرہ آتا تو وہ گھر چلے جاتے اور اپنے گھر میں نمازِ تراویح ادا فرماتے۔اس روایت میں ''عشرین لیلۃ'' یعنی ''بیس راتوں'' کا ذکر آیا ہے لیکن دیوبندی حضرات نے عشرین لیلۃ کو عشرین رکعۃ یعنی بیس رکعتیں کردیا ہے۔حالانکہ حدیث کا سیاق اس کا متحمل نہیں ہے۔جناب الشیخ سلطان محمود رحمہ اللہ اس روایت کی وضاحت ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

چوتھی شہادت:

روایت مذکورہ کے چوتھے جملے یعنی واذا کانت العشر الاواخر تخلف کا آغاز فائے تفریع وترتیب سے ہے اور ظاہر ہے کہ یہ جملہ دوسرے جملے یعنی فکان یصلی بھم عشرین لیلۃ پر مرتب ہے اور یہ ترتیب اس وقت صحیح ہوسکتی ہے جب اس جملہ میں لفظ لیلۃ ہی ہو اگر اس جملے میں لفظ رکعۃ ہو تو پھر ترتیب اور تفریع صحیح نہیں رہتے اور باوجود فائے تفریعیہ کے یہ عبارت بے جوڑ سی بن جاتی ہے۔

کما لا یخفی علی من له ادنی مما رسة بالعربیة

پانچویں شہادت

مولانا خلیل احمد صاحب حنفی سہارن پوری نے اپنی مشہور کتاب بذل المجہود فی حل ابی داؤد میں اس حدیث کو جب بغرض شرح لکھا ہے تو لفظ لیلۃ ہی کو ذکر کیا ہے اور اس پر اپنی شرح کی بنیاد رکھی ہے۔ان کی عبارت یہ ہے:

پس تھا ابی نماز پڑھاتا تھا ان کو بیس راتیں اور نہیں قنوت پڑھتا تھا مگر نصف باقی میں۔ظاہر یہ ہے کہ نصف باقی سے مراد درمیانی عشرہ ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ

وہ پہلے عشرہ میں قنوت نہ پڑھتا تھا اور دوسرے عشرے میں قنوت پڑھتا تھا۔ رہا تیسرا عشرہ تو اس میں مسجد میں آنے سے رک جاتا اور لوگوں سے الگ اپنے گھر ہی میں رہتا اور جب یہ عشرہ آتا تو مسجد میں نہ آتا اور گھر ہی میں نماز پڑھتا۔ تب لوگ کہتے تھے کہ ابی رضی اللہ عنہ بھاگ گیا۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ مولانا نے دوسرے علماء کے خلاف نصف باقی سے بیس راتوں کا آخری نصف یعنی درمیانہ عشرہ مراد لیا ہے حالانکہ باقی علماء نے بالخصوص شوافع نے النصف الباقی سے رمضان کا آخری عشرہ مراد لیا ہے اور مولانا کا یہ مراد لینا تب صحیح ہو سکتا ہے جب لفظ عشرین لیلۃ کا ہو اگر لفظ عشرین رکعۃ کا ہو تو پھر اس کا نصف باقی تو آخری دس رکعتیں ہوگی نہ کہ رمضان کا درمیانہ عشرہ اور غالباً مولانا نے یہ توجیہ اس لئے کی ہے کہ شوافع کا مذہب ہے کہ قنوت الوتر رمضان کے نصف آخر کے ساتھ خاص ہے اور وہ لوگ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ اب اس توجیہ سے یہ حدیث ان کا مستدل نہیں بن سکے گی۔ بہر حال اس کی توجیہ کچھ بھی ہو۔

پھر یہ بات بھی زیر غور رہنی چاہئے کہ امام ابوداؤد کی سنن کے نسخہ جات جو آپ کے شاگردوں نے آپ سے نقل کئے متعدد ہیں۔ جن میں سے زیادہ متعارف تین ہیں۔ ابو علی لولوئی کا نسخہ جو ہمارے بلاد میں مطبوع ہے اور ابن داسہ رحمہ اللہ کا اور ابن الاعرابی رحمہ اللہ کا۔ ان نسخوں میں اختلافات ہیں کہیں اختلافات لفظی اور کہیں الفاظ کی کمی بیشی یا روایات کی کمی زیادتی۔ اور ان اختلافات نسخ کو بالعموم شراح نے بیان کر دیا ہے اور خصوصاً مولانا خلیل احمد صاحب نے بھی۔ جیسا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث تحت السرہ والی کو ابن الاعرابی کے نسخہ سے نقل فرما دیا ہے۔ ان کی عبارت یہ ہے:

واعلم أنه كتب ههنا على الحاشية أحاديث من رواية ابن الأعرابي

فيناسب لنا أن نذكرها ثنا محمد بن محبوب البناني بنونين أبو عبدالله البصرى قال ثنا حفص بن غياث عن عبد الرحمن بن إسحاق الواسطى أبو شيبة ضعيف عن زياد بن زيد السوائي الأعصم بمهملنين الكوفي مجهول عن أبى حجيفة وهب بن عبدالله السوائي بضم المهملة والمد بكنية صحابى معروف صحب علياً رضی اللہ عنہ أن علياً قال من السنة وضع الكف على الكف فى الصلوة تحت السرة رواه أحمد و أبوداؤد و قال الشوكانى الحديث ثابت فى بعض نسخ أبى داؤد و هى نسخة ابن الأعرابى و لم يوجد فى غيرها الخ

(بذل المجہود ج۲ص۲۳)

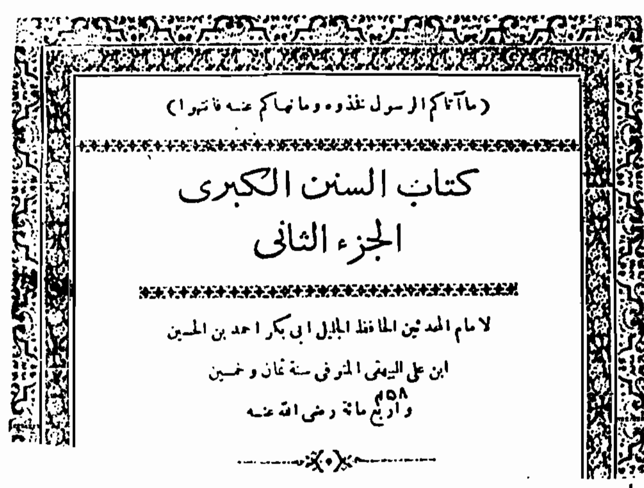
ملاحظہ ہو کہ کس طرح مولانا نے اس مقام پر دوسرے نسخے کی روایت اس جگہ بیان فرما کر اس کی شرح بھی کردی اور اپنے دلائل متعلقہ تحت السرۃ میں اس کو بھی پیش کردیا۔اب اگر حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی نسخوں کا اختلاف ہوتا اور کہیں بھی لفظ رکعۃ کا وجود ہوتا تو مولانا اپنے استدلال کی خاطر اس کا ذکر فرماتے اور اپنے مستدلات میں ایک دلیل بڑھا لیتے حالانکہ بیس ثابت کرنے کے لئے انہوں نے علامہ نیموی کی کتاب آثار السنن میں سے وہ روایتیں نقل کردیں جن کے جوابات کئی بار علماء حدیث دے چکے ہیں۔لیکن اس روایت کے بارے میں اشارہ تک نہیں فرمایا۔ان مذکورہ بالا شواہد سے واضح ہو جاتا ہے کہ اصل لفظ عشرین لیلۃ ہی ہے اور اس کو عشرین رکعۃ بنانا تحریف ہے۔

(نعم الشہود علی تحریف الغالین فی سنن ابی داؤد ص۴تا۷ طبع مکتبۃ السنۃ کراچی)

اس وضاحت سے ثابت ہوا کہ حدیث میں اصل الفاظ عشرین لیلۃ ہی ہیں اور دیوبندی حضرات نے اس روایت میں تحریف کر کے اسے عشرین رکعۃ بنانے کی کوشش کی ہے۔ عشرین لیلۃ کے روشن اور واضح دلائل ہم ابھی بیان کرتے ہیں:

① امام البیہقی رحمہ اللہ کی شہادت

سنن ابی داؤد کے تمام نسخوں میں عشرین لیلۃ ہی کے الفاظ ہیں اور امام ابوداؤد سے اس روایت کو نقل کرنے والے سب سے قدیم شخص امام البیہقی ہیں کہ جن کی وفات ۴۵۸ھ میں ہوئی۔ واضح رہے کہ امام ابوداؤد کی وفات ۲۷۵ھ میں ہوئی تھی۔



(ما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا)

كتاب السنن الكبرى
الجزء الثانى

لامام المحدثين الحافظ الجليل ابى بكر احمد بن الحسين
ابن على البيهقى المتوفى سنة ثمان و خمسين
و اربع مائة رضى الله عنه ۴۵۸ھ

﴿باب من قال لا يقنت فى الوتر الا فى النصف الاخير من رمضان﴾

﴿ انبأ ﴾ ابو على الروذبارى انبأ ابو بكر بن داسة ثنا ابو داود ثنا احمد بن حنبل ثنا محمد بن بكر انبأ هشام عن محمد هو ابن سيرين عن بعض اصحابه ان ابى بن كعب امهم يعنى فى رمضان و كان يقنت فى النصف الاخير من رمضان.

﴿ انبأ ﴾ ابو على الروذبارى انبأ ابو بكر ثنا ابو داود ثنا شجاع بن مخلد ثنا هشيم انبأ يونس بن عبيد عن الحسن ان عمر بن الخطاب رضى الله عنه جمع الناس على ابى بن كعب فكان يصلى بهم (۱) عشرين ليلة ولا يقنت بهم الا فى النصف الباقى (۲) فاذا كانت العشر الاواخر تخلف فصلى فى بيته فكانوا يقولون ابق ابى.

﴿ انبأ ﴾ ابو عبد الله الحافظ ثنا ابو العباس محمد بن يعقوب ثنا محمد بن اسحاق ثنا قبيصة بن عقبة ثنا سفيان عن ابى اسحاق عن الحارث عن على رضى الله عنه انه كان يقنت فى النصف الاخير من رمضان.

﴿ وانبأ ﴾ ابو عبد الله الحافظ و ابو بكر بن الحسن القاضى قالا ثنا ابو العباس محمد بن يعقوب ثنا العباس الدورى ثنا الحسن بن بشر ثنا الحكم بن عبد الملك عن قتادة عن الحسن قال امنا على بن ابى طالب فى زمن عثمان بن عفان رضى الله عنه عشرين ليلة ثم احتبس فقال بعضهم قد تفرغ لنفسه ثم امهم ابو حليمة معاذ القارى فكان يقنت.

(عکس السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۴۹۸ طبع حیدر آباد دکن ہند)

امام البیہقی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو امام ابوداؤد سے دو واسطوں سے نقل کیا ہے اور وہ اس روایت کو نقل کرنے والے سب سے قدیم شخص ہیں۔ اور ان کی روایت میں بھی عشرین لیلۃ

ہی کے الفاظ ہیں اور السنن الکبری کی تشریح کرنے والے ابن الترکمانی الحنفی نے اس روایت پر جرح کر کے اسے ضعیف قرار دیا اور فرمایا کہ اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے اور حسن بصری کی ملاقات عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے لہٰذا اس روایت میں انقطاع ہے لیکن انہوں نے عشرین لیلۃ کے الفاظ پر کوئی اختلافی بات ذکر نہیں کی جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس روایت میں اصل الفاظ عشرین لیلۃ ہی ہیں۔

۲ امام المنذری رحمہ اللہ کی شہادت

امام المنذری نے سنن ابی داؤد کا اختصار کیا ہے اور انہوں نے بھی اس روایت میں عشرین لیلۃ ہی کے الفاظ نقل کئے ہیں۔ امام منذری رحمہ اللہ نے ۶۵۶ ھ میں وفات پائی ہے

مختصر

سنن أبي داود

للحافظ المنذري

ومعالم السنن لأبي سليمان الخطابي

و

تهذيب الإمام ابن قيم الجوزية

الجزء الثاني

١٠٠٥ - ١٩٦١

تحقيق

أحمد محمد شاكر و محمد حامد الفقي

المكتبة الأثرية
جامع أهلحديث • بازغرخت • سانگلہ هل
پاکستان

وعن محمد ـ وهو ابن سيرين ـ عن بعض أصحابه : « أن أُبَيّ بن كعب أمَّهم ـ يعني في رمضان ـ وكان يقنت في النصف الآخر من رمضان » .

وعن الحسن ـ وهو البصري ـ : « أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه جمع الناس على أُبَيّ بن كعب ، فكان يصلي لهم عشرين ليلة ، ولا يقنت بهم إلا في النصف الباقي ، فإذا كانت العشر الأواخر تخلَّف فصلى في بيته ، فكانوا يقولون : أَبَقَ أُبَيٌّ »

قال أبو داود : وهذا يدل على أن الذي ذكر في القنوت ليس بشيء . وهذان الحديثان يدلان على ضعف حديث أُبَي : « أن النبي صلى الله عليه وسلم قنت في الوتر » . هذا آخر

---

(١) هو أحمد بن سعيد الدارمي ، شيخ البخاري ومسلم ، وأبو العباس : هو عندي محمد بن سحق السراج . من هامش المنذري .

(٢) التاريخ الكبير للبخاري ج ٤ ق ٢ ص ١٩٥ ـ ١٩٦

(عکس مختصر سنن ابی داؤد للحافظ المنذری ج۲ ص۱۲۶)

③ صاحب مشکوٰۃ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب العمری التبریزی (المتوفی ۷۳۷ھ) نے بھی مشکوٰۃ المصابیح میں سنن ابی داؤد سے اس روایت کو درج کیا ہے اور اس کتاب میں بھی عشرین لیلۃ ہی کے الفاظ ہیں:۔



تأليف

محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي

بتحقيق

محمد ناصر الدين الألباني

الجزء الاول

المكتب الإسلامي

الفصل الثالث

١٢٩٣ ـ (٦) عن الحسن: أنَّ عمرَ بنَ الخطاب جمعَ الناسَ على أُبيِّ بن كعبٍ، فكانَ يُصلي بهمْ عشرينَ ليلةً، ولا يقنُتُ بهمْ إلاَّ في النصف الباقي، فإذا كانت العشرُ الأواخرُ[1] تخلَّفَ[2] وصلَّى في بيته، فكانوا يقولونَ: أبقَ أُبَيٌّ. رواه أبو داود[3].

١٢٩٤ ـ (٧) وسُئلَ أنسُ بنُ مالكٍ عن القُنوتِ. فقالَ: قنتَ رسولُ اللهِ ﷺ بعدَ الركوعِ. [وفي روايةٍ: قبلَ الركوعِ][4] وبعدَه. رواه ابنُ ماجه[5].

(١) في مخطوطة الحاكم: الآخر.
(٢) كذا في مخطوطة الحاكم، وكذا هو في «السنن»، وفي المطبوعتين والمخطوطتين (يتخلف)، وعلى هامشها الاشارة الى أن في بعض النسخ (تخلف).
(٣) رقم (١٤٢٩) باسناد ضعيف، لأنه من رواية الحسن: ان عمر بن الخطاب ... وهذا منقطع.
(٤) سقطت من مخطوطة الحاكم، وهي ثابتة في سائر الاصول.
(٥) في «سننه» (١١٨٣/١١٨٤) باسنادين صحيحين، لكن الرواية الثانية ليست صريحة في الرفع، ولفظها: عن حميد، عن انس بن مالك، قال: سئل عن القنوت في صلاة الصبح؟ فقال: كنا نقنت قبل الركوع وبعده. أقول هذا متذكراً ما جاء في المصطلح ان قول الصحابي: كنا نفعل كذا، إنما هو في حكم المرفوع، ولكن المصنف رواه بالمعنى، وما أظن هذا سائغاً في التأليف.

(عکس مشکوٰۃ المصابیح ج۱ص۴۰۴ طبع بیروت)

④ علامہ زیلعی حنفی (المتوفی ۷۶۲ھ) نے بھی ہدایہ کی شرح نصب الرایۃ میں عشرین لیلۃ ہی کے الفاظ نقل کئے ہیں:

نصب الراية

لأحاديث الهداية

للإمام الحافظ البارع

العلامة جمال الدين أبي محمد عبد الله بن يوسف الحنفي الزيلعي

المتوفى سنة ٧٦٢ هـ

مع حاشيته النفيسة المهمة

" بغية الألمعي في تخريج الزيلعي "

تصحيح [illegible] • إدارة المجلس العلمي •

الجزء الثاني

دار نشر الكتب الإسلامية

شارع شيش محل، لاهور باكستان

إلى آخره ، سواء ، وقال : حديث صحيح على شرط الشيخين ، إلا أن إسماعيل بن عقبة خالفه محمد

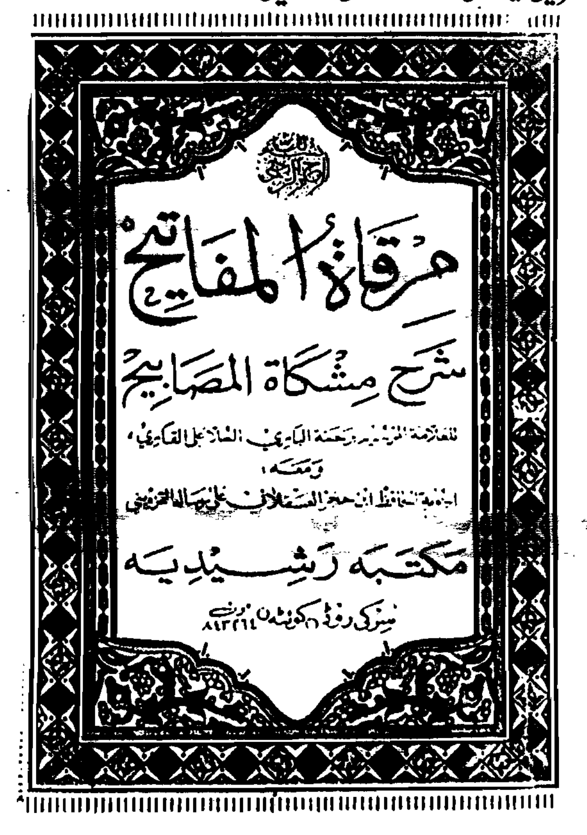
أحاديث الخصوم : وللشافعية في تخصيصهم القنوت بالنصف الأخير من رمضان حديثان :
الأول : أخرجه أبوداود [٢] عن الحسن أن عمر بن الخطاب جمع الناس ، على أبيّ بن كعب ، فكان يصلي بهم عشرين ليلة من الشهر "يعني رمضان"، ولا يقنت بهم ، إلا في النصف الثاني ، فاذا كان العشر الأواخر تخلف ، فصلى في بيته ، انتهى . وهذا منقطع ، فان الحسن لم يدرك عمر ، ثم هو فعل صحابي ، وأخرجه أيضاً عن هشام عن محمد بن سيرين عن بعض أصحابه أن أبيّ بن كعب ، أمّهم "يعني في رمضان" ، وكان يقنت في النصف الآخر من رمضان ، انتهى . وفيه مجهول ، وقال النووي في "الخلاصة" : الطريقان ضعيفان ، قال أبوداود : وهذان الحديثان يدلان على ضعف حديث أبيّ بن كعب أن النبي ﷺ قنت في الوتر ، انتهى . وهو منازع في ذلك .

الحديث الثاني : أخرجه ابن عدي في "الكامل" عن أبي عاتكة طريف بن سلمان عن أنس ، قال : كان رسول الله ﷺ يقنت في النصف من رمضان . إلى آخره ، انتهى . وأبو عاتكة ضعيف ، قال البيهقي : هذا حديث لا يصح إسناده .

(عکس نصب الرایۃ ج ۲ ص ۱۲۶ دار نشر الکتب الاسلامیۃ لاہور)

علامہ زیلعی حنفی (المتوفی ۷۶۲ھ) محقق عالم ہیں اور انہوں نے عشرین لیلۃ والی روایت نقل کر کے اس پر جرح بھی کی اور اسے منقطع روایت قرار دیا ہے لیکن انہوں نے عشرین رکعۃ پر کوئی گفتگو نہیں کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کے نزدیک بھی عشرین لیلۃ کے الفاظ ہی درست ہیں۔

⑤ ملا علی قاری حنفی (المتوفی ۱۰۱۴ھ) نے مشکاۃ المصابیح کی شرح لکھی ہے اور اس کتاب میں انہوں نے عشرین لیلۃ ہی کے الفاظ نقل کیے ہیں۔



الفصل الثالث

١٢٩٣ ـ عن الحسن رضي الله عنه، أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه، جمع الناس على أبي بن كعب، فكان يصلي بهم عشرين ليلةٍ، ولا يقنت بهم إلا في النصف الباقي، فإذا كانت العشر الأواخر تخلف فصلى في بيته، فكانوا يقولون: أبق أبيٌّ. رواه أبو داود[1].

يتذكر، فلا يكون مع شيء من العقل، وبما قدمناه إلى هنا يقطع بأن القنوت لم يكن سنة

الفصل الثالث

١٢٩٣ ـ (عن الحسن): أي البصري (أن عمر بن الخطاب، جمع الناس): أي: الرجال، وأما النساء فجمعهن على سليمان بن أبي حثمة كما سيأتي (على أبي بن كعب): وسيأتي بيانه في أول الفصل الثالث من الباب الذي يلي هذا الفصل، (فكان): أي: أبي (يصلي لهم عشرين ليلة): وفي رواية ابن الهمام: من الشهر يعني من رمضان (ولا يقنت بهم): أي: فيٌّ الوتر، ولعله مقيد بالدعاء على الكفار لما مر بسند صحيح أو حسن، عن عمر رضي الله عنه، أن السنة إذا انتصف رمضان أن يلعن الكفرة في الوتر، ثم وجه الحكمة في اختيار النصف الأخير يحتمل أن يكون تفاؤلاً بزوالهم وانتقالهم من محالهم وانتقاصهم، كما اختير النصف الأخير من كل شهر للحجامة والفصد من خروج الدم لخروج المرض وزوال العاهة. (إلا في النصف الباقي): أي: الأخير، وفي رواية ابن

(١) حديث ضعيف. من مراسيل الحسن رواه أبو داود في الصلاة باب (٣٤٠) رقم (١٤٢٩).

(عکس مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ج ۳ ص ۳۶۵ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

یہ تحریف کب ہوئی؟ کس نے کی؟

کیوں کی؟

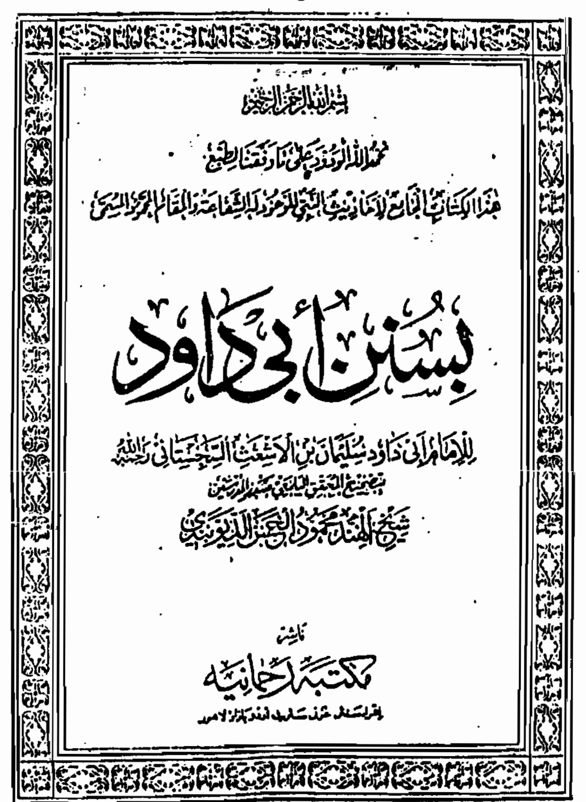
مولانا سلطان محمود صاحب رحمہ اللہ تحریف کے متعلق لکھتے ہیں:

”ہند میں ۱۳۱۸ھ تک جتنے نسخے سنن کے مطبوع ہوئے ان سب کے سب میں عشرین لیلۃ ہی مطبوع ہے۔ اور کسی قسم کا کوئی اشارہ نسخوں کے اختلاف کا نہیں ہے۔ البتہ جب مولانا محمود حسن کے حواشی کے ساتھ سنن کو چھپوایا گیا تو ناشرین

نے خود یا کسی کے مشورہ سے متن میں لیلۃ اور اس کے اوپر ن کا نشان دے کر حاشیہ پر رکعۃ لکھ دیا۔ اس کے بعد جب مولانا فخر الحسن کے حواشی کے ساتھ طبع کرایا گیا تو اس میں متن میں رکعۃ لکھا اور اس کے اوپر ن کا نشان کے کر حاشیہ پر لیلۃ لکھ دیا۔ تا کہ یہ تأثر عام ہو جائے کہ یہاں نسخوں کا اختلاف ہے اسی طرح بذل المجہود کے ساتھ سنن ابی داؤد کی طبع کے وقت متن میں لیلۃ لکھا اور اوپر ن کا نشان دے کر حاشیہ پر رکعۃ لکھا اور اس کے ساتھ یہ عبارت لکھ دی: کذا فی نسخۃ مقروء ۃ علی الشیخ مولانا محمد اسحٰق رحمہ اللہ تعالیٰ۔ بغیر اس وضاحت کے کہ یہ عبارت کس کی ہے۔ اس نسخہ کو کس نے دیکھا تھا اور کہاں دیکھا تھا اور اب وہ نسخہ کہاں ہے؟ یہ یاد رہے کہ یہ عبارت مولانا کی شرح کی عبارت میں نہیں بلکہ اصل کتاب یعنی سنن ابی داؤد کے حاشیہ پر لکھی گئی ہے۔ پس یہ عبارت مجہول القائل ہونے کی بناء پر ناقابل اعتماد ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس پوری کی پوری کاروائی سے یہ تأثر دینا مقصود تھا کہ سنن ابی داؤد کے بعض نسخوں میں عشرین رکعۃ موجود ہے تا کہ اس حدیث کو بیس رکعات تراویح کے ثبوت میں پیش کیا جا سکے۔ لیکن شواہد کے ہوتے ہوئے اس کاروائی کو ایک قسم کی تدلیس اور تلبیس نہ سمجھا جائے تو کیا کہا جائے۔ اگر کوئی کم فہم یہ شبہ پیدا کرنے کی کوشش کرے کہ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایسے علماء کے نام پر اور ان کے حواشی کے ساتھ کتابیں چھپوائی جائیں اور ان کتابوں میں ایسی تحریف کی جائے اور وہ خود یا ان کے شاگرد جو بڑے بڑے علماء ہیں، اس پر خاموش رہیں۔ (نعم الشہود ص ۷، ۸)

متن میں لیلۃ اور حاشیہ میں رکعۃ کے

الفاظ



بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله الودود على ما وفقنا للطبع

هذا الكتاب الجامع لاحاديث النبي المحمود له الشفاعة والمقام المحمود المسمى

بسنن ابي داود

للامام ابي داود سليمان بن الاشعث السجستاني رحمه الله

بتصحيح [illegible]

شيخ الهند محمود الحسن الديوبندي

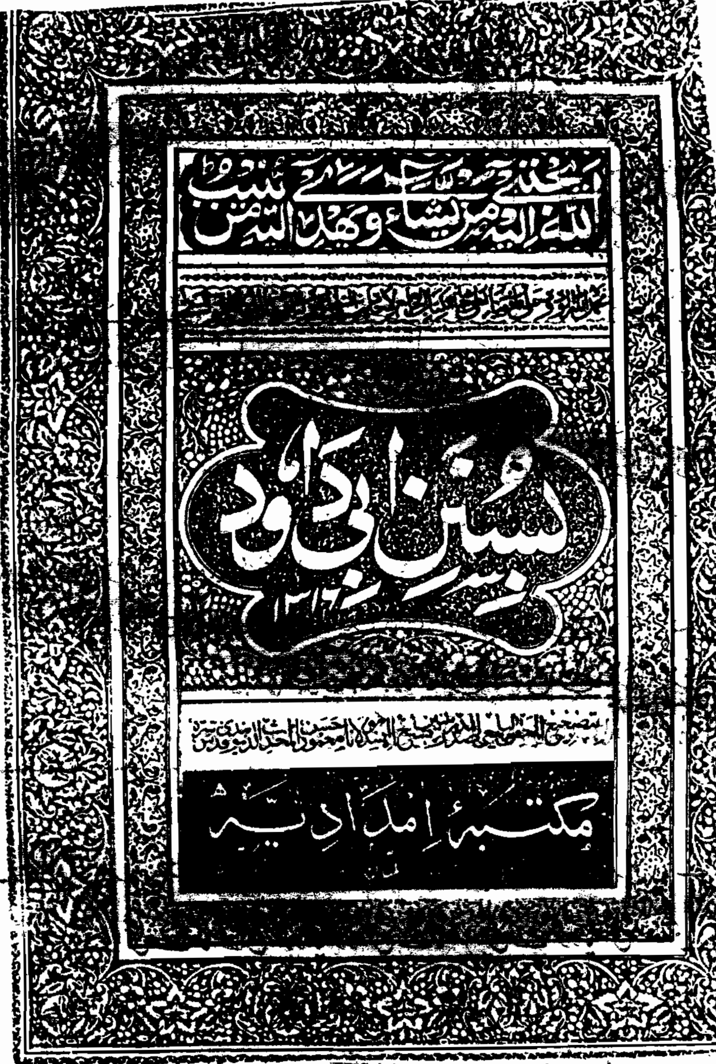
ناشر

مكتبه رحمانيه

اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

حفص بن غياث عن مسعر عن زبيد فانه قال في حديثه انه قنت قبل الركوع قال ابو داود وليس هو بالمشهور من
حديث حفص نخاف ان يكون عن حفص عن غير مسعر قال ابو داود ويروى ان ابيا كان يقنت في النصف من شهر
رمضان ١٤٢٨ حدثنا احمد بن محمد بن حنبل نا محمد بن بكر انا هشام عن محمد عن بعض اصحابه ان ابي بن كعب امهم
يعني في رمضان وكان يقنت في النصف الآخر من رمضان ١٤٢٩ حدثنا شجاع بن مخلد نا هشيم انا يونس بن عبيد
عن الحسن ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه جمع الناس على ابي بن كعب فكان يصلي لهم عشرين ليلة ولا يقنت بهم

حفص بن غياث عن مسعر عن زبيد فانه قال في حديثه انه قنت قبل الركوع قال ابو داود وليس هو بالمشهور من
حديث حفص نخاف ان يكون عن حفص عن غير مسعر قال ابو داود ويروى ان ابيا كان يقنت في النصف من شهر
رمضان ١٤٢٨ حدثنا احمد بن محمد بن حنبل نا محمد بن بكر انا هشام عن محمد عن بعض اصحابه ان ابي بن كعب امهم
يعني في رمضان وكان يقنت في النصف الآخر من رمضان ١٤٢٩ حدثنا شجاع بن مخلد نا هشيم انا يونس بن عبيد
عن الحسن ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه جمع الناس على ابي بن كعب فكان يصلي لهم عشرين ليلة ولا يقنت بهم

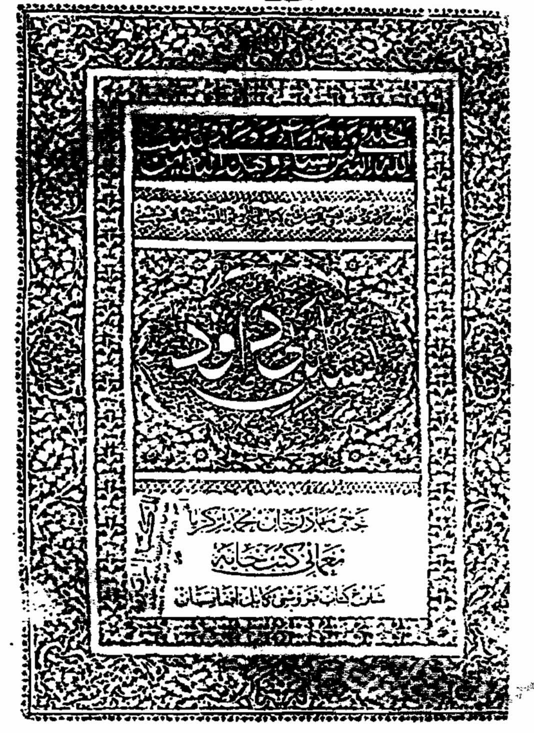


النصف من شهر رمضان حدثنا احمد بن محمد بن حنبل نا محمد بن بكر انا هشام عن محمد عن بعض اصحابه ان
ابي بن كعب امهم يعني في رمضان وكان يقنت في النصف الآخر من رمضان حدثنا شجاع بن مخلد نا هشيم
انا يونس بن عبيد عن الحسن ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه جمع الناس على ابي بن كعب فكان يصلي
لهم عشرين ليلة ولا يقنت بهم الا في النصف الباقي فاذا كانت العشر الاواخر تخلف فصلى في بيته فكانوا
يقولون ابق ابي قال ابو داود وهذا يدل على ان الذي ذكر في القنوت ليس بشيء وهذان الحديثان
يدلان على ضعف حديث ابي ان النبي صلى الله عليه وسلم قنت في الوتر **باب في الدعاء بعد**
الوتر حدثنا عثمان بن ابي شيبة نا محمد بن ابي عبيدة نا ابي عن الاعمش عن طلحة الايامي عن ذر
عن سعيد بن عبد الرحمن بن ابزى عن ابيه عن ابي بن كعب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا

النصف من شهر رمضان حدثنا احمد بن محمد بن حنبل نا محمد بن بكر انا هشام عن محمد عن بعض
اصحابه ان ابي بن كعب امهم يعني في رمضان وكان يقنت في النصف الآخر من رمضان حدثنا شجاع بن مخلد نا هشيم
انا يونس بن عبيد عن الحسن ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه جمع الناس على ابي بن كعب فكان يصلي
لهم عشرين ليلة ولا يقنت بهم الا في النصف الباقي فاذا كانت العشر الاواخر تخلف فصلى في بيته فكانوا
يقولون ابق ابي قال ابو داود وهذا يدل على ان الذي ذكر في القنوت ليس بشيء وهذان الحديثان
يدلان على ضعف حديث ابي ان النبي صلى الله عليه وسلم قنت في الوتر باب في الدعاء بعد
الوتر حدثنا عثمان بن ابي شيبة نا محمد بن ابي عبيدة نا ابي عن الاعمش عن طلحة الايامي عن ذر
عن سعيد بن عبد الرحمن بن ابزى عن ابيه عن ابي بن كعب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا

النصف من شهر رمضان حدثنا احمد بن محمد بن حنبل نا محمد بن بكر انا هشام عن محمد عن بعض
اصحابه ان ابي بن كعب امهم يعني في رمضان وكان يقنت في النصف الآخر من رمضان حدثنا شجاع بن مخلد نا هشيم
انا يونس بن عبيد عن الحسن ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه جمع الناس على ابي بن كعب فكان يصلي
لهم عشرين ليلة ولا يقنت بهم الا في النصف الباقي فاذا كانت العشر الاواخر تخلف فصلى في بيته فكانوا
يقولون ابق ابي قال ابو داود وهذا يدل على ان الذي ذكر في القنوت ليس بشيء وهذان الحديثان
يدلان على ضعف حديث ابي ان النبي صلى الله عليه وسلم قنت في الوتر باب في الدعاء بعد
الوتر حدثنا عثمان بن ابي شيبة نا محمد بن ابي عبيدة نا ابي عن الاعمش عن طلحة الايامي عن ذر
عن سعيد بن عبد الرحمن بن ابزى عن ابيه عن ابي بن كعب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا

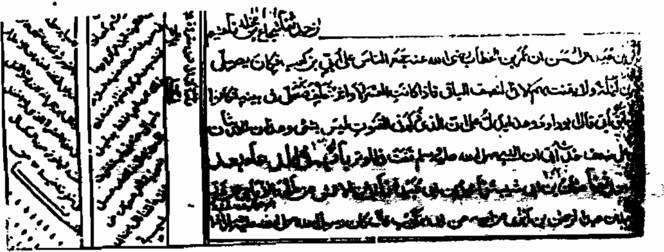
مکتبہ رحمانی لاہور اور مکتبہ امدادیہ ملتان دونوں نے سنن ابی داؤد کو دیوبندیوں کے شیخ الہند محمود الحسن نے حواشی کے ساتھ طبع کروایا اور اس کے ناشرین نے خود یا کسی مولوی کے مشورہ سے حاشیہ پر رکعۃ کا لفظ بھی بطور نسخہ کے لکھ دیا تا کہ مطالعہ کرنے والا اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جائے کہ نسخوں کی اختلاف کی وجہ سے کسی نسخہ میں لیلۃ ہے اور کسی نسخہ میں رکعۃ کے الفاظ ہیں۔ کابل افغانستان کے نعمانی کتب خانہ نے بھی مکتبہ امدادیہ کا عکس شائع کیا ہے:



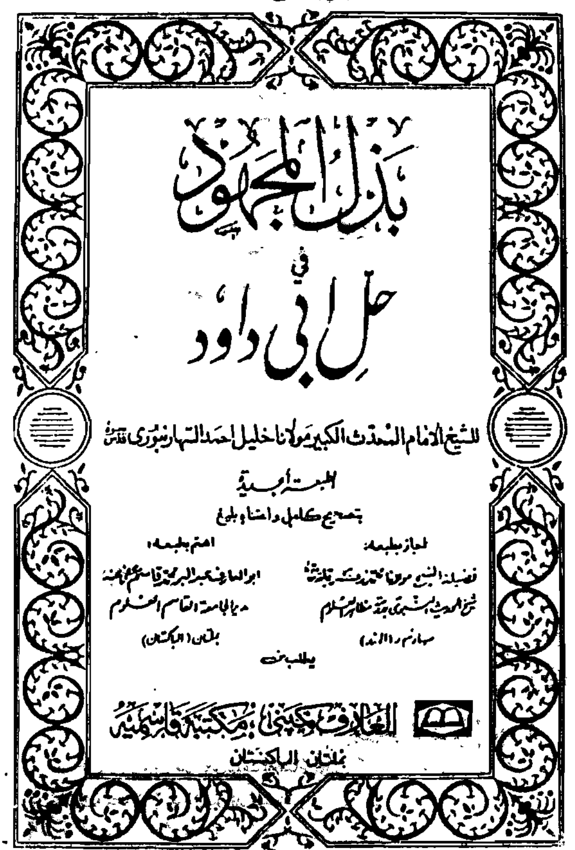
سنن أبي داود

نعمانی کتب خانه

شارع کتاب فروشی کابل افغانستان



حقوق الطبع محفوظ



بذل المجهود في حل أبي داود

للشيخ الإمام المحدث الكبير مولانا خليل أحمد السهارنفوري قدس سره

بتصحيح كامل واعتناء بليغ

لجاز بطبعه:
فضيلة الشيخ مولانا محمد زكريا الكاندهلوي
شيخ الحديث بالجامعة مظاهر العلوم
سهارنفور (الهند)

اهتم بطبعه:
أبو المعارف عبد الرحمن قاسمي
مدير الجامعة القاسمية العلوم
ملتان (الباكستان)

يطلب من
العارف كمپني / مكتبة قاسمية
ملتان الباكستان

وحديث زبيد رواه سليمان الأعمش وشعبة وعبد الملك بن أبي سليمان وجرير بن حازم كلهم عن زبيد لم يذكر أحد منهم القنوت إلا ما روي عن حفص بن غياث عن مسعر عن زبيد فإنه قال في حديثه إنه قنت قبل الركوع قال أبو داود وليس هو بالمشهور من حديث حفص نخاف أن يكون عن حفص عن غير مسعر قال أبو داود ويروى أن أبيًا كان يقنت في النصف من شهر رمضان حدثنا أحمد بن محمد بن حنبل نا محمد بن بكر أنا هشام عن محمد عن بعض أصحابه أن أبي بن كعب أمهم يعني في رمضان وكان يقنت في النصف الآخر من رمضان حدثنا شجاع بن مخلد نا هشيم أنا يونس بن عبيد عن الحسن أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه جمع الناس على أبي بن كعب فكان يصلي لهم عشرين ليلة ولا يقنت بهم إلا في النصف الباقي فإذا كانت العشر الأواخر تخلف فصلى في بيته فكانوا يقولون أبق أبي قال أبو داود وهذا يدل على أن الذي ذكر في القنوت ليس بشيء وهذان الحديثان...

(عکس بذل المجہود جلد ۲ ص ۳۲۸، ۳۲۹ طبع العارف کمپنی مکتبہ قاسمیہ ملتان)

مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے عشرین رکعۃ کا ابوداؤد کی شرح بذل المجہود میں کوئی ذکر نہیں

کیا بلکہ وہ صرف عشرین لیلۃ کا ہی ذکر کرتے ہیں اور انہی الفاظ کی وہ شرح بھی بیان کرتے ہیں اور اس روایت پر انہوں نے جرح بھی کی ہے لیکن بذل المجہود کے ناشرین نے حاشیہ پر زبردستی نسخہ کے طور پر رکعۃ کے الفاظ لکھ دیئے ہیں۔ حالانکہ مولانا موصوف نے تحت السرہ والی روایت کے تحت نسخوں کے اختلاف کا بھی ذکر کیا ہے لیکن عشرین رکعۃ کے کسی اختلاف کا موصوف کو علم نہ تھا ورنہ وہ اس نکتہ پر بھی بحث کرتے ہیں۔

مولانا محمد عاقل صاحب تلمیذ مولانا محمد زکریا صاحب نے وضاحت کی ہے کہ مولانا احمد علی سہارنپوری یہ نسخہ (جس میں رکعۃ) کے الفاظ ہیں انہوں نے مکہ مکرمہ میں شاہ محمد اسحق صاحب سے پڑھا تھا اور اسے نقل کر کے حجاز سے یہاں لائے تھے ملاحظہ فرمایئے:



الدر المنضود علی سنن ابی داود

یعنی

تقریر ابوداؤد شریف

مولانا محمد عاقل صاحب ... مظاہر علوم

شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث قدس سرہ

مکتبۃ الشیخ ۳/۴۴۵ بہادر آباد کراچی

عن الحسن ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمع الناس علی ابی بن کعب فکان یصلی لہم
عشرین لیلۃ رکعات تراویح کے بیان میں گذر چکا کہ یہاں ابوداؤد کے بعض نسخ میں عشرین لیلۃ کے بجائے
عشرین رکعۃ ہے اور یہ وہ نسخہ ہے جس کو حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری حجاز سے نقل کرکے
یہاں لائے تھے اور اسی نسخہ میں انہوں نے مکہ مکرمہ میں حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا تھا۔
ولا یقنت بہم الا فی النصف الباقی. حضرت ابی لوگوں کو صرف بیس روز تک تراویح پڑھاتے تھے اور بیس
میں سے صرف نصف باقی میں وتر مع القنوت پڑھاتے تھے اور نصف اول یعنی شروع رمضان سے پندرہ تاریخ
تک قنوت فی الوتر نہیں پڑھتے تھے بلکہ نصف باقی یعنی پندرہ سے بیس تک پڑھتے تھے (کذا فی المنہل) اور حضرت
نے بذل میں بیس دن کی تنصیف کی ہے یعنی دس روز (عشرۂ اولیٰ) میں نہیں پڑھتے تھے اور نصف باقی یعنی عشرۂ
ثانیہ میں قنوت پڑھتے تھے۔ اور پھر تیسرے عشرہ میں تو چلے ہی جاتے تھے تراویح بھی مسجد میں نہ پڑھاتے تھے۔
قال ابوداؤد ..... وھذا ن الحدیثان یدلان علی ضعف حدیث ابی الخ قنوت فی الوتر کے بارے
میں ابی بن کعب کی حدیث کو حنفیہ تو ثابت وصحیح مانتے ہیں اور اس سے پورے سال قنوت فی الوتر کو ثابت کرتے
ہیں۔ لیکن مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی تضعیف کے درپے ہیں وہ اس طرح کہ یہ حدیث ابی جو کہ مرفوع ہے اگر

لہ اسپر ابن الترکمانی نے اعتراض کیا کہ تعجب ہے مصنف نے خود ابھی قریب میں فطر بن خلیفہ کی روایت زبید سے نقل کی جس میں ذکر قنوت تو حجب ۱۲

(عکس الدر المنضود علی سنن ابی داؤد جلد ۲ ص: ۵۹۴)۔

مولانا احمد علی سہارنپوری سے یہ نسخہ کس کس نے دیکھا اور ان سے اس بات کو کس نے روایت کیا اور یہ نسخہ سہارنپور اور حجاز میں کس مقام پر موجود ہے۔ اس کی وضاحت کی ضرورت ہے اگر واقعی کوئی ایسا قابل اعتبار نسخہ موجود ہے کہ جس کی بنیاد پر رکعۃ کے الفاظ کا دعوٰی کیا جا رہا ہے تو ایسے نسخہ کو اب تک سامنے آ جانا چاہیئے ورنہ سمجھا جائے گا کہ یہ بے بنیاد دعوٰی ہے اور جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ والی روایت میں دیوبندیوں نے تحت السرہ کا اضافہ کیا تھا لیکن اس کا وہ کوئی ثبوت آج تک پیش نہیں کر سکے۔ اسی طرح عشرین رکعۃ کا بھی یہ حضرات ثبوت پیش نہیں کر سکے ہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ''چور چوری سے جائے لیکن ہیرا پھیری سے نہ جائے''۔

اور اس تمام کاروائی کے بعد جب سنن ابی داؤد مولانا فخر الحسن گنگوہی کے حواشی کے ساتھ طبع ہو کر آئی تو اس میں متن میں رکعۃ اور حاشیہ میں نسخہ کے طور پر لیلۃ کا لفظ لکھا گیا۔

اسے کہتے ہیں ہاتھ کی صفائی۔ یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے؟

متن میں رکعۃ اور حاشیہ میں لیلۃ کے الفاظ



يعني في رمضان وكان يقنت في النصف الآخر من رمضان حدثنا شجاع بن مخلد نا هشيم انا يونس بن
عبيد عن الحسن ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه جمع الناس على ابي بن كعب فكان يصلي لهم عشرين ليلة ولا
يقنت بهم الا في النصف الباقي فاذا كانت العشر الاواخر تخلف فصلى في بيته فكانوا يقولون ابق ابي قال
ابو داود وهذا يدل على ان الذي ذكر في القنوت ليس بشيء وهذان الحديثان يدلان على ضعف حديث ابي
ان النبي صلى الله عليه وسلم قنت في الوتر باب في الدعاء بعد الوتر حدثنا عثمان بن ابي شيبة نا محمد
ابن ابي عبيدة نا ابي عن الاعمش عن طلحة الايامي عن ذر عن سعيد بن عبد الرحمن بن ابزى عن ابيه عن ابي
بن كعب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سلم في الوتر قال سبحان الملك القدوس
حدثنا محمد بن عوف نا عثمان بن سعيد عن ابي غسان محمد بن مطرف المدني عن

(عکس سنن ابی داؤد مع حاشیہ التعلیق المحمود ص ۲۰۲)

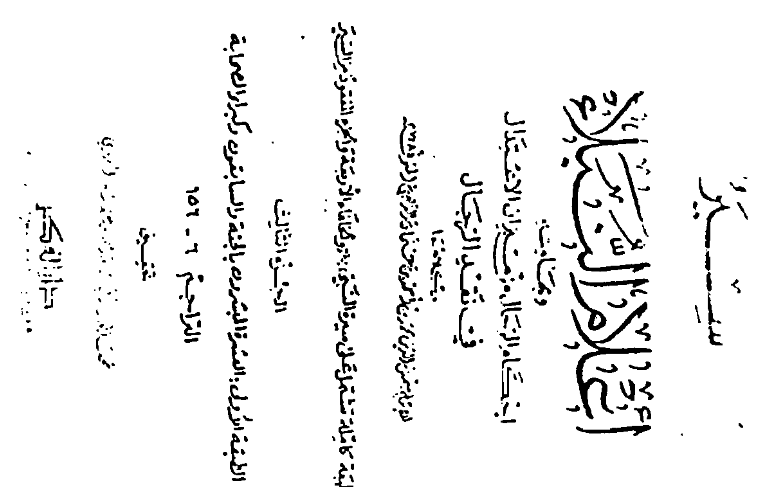
اس کے بعد جب سنن ابی داؤد کو شائع کیا گیا تو متن میں رکعۃ کے الفاظ داخل کر دیئے گئے
اور حاشیہ سے عشرین لیلۃ کے الفاظ کو غائب کر دیا گیا۔ ملاحظہ فرمائیں



ان ابی بن کعب امهم یعنی فی رمضان وکان یقنت فی النصف الآخر من رمضان حدثنا شجاع بن مخلد
نا هشیم انا یونس بن عبید عن الحسن ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه جمع الناس علی ابی بن کعب
یصلی لهم عشرین رکعة ولا یقنت بهم الا فی النصف الباقی فاذا کانت العشر الاواخر تخلف فصلی فی بیته
یقولون ابق ابی قال ابو داؤد وهذا یدل علی ان الذی ذکر فی القنوت لیس بشیء وهذان الحدیثان یدلان علی
ضعف حدیث ابی ان النبی صلی الله علیه وسلم قنت فی الوتر باب فی الدعاء بعد الوتر حدثنا عثمان بن ابی
نا محمد بن ابی عبیدة نا ابی عن الاعمش عن طلحة الایامی عن ذر عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیه
ابن کعب قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا سلم فی الوتر قال سبحان الملك القدوس حدثنا
محمد بن عوف نا عثمان بن سعید عن ابی غسان محمد بن مطرف المدنی عن زید بن اسلم عن

ان تمام دلائل سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ اصل حدیث میں عشرین لیلۃ ہی کے الفاظ ہیں اور دیوبندیوں کے ہاتھوں کی صفائی کے باوجود بھی وہ عشرین لیلۃ کو بدلنے میں کامیاب نہیں ہو سکے ہیں اور آگے "قول فیصل" میں اس حقیقت کو مزید واشگاف کیا گیا ہے۔

سیر اعلام النبلاء کا حوالہ



وفي منتخ أبي داود: يونس بن عبيد، عن الحسن أن عمر بن الخطاب جمع الناس على أبي بن كعب في قيام رمضان، فكان يصلي بهم عشرين ركعة(٢).

وقد كان أبيٌّ التقط صرةً فيها مائة دينار، فعرّفها حولاً وتملكها، وذلك في الصحيحين(٣).

---

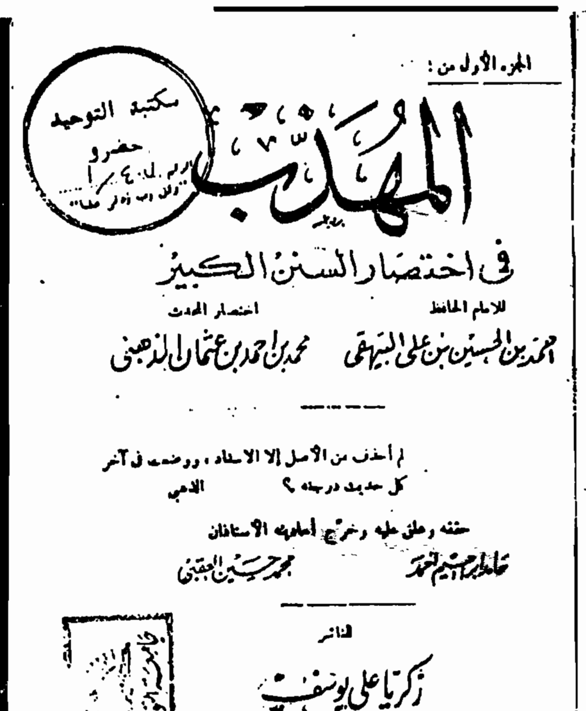
(١) «تاريخ دمشق» لابن عساكر (٢/ ٣٣١) بمعناه. وهو عند الفسوي في «تاريخه» (٢/ ٤٨٧).

(٢) ورواه أبو داود في الصلاة (١٤٢٨) و (١٤٢٩) باب (٣٤٠) القنوت في الوتر. بإسنادين فيهما ضعف. ورواه عبد الرزاق في «مصنفه» (٧٧٣٠) بإسناد لا بأس به.

(٣) الخبر بتمامه وبطوله رواه أحمد في مسنده (٢١٢٢٤/٢١٢٢٨/٨) بألفاظ متقاربة. وهو في البخاري في اللقطة (٢٤٢٦) باب (١) إذا أخبره رب اللقطة بالعلامة دفع إليه. وطرفه في (٢٤٣٧) ورواه مسلم في اللقطة (١٧٢٣) وأبو داود في اللقطة أيضاً (١٠٧١) باب (١) التعريف باللقطة والترمذي في الأحكام (١٣٧٤) باب (٣٥) ما جاء في اللقطة وضالة الإبل.

علامہ ذہبی (المتوفی: ۷۴۸ھ) نے سنن ابی داؤد کے حوالہ سے ابی بن کعب کی روایت کو نقل کیا ہے اور اس میں انہوں نے عشرین رکعۃ کے الفاظ نقل کئے ہیں اگر یہ تحریف نہیں ہے تو علامہ ذہبی کو یہاں نقل میں غلطی لگی ہے کیونکہ انہوں نے اپنی دوسری کتاب المہذب میں عشرین لیلۃ ہی نقل کیا۔ المہذب کا فوٹو آگے آرہا ہے۔ سیر اعلام النبلاء کے محقق نے بھی اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور مصنف عبدالرزاق کی روایت کی سند کو لا بأس بہ کہہ کر صحیح قرار دیا ہے۔ یہ روایت آگے آرہی ہے۔

المہذب کا حوالہ


الجزء الأول من :
المهذب
في اختصار السنن الكبير
للامام الحافظ احمد بن الحسين بن علي البيهقي
اختصار المحدث محمد بن احمد بن عثمان الذهبي
لم أحذف من الأصل إلا الاسناد ، ووضعت في آخر كل حديث درجته ؟ الذهبي
حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه الأستاذان
حامد إبراهيم أحمد محمد حسين العقبي
الناشر
زكريا علي يوسف
مطبعة الإمام ١٢ شارع قرقول المنشية بالقلعة بمصر

علمني رسول الله صلى الله عليه وسلم ، اللهم اهدني إلى آخره ، وكان يقولها في القنوت في الوتر .

﴿ من قال يقنت في النصف الاخير من رمضان فقط ﴾

أثر : (د) هشام بن حسان عن محمد عن بعض أصحابه أن أبيّ بن كعب أمهم (يعني في رمضان) وكان يقنت في النصف الآخر من رمضان

أثر : (د) يونس بن عبيد عن الحسن أن عمر جمع الناس على أبيّ فكان يصلي بهم عشرين ليلة ولا يقنت بهم الا في النصف الثاني ، فإذا كان العشر الاواخر تخلف فصلى في بيته فكانوا يقولون أبق أبي

أثر : الثوري عن أبي اسحاق عن الحارث عن علي أنه كان يقنت في النصف الأخير من رمضان

أثر : الحكم بن عبد الملك عن قتادة عن الحسن قال : أمنا علي في زمن عثمان عشرين ليلة ثم احتبس ، فقال بعضهم قد تفرغ لنفسه ، ثم أمهم أبو حليمة معاذ القارئ ، فكان يقنت .

قلت : الحكم ضعيف

أثر : حماد عن أيوب عن نافع أن ابن عمر كان لا يقنت في الوتر الا في النصف الاواخر من رمضان

أثر : سلام بن مسكين : كان ابن سيرين يكره القنوت في الوتر الا في النصف الاواخر من رمضان

أثر : هشام ثنا قتادة قال : القنوت في النصف الاواخر من رمضان

أثر : الوليد بن مزيد قال : سئل الاوزاعي عن القنوت في شهر رمضان فقال : أما مساجد الجماعة فيقنتون من أول الشهر الى آخره ، وأما أهل المدينة فإنهم يقنتون في النصف الباقي

۲۲۲۰ — غسان بن عبيدة ثنا أبو عاتكة عن أنس : كان رسول الله ﷺ

(فوٹو المهذب ص۴۶۴ ج۱)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی بیس راتوں (عشرین لیلۃ) تک ہی تراویح پڑھایا کرتے تھے اور اسی صفحہ پر دوسرے اثر کے مطابق وہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی بیس راتوں (عشرین لیلۃ) تک ہی تراویح کی نماز پڑھایا کرتے تھے۔ ان دونوں مقامات پر عشرین لیلۃ ہی کے الفاظ موجود ہیں۔

جامع المسانید والسنن کا حوالہ

جامع المسانيد والسنن

الهادي لأقوم سنن

للإمام الحافظ المحدث المؤرخ الثقة

عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر

ابن كثير القرشي الدمشقي الشافعي

٧٠٠-٧٧٤هـ

الجزء الأول

مشتمل

أبي اللحم - أيوب بن بشير

وثّق أصوله وخرّج حديثه وعلّق عليه

الدكتور عبد المعطي أمين قلعجي

دار الفكر — دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

حديث آخر: أنَّ سَمُرَةَ وعمران بنَ حُصَينٍ تذاكروا... الحديث في ترجمة قتادة، عن الحسنِ، عن سَمُرَةَ[1]. وفي ترجمة يونس [بن عبيد]، عن الحسنِ، عن سَمُرَةَ.

٦ - حديث آخر: أنّ عمرَ جمعَ النّاسَ على أُبيّ، فكانَ يُصلّي بهم عشرين رَكْعَةً. الحديث بصفة الأشربة... ١١٠. [رواه] أبو داود، عن شجاع بن مَخْلَدٍ، عن هُشَيم، عن يونس ابن عُبيدٍ، عن الحسنِ، عن أُبيّ[2].

(١) سيأتي في مسند سمرة.

(٢) الحديث في سنن أبي داود (١٤٢٩)، ونصه: أن عمر بن الخطاب جمع الناس على أبي بن كعب فكان يصلي لهم عشرين ليلة ولا يقنت بهم إلا في النصف الباقي فإذا كانت العشر الأواخر تخلف فصلى في بيته، فكانوا يقولون: أبق أُبي.

(٣) أخرجه ابن ماجة في: ٦- كتاب الجنائز (٦٥) باب ذكر وفاته ودفنه ﷺ، الحديث (١٦٣٣). وقال في الزوائد: إسناده صحيح على شرط مسلم، إلا أنه منقطع بين الحسن وأُبي، يدخل بينهما يحيى بن ضمرة.

(٤) سيأتي. (٥) سيأتي.

(فوٹو جامع المسانید والسنن ج۱ ص۲۹)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی جامع المسانید والسنن (ج۱ ص۲۹) میں عشرین رکعۃ کے الفاظ ہیں لیکن جامع المسانید کے محقق نے اس روایت کو ابوداود کے حوالے سے اس کتاب کے حاشیہ میں نقل کیا ہے جس میں عشرین لیلۃ کے الفاظ ہیں۔ تحریف شدہ ابوداود کے علاوہ ابوداود

کے قدیم نسخوں میں عشرین رکعۃ کے الفاظ نہیں ملتے بلکہ ان سب میں عشرین لیلۃ ہی کے الفاظ ہیں۔ اگر کوئی عشرین رکعۃ کا دعویدار ہے تو وہ کسی قدیم نسخے سے عشرین رکعہ کے الفاظ دکھادے۔ امام البیہقی (المتوفی ۴۵۸) اور حافظ المنذری (المتوفی ۶۵۶ھ) جو علامہ ذہبی اور حافظ ابن کثیر دونوں سے قدیم ہیں لیکن وہ عشرین لیلۃ کے الفاظ نقل کرتے ہیں۔ نیز صاحب مشکوٰۃ ولی الدین الخطیب العمری التبریزی (المتوفی ۷۳۷ھ) اور علامہ زیلعی الحنفی (المتوفی ۷۶۲ھ) یہ دونوں علامہ ذہبی اور حافظ ابن کثیر کے دور ہی کے علماء ہیں۔ لیکن یہ دونوں بھی عشرین لیلۃ ہی کے الفاظ نقل کرتے ہیں۔ نیز اس روایت پر علامہ زیلعی حنفی اور حافظ منذری نے کلام بھی کیا ہے اور اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

اندرونی شہادت

اس روایت کے الفاظ پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ عشرین لیلۃ ہی درست ہے۔

① اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمہ اللہ تراویح کے بجائے قنوت کے باب میں لائے ہیں۔ اور اس پر باب القنوت فی الوتر قائم کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کا تعلق تراویح سے نہیں ہے۔

② سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں کے ساتھ آخری عشرہ کا قیام نہیں کیا کرتے تھے بلکہ وہ صرف بیس راتیں ہی ان کے ساتھ گزارتے لہٰذا اس وضاحت سے بھی ثابت ہوا کہ عشرین لیلۃ ہی کے الفاظ درست ہیں۔

گھر کی شہادت

علامہ زیلعی حنفی نے (نصب الرایہ ص ۱۲۶ ج ۲) میں ابن نجیم حنفی نے (البحر الرائق ص ۴۰

ج ۲) میں، ابن ہمام نے (فتح القدیر ص ۳۷۵ ج ۱) میں علامہ حلبی نے (مستملی ص ۴۱۶) میں اور مفتی احمد یار حنفی بریلوی نے (جاء الحق ص ۹۵ ج ۲) میں اسے ابوداؤد کے حوالے سے نقل کیا ہے، اور ان تمام نے عشرین لیلۃ کے الفاظ نقل کرتے ہوئے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اسی طرح ابن ترکمانی نے (جوہر النقی ص ۴۹۸ ج ۲) میں اس روایت کے ضعیف و منقطع ہونے کی صراحت کی ہے۔

حنفی شارحین

ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ نے (مرقاۃ ص ۱۸۴ ج ۳) میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے (اشعۃ اللمعات ص ۵۸۱ ج ۱) میں اور مولوی قطب الدین دہلوی حنفی نے (مظاہر حق ص ۴۱۶ ج ۱) میں اس روایت کو ابوداؤد سے عشرین لیلۃ کے الفاظ سے ہی ذکر کیا ہے۔

(تحفہ حنفیہ ص ۳۹)۔

قول فیصل

یہاں تک تمام بحث کا دارومدار سنن ابی داؤد کی روایت تھی اور اگر سنن ابی داؤد کی روایت کے علاوہ یہ مضمون کسی دوسری روایت میں وضاحت سے موجود ہو تو سنن ابی داؤد کی اس روایت کا صحیح محل وقوع معلوم ہو جائے گا اور حقیقت یہ ہے کہ اس سلسلہ میں بالکل واضح اور صحیح روایت موجود ہے جو اس اختلاف کا دوٹوک الفاظ میں فیصلہ کر دیتی ہے چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

مصنف عبدالرزاق کی روایت

٣٩ - من منشورات المجلس العلمي

المصنف

للحافظ الكبير أبي بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني

ولد سنة ١٢٦ وتوفي سنة ٢١١

رحمه الله تعالى

الجزء الرابع

من ٦٧٩٢ الى ٨٧٩٥

عني بتحقيق نصوصه وتخريج أحاديثه والتعليق عليه

الشيخ المحدث

حبيب الرحمن الأعظمي



الناشر

المجلس العلمي

كراتشي

إخراج وتوزيع

ادارة القرآن والعلوم الاسلامية

٤٣٧/دي گاردن ايست لسبيله كراتشي

(عكس المصنف لعبد الرزاق الصنعاني ج٣ ص ٢٥٩ طبع المجلس العلمي كراتشي)

٧٧٢٤ ـ عبد الرزاق عن معمر عن أيوب عن ابن سيرين قال : كان أبيٌّ يقوم للناس على عهد عمر في رمضان ، فإذا كان النصف جهر بالقنوت بعد الركعة ، فإذا تمّتْ عشرون ليلة انصرف إلى أهله ، وقام للناس أبو حليمة معاذ القارىء وجهر بالقنوت في العشر الأواخر ، حتى كانوا مما يسمعونه يقول : اللهم قحط المطر ، فيقولون : آمين ، فيقول : ما أسرع ما تقولون آمين . دعوني حتى أدعو .

٧٧٢٥ ـ عبد الرزاق عن معمر عن قتادة عن الحسن قال : كان

(١) في « ص » « لعمرو » خطأ .

(٢) كذا في « ز » وفي الصحيح أيضاً « يقومون » . وفي « ص » « يقيمون » .

(٣) أخرجه البخاري ٤ : ١٧٩ .

(ترجمہ) امام ابن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں رمضان المبارک کے مہینے میں لوگوں کی امامت کیا کرتے تھے اور جب نصف رمضان گزر جاتا تو وہ رکوع کے بعد قنوت جہر (بلند آواز) سے پڑھتے تھے پس جب بیس راتیں (عشرون لیلۃ) گزر جاتیں تو وہ (ابی بن کعب) اپنے گھر والوں کے ہاں چلے جاتے اور لوگوں کی امامت ابو حلیمہ معاذ القاری رضی اللہ عنہ کرتے اور وہ آخری عشرہ میں قنوت جہر سے پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ مقتدی ان کی دعائیں سنتے تھے۔ وہ (ابو حلیمہ) کہتے: اے اللہ ہمیں قحط (کو دور کرنے کے لئے) بارش عطاء فرما۔ پس لوگ آمین کہتے۔ ابو حلیمہ رضی اللہ عنہ ان سے کہتے تم آمین کہنے میں بہت جلدی کرتے ہو مجھے چھوڑ و تا کہ میں دعا مکمل کر لیا کروں''۔ (اور دعا کے بعد تم آمین کہو)۔

یہ حدیث اعلیٰ درجے کی صحیح حدیث ہے۔ امام عبدالرزاق کے استاد معمر بن راشد الازدی البصری ثقہ، ثبت اور فاضل ہیں اور کتب ستہ کے راوی ہیں اور ان کے استاد ایوب بن ابی تمیمۃ کیسان السختیانی بھی ثقہ، ثبت اور حجۃ ہیں اور کتب ستہ کے راوی ہیں اور ان کے استاد محمد بن سیرین الانصاری البصری، ثقہ، ثبت اور کبیر القدر (بڑے بزرگ) ہیں۔ آپ روایت بالمعنی کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ آپ ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے اور اس وقت آپ کی عمر ۷۷ برس تھی۔ آپ ۳۳ ہجری میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں پیدا ہوئے۔ ابو حلیمہ معاذ بن حارث بن الارقم الانصاری الخزرجی صحابی ہیں اور انہیں قاری کہا جاتا ہے۔ (الاصابۃ ۴/۱۰۹) یہ یوم حرہ میں شہید ہوئے تھے۔ یوم حرہ ۶۴ ہجری میں پیش آیا اور اس وقت ابن سیرین ۳۱ سال کے تھے تو اس طرح ان کی ملاقات ابو حلیمہ القاری سے ممکن ہے اور یہ حدیث متصل ہے۔

اس صحیح روایت سے ثابت ہوا کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیس راتوں تک تراویح پڑھا

کر اپنے گھر چلے جاتے تھے اور بقیہ آخری عشرہ میں ابوحلیمہ معاذ القاری لوگوں کی امامت فرمایا کرتے تھے۔ اس واضح حدیث سے ثابت ہوگیا کہ حدیث میں اصل الفاظ عشرین لیلۃ (بیس راتیں) ہی ہیں اور عشرین رکعۃ کے الفاظ بعض لوگوں کا وہم ہے یا بعض لوگ جان بوجھ کر اس خیانت کے مرتکب ہوئے ہیں اور اپنے مسلک کو دھوکا اور فراڈ سے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ نیز اس مفصل روایت سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے نصف الباقی کا جو مطلب بیان کیا تھا وہ بھی غلط ہے بلکہ نصف الباقی کا مطلب رمضان المبارک کا نصف ہے۔

ابوداؤد میں دوسری تحریف

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت عدم رفع الیدین پر جرح کرتے ہوئے کہا تھا کہ:

هذا حديث مختصر من حديث طويل و ليس هو بصحيح على هذا اللفظ

یعنی یہ ایک طویل حدیث کا اختصار ہے اور یہ صحیح نہیں اس معنی پر کہ دوبارہ رفع الیدین نہ کرتے تھے۔ (ابوداؤد مع عون ص ۲۷۳ ج ۱ و ابوداؤد ص ۱۷۳ ج ۱ طبع حلب ۱۹۵۲ء)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی اس جرح کو ان کے حوالے سے صاحب مشکوۃ (ص ۷۷) میں، علامہ ابن عبدالبر نے (التمہید ص ۲۲۰ ج ۹) میں، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے (التلخیص ص ۲۲۲ ج ۱) پر اور علامہ شوکانی نے (نیل الاوطار ص ۱۸۷ ج ۲) میں نقل کیا ہے۔

محدث عظیم آبادی نے (عون المعبود شرح سنن ابی داؤد ص ۲۷۳ ج ۱) میں صراحت کی ہے کہ میرے پاس دو صحیح و معتبر قلمی نسخے ہیں جن میں یہ جرح موجود ہے، لیکن کتنے ستم کی بات ہے جب دیوبندی مکتب فکر کے محدث عظیم مولوی فخر الحسن گنگوہی نے ابوداؤد کو اپنی تصحیح

سے شائع کیا تو اس جرح کو متن سے نکال دیا۔ (ابوداؤد ص ۱۰۹)۔

گھر کی شہادت

حالانکہ مولوی محمود حسن خان کی تصحیح سے جو ابوداؤد کا نسخہ شائع ہوا تھا اس کے صفحہ ۱۱۶ جلد اول کے حاشیہ پر نسخہ کی علامت دے کر لکھا ہوا تھا کہ ایک نسخہ میں یہ عبارت بھی موجود ہے پھر مذکورہ تمام عبارت کو نقل کیا گیا ہے۔

ابوداؤد میں تیسری تحریف

سنن ابی داؤد ص ۱۲۰ ج ۱ میں امام ابوداؤد نے ایک عنوان باب من أری القراءة اذا لم یجهر کا باندھا تھا مگر مولوی محمود حسن خان حنفی دیوبندی نے جب "ابوداؤد" کو اپنی تصحیح سے شائع کروایا تھا اسے باب من کره القراءة الفاتحة الکتاب اذا جهر الامام سے بدل دیا حالانکہ کسی بھی نسخہ میں یہ عنوان نہ تھا۔ (دیکھئے: ابوداؤد مع عون ص ۳۰۵ ج ۱)۔

اہل علم جانتے ہیں کہ محدث عظیم آبادی رحمہ اللہ سنن ابی داؤد کے متن کی جب عون المعبود میں شرح کرتے ہیں تو اختلاف نسخہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اگر کسی نسخہ میں اس عنوان کا باب بھی ہوتا جو دیوبندیوں کے شیخ الہند نے قائم کیا ہے تو صاحب عون المعبود اس کا ذکر کرتے، مگر محدث عظیم آبادی اس پر خاموشی سے گزر گئے ہیں جو اس بات کا روشن پہلو ہے کہ کسی بھی نسخہ میں اس عنوان کا باب نہ تھا۔ مگر شیخ الہند اس کا ذکر کرتے ہیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون، یہ سب حنفیت کی حمایت میں کیا جا رہا ہے کہ ان کے نزدیک قراءت فاتحہ مکروہ ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۳۹ تا ۴۱)

سنن ابن ماجہ میں تحریف

سنن ابن ماجہ کو بعض نے صحاح ستہ میں شمار کیا ہے۔ درسی اور متداول کتاب ہے، اس میں صحیح وضعیف بلکہ موضوع روایات بھی ہیں اس میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت ہے:

من کان له امام فقراءة الامام له قراءة

جس کا (نماز میں) امام ہے تو امام کی قراءت اسی کی قراءت ہے۔ (ابن ماجہ ص ۶۱)

حنفیہ کا اس روایت سے ترک قراءت خلف الامام پر استدلال ہے۔ (تدقیق الکلام ص ۱۹۵ ج ۱)

علماء اہل حدیث کی طرف سے یہ جواب دیا گیا کہ اس کی سند میں جابر الجعفی راوی کذاب ہے۔ (تحقیق الکلام ص ۱۳۴ ج ۲)۔

حنفیہ نے حق بات کو تسلیم کرنے کی بجائے سنن ابن ماجہ میں ہی تحریف کر دی۔ اصل سند اس طرح تھی:

حدثنا علی بن محمد ثنا عبید الله بن موسی عن الحسن بن صالح عن جابر عن ابی الزبیر عن جابر

اسے بدل کر جابر وعن ابی الزبیر بنا دیا، جابر اور ابی الزبیر کے درمیان حرف واؤ کا اضافہ اس مقصد کے لئے کیا گیا تا کہ یہ تاثر دیا جائے کہ جابر الجعفی اسے بیان کرنے میں منفرد نہیں بلکہ اس کا ثقہ متابع ابی الزبیر بھی موجود ہے جو جابر الجعفی کا ہم سبق ہے اور یہ دونوں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حالانکہ اہل علم جانتے ہیں کہ اگر ابن ماجہ میں حرف واؤ ہوتا اور جابر الجعفی اور ابی زبیر دونوں ہم سبق ہوتے تو جابر وعن ابی الزبیر کی بجائے جابر و ابی الزبیر ہوتا، گزارشات کا مقصد یہ ہے کہ حرف واؤ کا اضافہ کرنے والا جہاں خائن و بد دیانت ہے وہاں جاہل و اناڑی بھی ہے۔

ابن ماجہ کی سند محدثین کی عدالت میں

یہ روایت سنن ابن ماجہ کے علاوہ متعدد محدثین کرام نے روایت کی ہے۔ مگر ان تمام نے جابر عن ابی الزبیر ہی بیان کی ہے۔ دیکھئے: (سنن دار قطنی ص ۳۳۱ ج ۱، ابن عدی ص ۵۴۲ و کتاب القراءت ص ۱۵۸ و مسند احمد ۳۳۹ ج ۳)۔

گھر کی شہادت

اکابر احناف نے بھی اس روایت کو جابر عن ابی الزبیر سے ہی بیان کیا ہے، دیکھئے: (شرح معانی الآثار ص ۱۴۹ ج ۱) علاوہ ازیں مولانا عبدالحیٔ لکھنوی حنفی مرحوم نے ابن ماجہ سے جابر عن ابی الزبیر ہی نقل کیا ہے۔ امام الکلام ص ۱۸۷ و التعلیق الممجد ص ۹۶، علامہ زیلعی حنفی نے بھی نصب الرایہ ص ۷ ج ۲ میں واؤ کے بغیر جابر عن ابی الزبیر ہی نقل کیا ہے جو اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ ابن ماجہ میں واؤ کا اضافہ دیوبندیوں کی بددیانتی اور تحریف ہے اور انہوں نے سند میں گڑبڑ کر کے ایک من گھڑت روایت کو فرمانِ مصطفیٰ باور کرانے کی کوشش کی ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

صحیح مسلم میں تحریف

ملک سراج الدین اینڈ سنز نے ۱۳۷۶ھ میں مولوی محمد ادریس کاندھلوی وغیرہ دیوبندی کی تحقیق سے صحیح مسلم کو شائع کیا۔ اس میں حنفیت کی تائید کی غرض سے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت حسب ذیل سند وضع کی گئی:

حدثني عبيدالله بن معاذ العنبري قال نا ابي قال نا محمد بن عمرو الليثي عن عمرو بن مسلم بن عمارة عن بن اكيمة الليثي قال

سمعت سعید بن المسیب یقول سمعت ام سلمة زوج النبی الخ

(صحیح مسلم ص ۱۶۸ ج ۲)

حالانکہ درست سند حسب ذیل ہے:

حدثنی عبیداللہ بن معاذ العنبری قال نا ابی قال نا محمد بن عمرو اللیثی عن عمرو ابن مسلم بن عمار بن اکیمة اللیثی قال سمعت سعید بن المسیب یقول سمعت ام سلمة زوج النبی الخ

(صحیح مسلم ص ۱۶۰ ج ۲)

یہی روایت (ابوداؤد ص ۳۰ ج ۲، ترمذی مع تحفہ ص ۳۶۵ ج ۲، نسائی مجتبیٰ ص ۱۹۴ ج ۲، ابن ماجہ ص ۲۳۴، بیہقی ص ۲۶۶ ج ۹، المحلی لابن حزم ص ۳ ج ۶ اور شرح معانی الآثار ص ۳۳۴ ج ۲ وغیرہ میں صحیح مسلم کی سند سے مروی ہے۔ ان سب میں عمرو ابن مسلم بن عمار کے آگے ابن اکیمة اللیثی کا واسطہ قطعاً نہیں ہے۔

وجہ تحریف

ترمذی مع تحفہ صفحہ ۲۵۴ ج ۱ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک حدیث مروی ہے جس سے فریق ثانی ترک قراءت خلف الامام کا استدلال کرتا ہے۔ (احسن الکلام ص ۲۷۸ ج ۱)

مگر اس کی سند میں ابن اکیمة اللیثی راوی ہے۔ صحیح مسلم میں تحریف اس غرض سے کی گئی تا کہ ابن اکیمة اللیثی کو صحیح مسلم کا راوی باور کرایا جائے۔ اہل علم سے گزارش ہے کہ وہ حافظ ابن حجر کی تالیف ''تہذیب التہذیب ۴۱۰ ج ۷'' کا مطالعہ کرلیں کہ انہوں نے اسے سنن اربعہ کا راوی تو بتایا ہے مگر صحیح مسلم کا نہیں، اگر مذکورہ سند میں اس کا واسطہ ہوتا تو وہ اسے ذکر کرتے۔

علاوہ ازیں اگر سند میں اس کا واسطہ ہوتا تو عن عمارة بن اکیمة اللیثی یا عن ابن اکیمة

اللیثی ہوتا مگر یہاں عن بن اکیمۃ اللیثی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تحریف کرنے والا جہاں خائن ہے وہاں اناڑی و جاہل بھی ہے۔ (تحفہ حنفیہ ص ۴۴، ۴۵، ۴۸، ۴۹)۔

مستدرک حاکم میں تحریف

مستدرک حاکم میں ابان بن یزید عن قتادۃ عن زرارۃ بن اوفی عن سعد بن ہشام کی سند سے ایک روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وتر کی تعداد کے بارے مروی ہے جو متن کے اعتبار سے شاذ ہے۔ (تفصیل دین الحق ص ۴۳۴ ج ۱ میں دیکھئے)۔

اس حدیث کے الفاظ تھے کہ:

عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ يوتر بثلاث لا يقعد الا في آخرهن

یعنی ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے نہ بیٹھتے تھے ان کے درمیان مگر آخر میں۔

مگر احناف نے جب مستدرک حاکم کی اشاعت کی تو ''لا یقعد'' کو ''لا یسلم'' بنا دیا۔ اس تحریف سے ان لوگوں نے ایک تیر سے دو شکار کیے:

① ۔ حنفیہ کے نزدیک وتر کی دوسری رکعت میں تشہد ہے جبکہ اس روایت میں تشہد کی نفی ہوتی تھی لہٰذا ان ایمان دار لوگوں نے الفاظ کو بدل کر اپنی تردید کے الفاظ کا مفہوم ہی بگاڑ دیا۔

② ۔ حنفیہ کے نزدیک چونکہ وتر کے درمیان سلام نہیں پھیرنا چاہیے اس غرض کے تحت ان لوگوں نے ''لا یقعد'' کو ''لا یسلم'' بنا دیا جس سے نماز وتر کی دوسری رکعت میں سلام کی نفی ہو گئی۔ یوں ان لوگوں نے متن روایت میں تحریف کر کے حنفیت کو سہارا دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محدثین کی گواہی

امام بیہقی نے (السنن الکبریٰ ص ۲۸ ج ۳) میں اس روایت کو مستدرک کی سند سے ہی بیان کیا ہے جس کے الفاظ ''لا یقعد'' ہیں۔

علامہ ذہبی نے (تلخیص مستدرک ص ۲۰۴ جزا) میں، حافظ ابن حجر نے (فتح الباری ص ۳۸۵ ج ۲) اور (تلخیص الحبیر ص ۱۵ ج ۲) میں اسے مستدرک سے نقل کیا ہے اور الفاظ ''لا یقعد'' ہی نقل کیے ہیں۔

حنفیہ کی شہادت

علامہ نیموی حنفی مرحوم نے (آ ثار السنن ص ۲۰۶) میں اسے مستدرک سے نقل کیا ہے مگر الفاظ ''لا یقعد'' بیان کئے ہیں اور اس کے حاشیہ در حاشیہ تعلیق التعلیق میں صراحت کی ہے کہ امام بیہقی نے معرفۃ السنن والاثار میں کہا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ابان کے طریق، میں ''لا یقعد'' کے الفاظ ہیں۔ پس صحیح الفاظ اس روایت میں ''لا یسلم'' کی بجائے ''لا یقعد'' ہیں۔ (حاشیہ آ ثار السنن ص ۲۰۶) (تحفہ حنفیہ ص ۵۰، ۵۱)۔

مسند احمد میں تحریف

حنفیہ نے مسند احمد کو حیدر آباد دکن سے شائع کیا تھا۔ حسب عادت ان لوگوں نے اس میں بھی تحریف کی اور بے لذت کی ہے۔ مثل معروف ہے کہ ''چور چوری سے جائے مگر ہیرا پھیری سے نہ جائے'' یہی کچھ یہاں معاملہ در پیش آیا ہے کہ مذکورہ تحریفات تو کسی مقصد اور مطلب کی غرض سے کی تھیں مگر اس تحریف کو بے مقصد ہی کر ڈالا شاید اس کے نیچے بھی کوئی مقصود ہو جس کو راقم معلوم نہ کر سکا۔ بہر حال آیئے حدیث کے الفاظ ملاحظہ کریں:

سیدنا عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں کلمہ پڑھ چکا ہوں، نماز پڑھتا ہوں، زکوٰۃ دیتا ہوں، روزے رکھتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا:

من مات علی ھذا کان مع النبین والصدیقین والشھداء یوم القیمة ھکذا و نصب اصبعیه

جس شخص کو ان اعمال پر موت آجائے وہ قیامت کے دن نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کی معیت اور صحبت میں اس طرح ہوگا اور آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں کو کھڑا کر کے دکھلایا۔ الحدیث

اس حدیث کو حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر ص ۵۲۳ ج ۱ میں مسند احمد سے مع سند نقل کیا ہے اسی طرح علامہ سیوطی نے (درمنثور ص ۱۸۲ ج ۲) میں اور علامہ ہیثمی نے (مجمع الزوائد ص ۴۶ ج ۱ و ص ۱۵۰ ج ۸) میں اسے مسند احمد سے نقل کیا ہے۔ اس حدیث پر مزید بحث خاکسار کی تخریج محمدیہ پاکٹ بک (غیر مطبوعہ) میں ہے۔

مگر افسوس صد افسوس کے علم نبوی ﷺ کے واحد ٹھیکے داروں نے اس روایت کو مسند احمد سے خارج کیا ہوا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (تحفہ حنفیہ ص ۵۱۔۵۲)۔

جھوٹ ہی جھوٹ

...... فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (آل عمران)

الاستاذ حافظ زبیر علی زئی d نے آخر کار اٹھارہ ماہ بعد اپنا وعدہ پورا کر دکھایا اور بڑی محنت اور عرق ریزی سے ماسٹر امین اوکاڑوی کے پچاس جھوٹ جمع کر کے عوام کی عدالت میں پیش کر دیئے تا کہ لوگ اس جھوٹے انسان کی حقیقت اور اصلیت سے واقف ہو جائیں۔

ماسٹر موصوف کے لٹریچر کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف اپنے مذہب

کی خاطر جھوٹ بولنے کو جائز اور حلال جانتے تھے جیسا کہ شیعوں کے مذہب میں تقیہ جائز ہے۔اور بطور تقیہ وہ ہر جھوٹ اور فریب کو جائز قرار دیتے ہیں۔لگتا ہے کہ ان دوستوں کے یہ اثرات موصوف نے بھی پورے طور پر قبول کرر کھے تھے۔یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی تحریروں میں ہر جگہ جھوٹ بولتے تھے اور دھوکہ دینے کی کوشش کرتے تھے۔

اب ہم حافظ موصوف کے مضمون کا مطالعہ کرتے ہیں تا کہ ہمیں حقیقت حال کا علم ہو سکے۔



ماسٹر امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی (آنجہانی) کا دیوبندیوں کے نزدیک بڑا مقام ہے۔وہ اُن کے مشہور مناظر اور وکیل تھے۔ چونکہ اب بھی اکثر دیوبندیوں کے مباحث کا دارومدار انھی پر ہے اس لئے اوکاڑوی صاحب کے پچاس جھوٹ پیشِ خدمت ہیں تا کہ عوام وخواص پر حقیقتِ حال منکشف ہو سکے یاد رہے ان میں وہ ''جھوٹ'' بھی شامل ہیں جو حوالے غلط ہونے کی وجہ سے اوکاڑوی اصول سے جھوٹ قرار پاتے ہیں۔مثلاً حکیم صادق سیالکوٹی (اہلِ حدیث) نے لکھا ہے کہ ''أفضل الأعمال الصلوٰة في أول وقتها (بخاری)'' (سبیل الرسول ص ۲۴۶ وطبعہ جدیدہ ص ۱۳۰) اس حوالے پر تبصرہ کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''یہ بخاری شریف پر ایسا ہی جھوٹ ہے جیسا مرزا قادیانی نے اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں یہ جھوٹ لکھا ہے کہ بخاری میں حدیث ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی هذا خليفة الله المهدی ''

(تجلیات صفدر جلد ۵ ص ۳۵ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

افضل الاعمال کے بارے میں ''الصلوٰة لأول وقتها '' والی حدیث سنن الترمذی (ح ۱۷۰) میں موجود ہے، **صحیح بخاری میں نہیں ہے**۔حکیم صاحب نے غلطی سے صحیح بخاری کا حوالہ دے دیا ہے جسے اوکاڑوی صاحب ''جھوٹ''

تنبیہ ①: سنن ترمذی والی روایت کی سند ضعیف ہے لیکن صحیح ابن خزیمہ (۳۲۷) وصحیح ابن حبان (۲۸۰) اور مستدرک الحاکم (۱/۱۸۸، ۱۸۹) کے صحیح شاہد کی وجہ سے یہ روایت صحیح لغیرہ ہے۔

تنبیہ ②: قاری محمد طیب قاسمی سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں: ''پھر ان کے ہاتھ پر بیعت ہوگی۔ اسی کے بارے میں وہ روایت ہے جو صحیح بخاری میں ہے کہ ایک آواز بھی غیب سے ظاہر ہوگی کہ: **هذا خليفة الله المهدى، فاسمعوا له واطيعوه** ۔ یہ خلیفۃ اللہ مہدی ہیں ان کی سمع وطاعت کرو'' (خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۲۳۲ طبع نعمان پبلشنگ کمپنی لاہور) صحیح بخاری سے منسوب اس حوالے کے بارے میں کیا خیال ہے؟!

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 1

امین اوکاڑوی نے کہا: ''اس کا راوی احمد بن سعید داری مجسمہ فرقہ کا بدعتی ہے''

(مسعودی فرقہ کے اعتراضات کے جوابات ص ۴۱، ۴۲، تجلیات صفدر، طبع جمعیۃ اشاعۃ العلوم الحنفیہ ج ۲ ص ۳۴۸، ۳۴۹)

تبصرہ: امام احمد بن سعید الدارمی رحمہ اللہ کے حالات تہذیب التہذیب (۱/۳۱، ۳۲) وغیرہ میں مذکور ہیں۔ وہ صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہما کے راوی اور بالاتفاق ثقہ ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان کی تعریف کی۔

حافظ ابن حجر العسقلانی نے کہا: " ثقة حافظ " (تقریب التہذیب: ۳۹)

ان پر کسی محدث، امام یا عالم نے، مجسمہ فرقے میں سے ہونے کا الزام نہیں لگایا۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 2

اوکاڑوی نے کہا: "رسول اقدس ؐ نے فرمایا: " **لا جمعة الا بخطبة** " خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا"

(مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۱۶۹ طبع جون ۱۹۹۳ء)

تبصرہ: ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔ مالکیوں کی غیر مستند کتاب "المدونہ" میں ابن شہاب (الزہری) سے منسوب ایک قول لکھا ہوا ہے:

" **بلغني أنه لا جمعة إلا بخطبة فمن لم يخطب صلى الظهر أربعاً** " مجھے پتا چلا ہے کہ خطبے کے بغیر جمعہ نہیں ہے پس جو خطبہ نہ دے تو ظہر کی چار رکعتیں پڑھے۔ (ج ۱ ص ۱۴۷)

اس غیر ثابت قول کو اوکاڑوی صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے صراحتاً منسوب کر دیا ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:3

اوکاڑوی نے کہا: ''برادران اسلام، اللہ تعالیٰ نے جس طرح کافروں کے مقابلے میں ہمارا نام مسلم رکھا، اسی طرح اہلِ حدیث کے مقابلے میں آنحضرت ﷺ نے ہمارا نام اہلسنت والجماعت رکھا''

(مجموعہ رسائل ج۴ص۳۶ طبع نومبر۱۹۹۵ء)

تبصرہ: کسی ایک حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ نے اہلِ حدیث کے مقابلے میں دیوبندیوں کا نام اہل سنت والجماعت نہیں رکھا۔ یہ بات عام علمائے حق کو معلوم ہے کہ دیوبندی حضرات اہلِ سنت والجماعت نہیں ہیں بلکہ نرے صوفی، وحدت الوجودی اور غالی مقلد ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:4

اوکاڑوی نے صحاح ستہ کے مرکزی راوی ابن جریج کے بارے میں کہا:

''یہ بھی یاد رہے کہ یہ ابن جریج وہی شخص ہیں جنھوں نے مکہ میں متعہ کا آغاز کیا اور نوے عورتوں سے متعہ کیا'' (تذکرۃ الحفاظ)'' (مجموعہ رسائل ج۴ص۱۶۴)

تبصرہ: تذکرۃ الحفاظ للذہبی (ج۱ص۱۶۹تا۱۷۱) میں ابن جریج کے حالات مذکور ہیں مگر ''متعہ کا آغاز'' کا کوئی ذکر

نہیں ہے۔ یہ خالص اوکاڑوی جھوٹ ہے۔ رہی یہ بات کہ ابن جریج نے نوے عورتوں سے متعہ کیا تھا بحوالہ تذکرۃ الحفاظ (ص۱۷۰، ۱۷۱) تو یہ بھی ثابت نہیں ہے کیونکہ امام ذہبی نے ابن عبدالحکم تک کوئی سند بیان نہیں کی۔ سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں کہ ''اور بے سند بات حجت نہیں ہو سکتی'' (احسن الکلام ج۱ص۳۲۷ طبع: باردوم)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:5

ایک مردود روایت کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ''مگر تاہم طحاوی ج۱/ص۱۶۰ پر تصریح ہے کہ مختار نے یہ حدیث بذاتِ خود حضرت علیؓ سے سنی۔۔'' (جزء القراءۃ للبخاری، تحریفات اوکاڑوی ص۵۸ تحت ح ۳۸)

تبصرہ: معانی الآثار للطحاوی (بیروتی نسخہ ۱/۲۱۹، نسخہ ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل پاکستان چوک کراچی ج۱ص۱۵۰) میں لکھا ہوا ہے: ''عن المختار بن عبد الله بن أبي ليلىٰ قال: قال علي رضي الله عنه''

یہ بات عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ ''قال'' اور ''سمعت'' میں بڑا فرق ہے۔ قال (اس نے کہا) کا لفظ تصریح سماع کی لازمی دلیل نہیں ہوتا، جزء القراءت کی ایک روایت میں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" قال لنا أبو نعيم " (ح ۴۸) اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اوکاڑوی فرماتے ہیں: ''اس سند میں نہ بخاری کا سماع ابونعیم سے ہے اور ابن ابی الحسناء بھی غیر معروف ہے'' (جزء القراءت مترجم ص ۶۴)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:6

اوکاڑوی نے کہا:

''اور دوسرا صحیح السند قول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: **لا یقرؤا خلف الامام** کہ امام کے پیچھے کوئی شخص قرأت نہ کرے (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۶)'' (جزء القراءۃ، ترجمہ وتشریح: امین اوکاڑوی ص ۶۳ تحت ح ۴۷)

تبصرہ: ان الفاظ کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ میں آپ ﷺ کی کوئی حدیث موجود نہیں ہے، بلکہ یہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے جسے اوکاڑوی صاحب نے مرفوع حدیث بنالیا ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:7

اوکاڑوی نے کہا: ''حضرت عمرؓ نے حضرت نافع اور انس بن سیرین کو فرمایا: **تکفیک قراءۃ الامام** تجھے امام کی قرأت کافی ہے'' (جزء القراءۃ/اوکاڑوی ص ۶۶ تحت ح ۵۱)

تبصرہ: انس بن سیرین رحمہ اللہ ۳۳ھ یا ۳۴ھ میں پیدا ہوئے (تہذیب التہذیب: ۱/۳۷۴) اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ۲۳ھ میں شہید ہوئے (تقریب التہذیب: ۴۸۸۸) نافع نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا (اتحاف المھرۃ للحافظ ابن حجر ۱۲/۳۸۶ قبل ح ۱۵۸۱۰) معلوم ہوا کہ انس بن سیرین اور نافع دونوں، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں

موجود ہی نہیں تھے تو ''کوفرمایا'' سراسر جھوٹ ہے جسے اوکاڑوی صاحب نے گھڑ لیا ہے۔

اکاڑوی جھوٹ نمبر:8

اوکاڑوی نے کہا: ''تقلید شخصی کا انکار ملکہ وکٹوریہ کے دور میں شروع ہوا اس سے پہلے اس کا انکار نہیں بلکہ سب لوگ تقلید شخصی کرتے تھے۔'' (تجلیات صفدر ج ۲ ص ۱۴۰ نسخہ فیصل آباد)

تبصرہ: احمد شاہ درانی کو شکست دینے والے مغل بادشاہ احمد شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ (دور حکومت ۱۱۶۱ھ تا ۱۱۶۷ھ) کے عہد میں فوت ہوجانے والے شیخ محمد فاخر الہ آبادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۴ھ) فرماتے ہیں کہ

''جمہور کے نزدیک کسی خاص مذہب کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اجتہاد واجب ہے۔ **تقلید کی بدعت چوتھی** صدی ہجری میں پیدا ہوئی ہے'' (رسالہ نجاتیہ ص ۴۱، ۴۲)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ نے تقلید شخصی کی مخالفت کی ہے (دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر ۹)
حافظ ابن حزم نے اعلان کیا ہے کہ " والتقلید حرام "اور (عامی ہو یا عالم) تقلید حرام ہے۔
(النبذۃ الکافیہ ص ۷۰، ۷۱)
یہ سب ملکہ وکٹوریہ سے بہت پہلے گزرے ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ خالص اوکاڑوی جھوٹ ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:9

اوکاڑوی نے کہا: ''یہی وجہ ہے کہ سب محدثین ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کے مقلد ہیں''
(مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۶۲ طبع اول ۱۹۹۵ء)

تبصرہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) سے محدثین کرام کے بارے میں پوچھا گیا کہ " هل كان هؤ لاء مجتهدين لم يقلدوا أحداً من الأئمة ، أم كانوا مقلدين " کیا یہ لوگ مجتہدین تھے، انھوں نے ائمہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کی یا یہ مقلدین تھے؟ (مجموع فتاویٰ ج ۲۰ ص ۳۹) تو شیخ الاسلام نے جواب دیا:
" الحمد لله رب العالمين ، أما البخاري و أبو داود فإما مان في الفقه من أهل الإجتهاد ، وأما مسلم والترمذي والنسائي و ابن ماجة وابن خزيمة و أبو يعلىٰ والبزار و نحوهم فهم علىٰ مذهب أهل الحديث ، ليسوا مقلدين لواحد بعينه من العلماء ، ولا هم من الأئمة المجتهدين على الإطلاق"
بخاری اور ابوداود تو فقہ کے امام (اور) مجتہد (مطلق) تھے۔ رہے امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابویعلیٰ اور البزار وغیرہم تو وہ اہلِ حدیث کے مذہب پر تھے، علماء میں سے کسی کی تقلید معین کرنے والے، مقلدین نہیں تھے، اور نہ مجتہد مطلق تھے'' (مجموع فتاویٰ ج ۲۰ ص ۴۰)
یہ عبارت اس مفہوم کے ساتھ درج ذیل کتابوں میں بھی ہے:

توجيه النظر إلى أصول الأثر للجزائري ص (۱۸۵) الکلام المفید فی اثبات التقلید، تصنیف سرفراز خان صفدر دیوبندی ص (۱۲۷ طبع ۱۴۱۳ھ) ماتمس الیہ الحاجہ لمن یطالع سنن ابن ماجہ (ص ۲۶)
تنبیہ: شیخ الاسلام کا ان کبار ائمہ حدیث کے بارے میں یہ کہنا کہ ''نہ مجتہد مطلق تھے'' محلِ نظر ہے۔ رحمه الله رحمة واسعة .

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:10

اوکاڑوی صاحب نے امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں کہا:
''میں نے کہا: سرے سے یہ ثابت نہیں کہ عطاء کی ملاقات دوسو صحابہ سے ہوئی ہو اور یہ تو بالکل ہی غلط ہے کہ

ابن زبیرؓ کے وقت تک کسی ایک شہر میں دوسو صحابہ موجود ہوں"

(تحقیق مسئلہ آمین ص ۴۲ و مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۱۵۶ طبع اکتوبر ۱۹۹۱ء)

تبصرہ: دوسرے مقام پر یہی اوکاڑوی صاحب اعلان کرتے ہیں:

"مکہ مکرمہ بھی اسلام اور مسلمانوں کا مرکز ہے۔ حضرت عطاء بن ابی رباح یہاں کے مفتی ہیں۔ دوسو صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہے" (نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کی شرعی حیثیت ص ۹، و مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۲۶۵)

آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں   ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

معلوم ہوا کہ ان دونوں عبارتوں میں سے ایک عبارت بالکل جھوٹ ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 11

ایک صحیح حدیث کا مذاق اڑاتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں امین اوکاڑوی لکھتا ہے:

"لیکن آپ نماز پڑھاتے رہے اور کتیا سامنے کھیلتی رہی اور ساتھ گدھی بھی تھی، دونوں کی شرمگاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی۔" (غیر مقلدین کی غیر مستند نماز ص ۴۳، مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۳۵۰ حوالہ نمبر ۱۹۸ و تجلیات صفدر، شائع شدہ بعد از موت اوکاڑوی ج ۵ ص ۴۸۸)

تبصرہ: یہ کہنا کہ نبی ﷺ کی نظر مبارک "گدھی اور کتیا کی شرمگاہوں پر پڑتی رہی" کائنات کا سیاہ ترین جھوٹ ہے۔

تنبیہ: اوکاڑوی نے مذکورہ عبارت کو کاتب کی غلطی کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کی ہے مگر یاد رہے کہ یہ طویل عبارت کاتب کی غلطی نہیں ہے بلکہ ماسٹر امین اوکاڑوی کے دستخطوں والی کتاب "تجلیات صفدر" میں اس کے مرنے کے بعد بھی شائع ہوئی ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 12

ایک روایت کی سند یہ ہے:

"حدثنا محمود قال: حدثنا البخاري قال: حدثنا شجاع بن الوليد قال: حدثنا النضر قال: حدثنا عكرمة قال: حدثني عمرو بن سعد عن عمرو بن شعيب عن (أبيه عن) جده"

(جزء القراءۃ للبخاری تحقیقی: ۶۳ و تجلیات صفدر مطبوعہ جمعیۃ اشاعت العلوم الحنفیہ فیصل آباد ج ۳ ص ۹۳)

اس روایت کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

"اس سند میں تین راوی مدلس ہیں، اس لیے ضعیف ہے" (تجلیات صفدر ج ۳ ص ۹۳)

تبصرہ: عرض ہے کہ اس سند میں عمرو بن سعید پر تدلیس کا کوئی الزام نہیں ہے۔صرف عمرو بن شعیب اور شعیب بن محمد پر متاخرین کی طرف سے تدلیس کا الزام ہے اور یہ دونوں تدلیس سے بری ہیں دیکھیں میری کتاب ''الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین (۲/۶۰، ۲/۵۷)

باقی سند مصرح بالسماع ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ اوکاڑوی صاحب نے تیسرا کون سا مدلس گھڑ لیا ہے؟

اکاڑوی جھوٹ نمبر:13

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''یعنی امام سفیان بن عیینہ کے دور دوسری صدی سے لے کر شاہ ولی اللہ کے دور بارہویں صدی تک تمام دنیا اور تمام ممالک میں عوام اور بادشاہ سب حنفی تھے'' (تجلیات صفدر مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ج۵ص۴۲)

تبصرہ: یہ بات صریح جھوٹ ہے۔ تقلید نہ کرنے والے، مالکی، شافعی اور حنبلی عوام اور غیر حنفی حکمرانوں سے آنکھیں بند کر لینا کس عدالت کا انصاف ہے؟

ساتویں صدی ہجری کے سلطان کبیر امیر المومنین ابو یوسف یعقوب بن یوسف المراکشی الظاہری رحمہ اللہ تقلید کے سخت خلاف تھے۔ انھوں نے اپنے دورِ خلافت میں حکم جاری کیا تھا:

''ولا یقلدون أحداً من الأئمة المجتهدین المتقدمین '' اور لوگ اگلے ائمۂ مجتہدین میں سے کسی کی تقلید نہیں کریں گے۔ (تاریخ ابن خلکان ج۷ص۱۱) نیز دیکھئے سیر اعلام النبلاء (ج۲۱ص۳۱۴)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:14

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''تمام ممالک میں سلطنت بھی احناف کے پاس رہی اور جہاد بھی انھوں نے کیے، غیر مقلدوں کو نہ کبھی حکومت نصیب ہوئی نہ جہاد کرنا قسمت میں ہوا......'' (تجلیات صفدر، مکتبہ امدادیہ ملتان ج۵ص۴۵)

تبصرہ: اس کے رد کے لیے دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر (۱۳) پر تبصرہ۔

سلطان کبیر یعقوب بن یوسف المراکشی کی جہادی مہموں کے لیے وفیات الاعیان و سیر اعلام النبلاء کا مطالعہ کریں۔

اوکاڑوی لکھتا ہے: ''تقلید شخصی کا انکار ملکہ وکٹوریہ کے دور میں شروع ہوا''

(تجلیات صفدر، جمعیۃ اشاعت العلوم الحنفیہ فیصل آباد ج ۲ ص ۴۱۰، دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر ۸)

اور یہ سب ملکہ وکٹوریہ سے بہت پہلے گزرے ہیں۔

مجاہد سلطان الراکشی رحمہ اللہ کا حوالہ اوکاڑوی جھوٹ نمبر (۱۳) کے رد میں گزر چکا ہے۔

یہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ ملکہ وکٹوریہ کے دور سے صدیوں پہلے حافظ ابن حزم اندلسی نے تقلید شخصی وغیر شخصی کی سخت مخالفت کی تھی۔

شیخ قاسم بن محمد القرطبی (متوفی ۲۷۶ھ) نے کتاب الایضاح فی الرد علی المقلدین لکھی تھی (دیکھئے سیر اعلام النبلاء ۳۲۹/۱۳)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:15

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"صلوٰة الليل مثنٰى مثنٰى فإذا أردت أن تنصرف فاركع ركعة توتر لك ما صليت"

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۵ ح ۹۹۳)

''رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھنی چاہیے لیکن جس وقت تم نماز ختم کرنے کا ارادہ کرو تو آخر میں ایک رکعت پڑھ لو کیونکہ جس قدر نماز تم پڑھ چکے وہ سب کی سب وتر (طاق) بن جائے۔''

(صحیح بخاری مع اردو ترجمہ: عبدالدائم جلالی بخاری دیوبندی ج ۱ ص ۵۵۳ ح ۹۴۸)

اب اس حدیث کا ترجمہ اوکاڑوی صاحب کے الفاظ میں پڑھ لیں:

''رات کی نماز دو دو رکعت ہے پھر جب دو رکعت بعد تو (التحیات پڑھ کر) سلام کا ارادہ کرے تو کھڑا ہو کر ایک رکعت ملا لے وہ وتر ہو جائیں گے.....'' (مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۱۱۱)

یہ ترجمہ جھوٹا اور خودساختہ ہے۔''(التحیات پڑھ کر)'' کے الفاظ حدیث میں قطعاً موجود نہیں ہیں۔

تنبیہ: حکیم صادق سیالکوٹی صاحب نے سبیل الرسول میں لکھا ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پوری خلافت میں اور خلافتِ عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دو برس میں (یکبارگی) تین طلاقیں ایک شمار کی جاتی تھیں۔'' (ص ۲۶۸، دوسرا نسخہ ص ۱۴۴)

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اوکاڑوی لکھتا ہے:

''تیسرا جھوٹ: اسی حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے ''یکبارگی'' کا لفظ اپنی طرف سے بڑھایا جو حدیث میں مذکور نہیں'' (مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۱۲)

معلوم ہوا کہ حدیث کی تشریح میں کوئی جملہ یا لفظ بریکٹوں میں لکھا جائے تو وہ اوکاڑوی صاحب کے نزدیک جھوٹ ہوتا ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:16

ایک روایت میں خارجیوں کے بارے میں آیا ہے:

"یقرؤن القرآن لایجاوز حناجرھم "إلخ (صحیح بخاری ج۲ص۷۵۶)

اس کا ترجمہ کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

"گلہ پھاڑ پھاڑ کر قرآن۔حدیث پڑھیں گے (تھوتھا چنا باجے گھنا) مگر گلے سے آگے اثر نہیں ہوگا.."

(مجموعہ رسائل ج۲ص۲۴۹)

"حدیث پڑھیں گے" کے الفاظ حدیث میں قطعاً موجود نہیں ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:17

یزید بن ابی زیاد (ضعیف راوی) کی بیان کردہ ترک رفع یدین والی روایت کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

" (ا) پھر یزید بن ابی زیاد سے دس شاگردوں نے اس کو مکمل متن سے روایت کیا ہے......

(۸) شعبہ ۱۶۰ھ (مسند احمد ج۴ص۳۰۳) "

(جزء رفع الیدین مع تحریفات الاوکاروی ص۲۹۶، ۲۹۷تحت ح۳۴)

تبصرہ: حالانکہ مسند احمد میں "رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ" کے الفاظ ہیں۔(ج۴ص۳۰۳ح۱۸۸۹۶)

رفع یدین نہ کرنے والے متن کا کوئی نام ونشان تک نہیں ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:18

امین اوکاڑوی نے کہا: "جیسے محلہ جوناگڑھی جس کی طرف نسبت کر کے اہل حدیث اپنے آپ کو محمدی کہتے ہیں۔"

(مجموعہ رسائل طبع اول ستمبر۱۹۹۴ء ج۳ص۱۶)

یہ اوکاڑوی دعویٰ صریح جھوٹ ہے۔اس کے برعکس عام اہل حدیث اپنے آپ کو سیدنا محمد ﷺ کی طرف منسوب کر کے محمدی کہتے ہیں اور بعض جامعہ محمدیہ سے سندِ فراغت حاصل کرنے کے بعد محمدی کہلاتے ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:19

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

"جیسے امام بخاری کو ان کے اساتذہ امام ابوزرعہ اور ابوحاتم نے متروک قرار دیا"

(تجلیات صفدر، امدادیہ ج۲ص۲۶)

تبصرہ: امام ابوزرعہ اور امام ابوحاتم دونوں امام بخاری کے شاگرد تھے دیکھئے تہذیب الکمال (۸۶/۱۶، ۸۷) استاد نہیں تھے۔ان دونوں سے امام بخاری کو"متروک" قرار دینا ثابت نہیں ہے۔الجرح والتعدیل (۱۹۱/۷) کی عبارت کا جواب یہ ہے کہ کسی راوی سے روایت ترک کردینا اس کی دلیل نہیں ہے کہ وہ راوی روایت ترک کرنے والے کے نزدیک متروک ہے۔مثلاً امام عبداللہ بن المبارک نے امام ابوحنیفہ سے آخری عمر میں روایت ترک کردی تھی (الجرح والتعدیل ج ۸ ص ۴۴۹) کیا اوکاڑوی کا کوئی مقلد یہ کہہ سکتا ہے کہ امام عبداللہ بن المبارک کے نزدیک امام ابوحنیفہ "متروک" تھے؟

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:20

اوکاڑوی نے کہا:

"ان ائمہ اربعہ میں سے فارسی النسل بھی صرف امام صاحبؒ ہی ہیں" (مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۳۲)

امام ابوحنیفہ کا فارسی النسل ہونا قطعاً ثابت نہیں ہے،اس کے برعکس ان کے شاگرد ابونعیم الفضل بن دکین الکوفی (متوفی ۲۱۸ھ) فرماتے ہیں:"أبو حنيفة النعمان بن ثابت بن زوطی ،أصله من كابل"
یعنی امام ابوحنیفہ اصلاً کابلی تھے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۲۴، ۳۲۵ وسندہ صحیح)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:21

اوکاڑوی صاحب نے کہا:

"حضرات غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اور اپنے صحابہ کا خون دے کر قرآن وحدیث لوگوں تک پہنچایا مگر ان قربانیوں کا اثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک ہی رہا۔ابھی آپ کی نماز جنازہ بھی ادا نہ ہوئی تھی کہ حضرت عمرؓ نے قیاس کا دروازہ کھول دیا......" (مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۳۴)

یہ سارا بیان کذب وافتراء پر مبنی ہے۔کسی اہلِ حدیث عالم یا ذمہ دار شخص سے یہ بیان قطعاً ثابت نہیں ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:22

اوکاڑوی صاحب نے کہا:

"امام عبداللہ بن المبارکؒ جیسے محدثین کے سردار خود فقہ حنفی کو خراسان تک پھیلا رہے۔"

(مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۳۶)

امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کا فقہ حنفی کو خراسان میں پھیلانا کسی صحیح ومقبول روایت سے ثابت نہیں ہے،اس کے برعکس امام ابن المبارک کے چند مسائل درج ذیل ہیں:

۱: آپ رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع یدین کے قائل وفاعل تھے۔ دیکھئے سنن الترمذی (۲۵۶)

۲: آپ فاتحہ خلف الامام کے قولاً وفعلاً قائل تھے۔ دیکھئے سنن الترمذی (۳۱۱)

۳: آپ جرابوں پر مسح کے قائل تھے۔ دیکھئے سنن الترمذی (۹۹)

تنبیہ: سنن الترمذی میں امام ابن المبارک کے اقوال کی سندوں کے لیے دیکھئے امام ترمذی کی کتاب العلل الصغیر (ص ۸۸۶)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 23

اوکاڑوی ایک وتر کے بارے میں لکھتا ہے: ''اور حضرت عثمانؓ بھی کوئی ایک حدیث پیش نہ فرما سکے......''

(مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۶۶)

تبصرہ: یہ کہنا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حدیث پیش نہ کر سکے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی گستاخی بھی ہے اور آپ پر جھوٹ بھی ہے۔ اوکاڑوی تو حدیثیں پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتا ہے کہ آپ ''ایک حدیث پیش نہ فرما سکے'' سبحان اللہ!

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 24

اوکاڑوی لکھتا ہے: ''خود دورِ عثمانی میں بیس تراویح کے ساتھ سب تین وتر پڑھتے تھے جس پر کسی نے انکار نہیں کیا''

(مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۶۶)

تبصرہ: کسی صحیح و ثابت روایت میں، دورِ عثمانی میں لوگوں کا بیس تراویح پڑھنا اور سب لوگوں کا تین وتر پڑھنا قطعاً ثابت نہیں ہے۔ (نیز دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر: ۲۶)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 25

اوکاڑوی نے کہا:

''قال ابو بكر بن ابی شيبه سمعت عطاء سئل عن المرأة ...... امام بخاریؒ کے استاد ابوبکر بن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے سنا کہ ان سے عورت کے بارے میں پوچھا گیا کہ......''

(مجموعہ رسائل مطبوعہ جون ۱۹۹۳ء ج ۲ ص ۹۶ بحوالہ ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۹)

حالانکہ ابوبکر بن ابی شیبہ کی عطاء سے ملاقات ہی ثابت نہیں ہے۔ امام ابوبکر بن ابی شیبہ فرماتے ہیں:

''حدثنا هشيم قال: أنا شيخ لنا قال: سمعت عطاء سئل عن المرأة''

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۹ ح ۲۴۷۱)

اس سند سے معلوم ہوا کہ اس میں ایک راوی "شیخ لنا" ہے۔ جس کا کوئی اتا پتا اسماء الرجال کی کتابوں میں نہیں ہے یعنی مجہول راوی ہے، جسے اوکاڑوی صاحب نے چھپا کر ضعیف سند کو صحیح سند ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 26

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

"حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ عہد فاروقی میں لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بھی۔ اور لوگ لمبے قیام کی وجہ سے لاٹھیوں پر سہارا لیتے تھے۔ (بیہقی ج ۴ ص ۴۹۶)"

(مجموعہ رسائل، مطبوعہ نومبر ۱۹۹۴ء ج ۴ ص ۱۴)

تبصرہ: ج ۴ تو کاتب کی غلطی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ ج ۲ ہے، تاہم یاد رہے کہ السنن الکبریٰ للبیہقی (ج ۲ ص ۴۹۶) پر اس بات کا قطعاً ثبوت نہیں ہے کہ "حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بھی" لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔!

(نیز دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر: ۲۴)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 27

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

"جب ائمہ اربعہ نے دین کو مدون اور مرتب فرما دیا تو سب اہل سنت ان میں سے کسی ایک کی تقلید کرنے لگے"

(مجموعہ رسائل ۴ ص ۱۸)

تبصرہ: "دین کو مدون اور مرتب" کے ثبوت سے قطع نظر کرتے ہوئے عرض ہے کہ "سب اہل سنت ان میں سے کسی ایک کی تقلید کرنے لگے" والی بات دروغ ہی دروغ ہے۔ دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر (۹)

اس کے برعکس ائمۂ اربعہ سے تقلید کی ممانعت مروی ہے۔ مثلاً امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع فرمایا ہے (کتاب الام / مختصر المزنی ص ۱، ماہنامہ الحدیث حضرو: ۹ ص ۴۵)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 28

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

"ثالثاً حضرت جابر کا وصال ۷۰ھ کے بعد مدینہ منورہ میں ہی ہوا اور کم از کم پچپن سال آپ کے سامنے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں بیس رکعت تراویح کی بدعت جاری رہی..." (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۱)

تبصرہ: اوکاڑوی کا یہ بیان کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے بلکہ سراسر جھوٹ ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے سامنے لوگوں کا بیس رکعات پڑھنا کسی حدیث سے بھی ثابت نہیں ہے۔ نیز دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر 29

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:29

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''اور سیدہ عائشہ ؓ کا وصال ۵۷ھ میں ہوا۔ پورے بیالیس سال اماں جان کے حجرہ کے ساتھ متصل مسجد نبوی میں بیس رکعات تراویح کی بدعت جاری رہی۔'' (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۰)

تبصرہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے ساتھ متصل مسجد نبوی میں، آپ کے سامنے بیس رکعات کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس کے برعکس صحیح حدیث میں آیا ہے:

''أن عمر جمع الناس علی أبي وتمیم فکانا یصلیان إحدی عشرۃ رکعۃ''

''بے شک عمر (رضی اللہ عنہ) نے لوگوں کو ابی (بن کعب) اور تمیم (داری) پر جمع کیا، دونوں گیارہ رکعتیں پڑھاتے تھے۔'' (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۳۹۱ و آثار السنن تحت ح ۷۷۵)

دیوبندیوں کا کیا خیال ہے کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہ گیارہ رکعتیں پڑھانے کے لیے مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے جاتے تھے؟

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:30

حنفیوں و دیوبندیوں کا یہ نظریہ ہے کہ نماز عیدین میں چھ تکبیریں کہی جائیں، بارہ تکبیریں نہ کہی جائیں۔ اس سلسلے میں حنفی مذہب کی تائید میں کچھ روایات نقل کر کے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''ان احادیث مقدسہ سے ماہ نیم ماہ اور آفتاب نیم روز کی طرح رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور عمل صحابہ کرام کے اجماع سے نماز عید کا یہ طریقہ ثابت ہے۔ مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ میں خیر القرون میں اسی طریقے سے نماز عید پڑھی جاتی تھی۔'' (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۹)

تبصرہ: اس اوکاڑوی جھوٹے اجماع کے مقابلے میں امام نافع رحمہ اللہ (مشہور تابعی) فرماتے ہیں:

''میں نے (سیدنا) ابوہریرہ (المدنی رضی اللہ عنہ) کے ساتھ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز پڑھی۔ پس آپ نے پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیریں کہیں اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں۔''

(موطا امام مالک مترجم اص ۱۸۰ ح ۴۳۴ وسندہ صحیح)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی (7+5) بارہ تکبیروں کے قائل تھے۔ (احکام العیدین للفریابی: ۱۲۸ وسندہ صحیح)

اوکاڑوی صاحب نے کذب و افترا کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسے اجماع کا دعویٰ کر رکھا ہے جس سے سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما باہر ہیں۔ سبحان اللہ!

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:31

اہلِ حدیث کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''اختلافی احادیث میں سے یہ حضرات اس حدیث کو تلاش کرتے ہیں جو کتاب اللہ کے خلاف ہو''

(مجموعہ رسائل ج۴ص ۳۸)

تبصرہ: دیوبندیوں کا یہ نظریہ ہے کہ نماز میں مرد تو ناف کے نیچے اور عورتیں سینہ پر ہاتھ باندھیں۔ جب کہ اہلِ حدیث کی تحقیق ہے کہ مرد و عورت دونوں سینہ پر ہاتھ باندھیں۔ اہلِ حدیث اپنے دلائل میں درج ذیل احادیث بھی پیش کرتے ہیں:

"ورأيته يضع هذه على صدره" اور میں نے آپ (ﷺ) کو دیکھا آپ یہ (ہاتھ) اپنے سینے پر رکھتے تھے۔ (مسند احمد ج۵ص ۲۲۶ ح ۲۲۳۱۳ وسندہ حسن) یہ حدیث قرآن کی کونسی آیت کے خلاف ہے؟

کوئی بتائے کہ ہم بتلائیں کیا؟

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:32

اہلِ حدیث کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

''پھر شور مچایا کہ سات سمندر دور دمشق کے مکتبہ ظاہریہ میں جو مسند حمیدی کا قلمی نسخہ ہے اس میں اگرچہ یرفع یدیه بھی رکوع کے ساتھ نہیں ہے تو فلا یرفع بھی نہیں ہے......'' (مجموعہ رسائل ج۴ص ۴۴)

تبصرہ: اس محرف کلام کے مقابلے میں اہلِ حدیث صرف یہ کہتے ہیں کہ دمشق شام کے مکتبہ ظاہریہ میں مسند حمیدی والے نسخہ میں رفع نہ کرنے والے الفاظ نہیں ہیں جنھیں دیوبندی حضرات آج کل پیش کر رہے ہیں۔ رہا یہ کہ ''سات سمندر دور'' کے الفاظ تو یہ اوکاڑوی صاحب کا صریح جھوٹ ہے کیونکہ پاکستان کے ساتھ ملا ہوا ایران ہے ایران کے ساتھ عراق ملا ہوا ہے اور عراق کے ساتھ شام ملا ہوا ہے۔ سات سمندروں کے بجائے ایک سمندر بھی حائل نہیں ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:33

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ''غیر مقلدین کا دعویٰ تو یہ ہے کہ مقتدی کا امام کے پیچھے ایک سو تیرہ سورتیں پڑھنی حرام ہیں اور ایک سورت فاتحہ پڑھنی فرض ہے۔'' (مجموعہ رسائل ج۴ص ۴۷)

تبصرہ: یہ اوکاڑوی بیان سراسر دروغ ہے۔ اس کے برعکس اہلِ حدیث ظہر و عصر میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کے علاوہ بھی قراءت کرنے کو جائز سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سری نمازوں میں امام کے پیچھے، فاتحہ کے علاوہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ والحمدللہ

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:34

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

"نمازتراویح کے بارے میں بیس رکعت سے کم کسی امام کا مذہب نہیں۔" (مجموعہ رسائل ج۴ص۵۱)

تبصرہ: اس کے سراسر برعکس امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ

"میں اپنے لیے قیامِ رمضان (تراویح) گیارہ رکعتیں اختیار کرتا ہوں۔"

(کتاب التہجد/عبدالحق اشبیلی ص۱۷۶، الحدیث حضرو:۵ص۳۸)

امام شافعی فرماتے ہیں کہ

"اس چیز (تراویح) میں ذرہ برابر تنگی نہیں ہے اور نہ کوئی حد ہے کیونکہ یہ نفل نماز ہے۔ اگر رکعتیں کم اور قیام لمبا ہو تو بہتر ہے اور مجھے زیادہ پسند ہے۔ اور اگر رکعتیں زیادہ ہوں تو بھی بہتر ہے۔"

(مختصر قیام اللیل للمرزی ص۲۰۲، ۲۰۳ الحدیث حضرو:۵ص۳۸)

معلوم ہوا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کم رکعتوں کو زیادہ پسند کرتے تھے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:35

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

"حالانکہ ذہبی نے ابوداود سے بیس رکعت ہی نقل کیا ہے۔" (مجموعہ رسائل ج۴ص۵۲)

تبصرہ: معلوم ہوا کہ اوکاڑوی صاحب کے نزدیک حافظ ذہبی نے امام ابوداود سے بیس راتوں کا لفظ نقل نہیں کیا۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

"**أثر:(د)یونس بن عبید عن الحسن أن عمر جمع الناس علٰی أبي فکان یصلي بھم عشرین لیلة ...**" (المہذب فی اختصار السنن الکبیر ج۱ص۴۶۴)

معلوم ہوا کہ ذہبی نے ابوداود سے بیس راتیں نقل کی ہیں جس کے خلاف اوکاڑوی صاحب شور مچا رہے ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:36

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرات انبیاء علیہم السلام (اپنی امتوں کے) قائدین اور فقہاء (اپنے مقلدوں کے) سردار ہیں" (مجموعہ رسائل ج۴ص۶۹)

تبصرہ: اوکاڑوی کا یہ کلام کالا جھوٹ ہے۔ اس کا ثبوت کسی حدیث میں نہیں ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:37

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

''مثلاً نماز باجماعت میں ساتھی کے ٹخنے پر ٹخنہ مارنا سنت ہے جو مردہ ہو چکی ہے اس پر عمل کرنا سو شہید کا ثواب ہے''(مجموعہ رسائل ج۴ص۱۱۲)

تبصرہ: ٹخنے سے ٹخنہ ملانا تو حدیث میں آیا ہے لیکن ''ٹخنے پر ٹخنہ مارنا'' یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں اور نہ اہلِ حدیث کا یہ مسلک ہے بلکہ اوکاڑوی صاحب کا اہلِ حدیث پر یہ صریح افترا ہے اور حدیثِ رسول ﷺ کے ساتھ استہزاء ہے۔ (العیاذ باللہ)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:38

اوکاڑوی صاحب نے اہلِ حدیث سے منسوب کیا ہے کہ

''ہم تو صرف بخاری مسلم اور زیادہ مجبوری ہو تو صحاح ستہ کو مانتے ہیں۔باقی حدیث کی سب کتابوں کا پوری ڈھٹائی سے نہ صرف انکار کر دو بلکہ استہزا بھی کر دو اور اتنا مذاق اُڑاؤ کہ پیش کرنے والا ہی بے چارہ شرمندہ ہو کر حدیث کی کتاب چھپالے اور آپ کی جان چھوٹ جائے''(مجموعہ رسائل ج۴ص۱۱۴)

تبصرہ: یہ سارا بیان جھوٹ ہے کسی اہلِ حدیث عالم سے ایسا کلام ثابت نہیں ہے۔بلکہ اہلِ حدیث کا مذہب یہ ہے کہ صحیح حدیث حجت ہے چاہے وہ جہاں ہو اور جس کتاب میں ہو۔والحمد للہ

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:39

ایک اہلِ حدیث استاد کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

''استاد جی تاکید فرماتے تھے کہ جو نماز نہیں پڑھتا اس کو نہیں کہنا کہ نماز پڑھو۔ہاں جو نماز پڑھ رہا ہو، اس کو ضرور کہنا کہ تیری نماز نہیں ہوئی''(مجموعہ رسائل ج۴ص۱۱۵)

تبصرہ: یہ سارا بیان جھوٹ ہے اور کسی اہلِ حدیث عالم یا استاد سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:40

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

''اب سنیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حدیث یوں ہے کہ نماز نہیں ہوتی اس کی جو فاتحہ اور کچھ اور حصہ قرآن کا نہ پڑھے۔(!) عن عبادہ مسلم ج۱ص۱۶۹...''(مجموعہ رسائل ج۴ص۱۴۰)

تبصرہ: ان الفاظ والی کوئی حدیث صحیح مسلم میں موجود نہیں ہے۔صحیح مسلم میں لکھا ہوا ہے کہ

''لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بأم القرآن ...وزاد :فصاعداً''

(ج۱ص۱۶۹ح۳۶، ۳۷/۳۹۴ و ترقیم دارالسلام:۸۷۶، ۸۷۷)

ترجمہ: جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں...اور (راوی نے یہ لفظ) زیادہ کیا: پس زیادہ

معلوم ہوا کہ صحیح مسلم میں **فصاعداً** (پس زیادہ) کا لفظ ہے **وصاعداً** (اور زیادہ) کا لفظ نہیں ہے۔

انور شاہ کشمیری دیوبندی اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

''پھر احناف نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس حدیث سے مراد فاتحہ اور سورت ملانے کا وجوب ہے لیکن یہ بات لغت کے خلاف ہے کیونکہ اہل لغت اس پر متفق ہیں کہ ''ف'' کے بعد جو ہو وہ غیر ضروری ہوتا ہے۔ سیبویہ (نحوی) نے (اپنی) الکتاب کے باب الاضافہ میں اس کی صراحت کی ہے۔''

(العرف الشذی ص ۷۶ نیز دیکھئے میری کتاب نصر الباری فی تحقیق جزء القراءۃ للبخاری ص ۴۸)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 41

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

''ابن زبیر کہتے ہیں، میرے سامنے ایک دفعہ حضرت صدیقؓ نے نماز میں رکوع والی رفع یدین کی، میں نے بھی پوچھا یہ کیا ہے؟ یہ جملہ بتا رہا ہے کہ حضرت صدیقؓ نے ایسی نماز پڑھی کہ اور کوئی صحابی نماز نہ پڑھتے تھے اسی لئے تو پوچھنے کی ضرورت پڑی۔'' (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۶۳)

تبصرہ: یہ ساری عبارت جھوٹ کا پلندا ہے اس کے برعکس السنن الکبریٰ للبیہقی میں لکھا ہوا ہے کہ

"فقال عبد الله بن الزبير: صليت خلف أبي بكر الصديق رضي الله عنه فكان يرفع يديه إذا افتتح وإذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع وقال أبو بكر: صليت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان يرفع يديه إذا افتتح الصلوٰة وإذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع، رواته ثقات''

ترجمہ: تو (سیدنا) عبداللہ بن الزبیر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں نے (سیدنا) ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے پس آپ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے اور ابوبکر (الصدیق رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ہے پس آپ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے (بیہقی نے فرمایا) اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔

معلوم ہوا کہ نہ تو سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے کوئی سوال کیا ہے اور نہ یہ فرمایا ہے کہ ''ایک دفعہ حضرت صدیقؓ نے نماز میں رکوع والی رفع یدین کی'' ایک دفعہ کا لفظ بھی اوکاڑوی کا گھڑا ہوا ہے۔

(ج ۲ ص ۷۳)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 42

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

''الغرض اس تیسری صدی کے شروع میں ساری دنیا میں یہی ایک آدمی رفع یدین کرنے والا تھا جس کا دماغ

چل گیا تھا" (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۶۲)

تبصرہ: اس اوکاڑوی جھوٹ کے برخلاف امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) کا قول درج ذیل ہے:

میں نے معتمر (بن سلیمان) [متوفی ۱۸۷ھ] یحییٰ بن سعید (القطان) [متوفی ۱۹۸ھ] عبدالرحمٰن (بن مہدی) [متوفی ۱۹۸ھ] یحییٰ (بن معین) [متوفی ۲۳۳ھ] اور اسماعیل (بن علیہ) [وفات ۱۹۳ھ] کو دیکھا وہ رکوع کے وقت اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین: ۱۲۱)

کیا خیال ہے تیسری صدی ہجری میں وفات پانے والے امام یحییٰ بن معین اور امام احمد بن حنبل وغیرہما کس وقت رفع یدین کرتے تھے؟ یاد رہے کہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے ہیں مثلاً امام بخاری رحمہ اللہ کس صدی میں رفع یدین کرتے تھے؟ دوسری صدی ہجری میں وفات پانے والے امام عبدالرحمٰن بن مہدی کس وقت رفع یدین کرتے تھے؟

جھوٹ نمبر 43:

اوکاڑوی لکھتا ہے کہ

"امام زہری عظیم محدث ہیں مگر غیر مقلدین کی تحقیق میں وہ شیعہ تھے چنانچہ غیر مقلدین کے مایۂ ناز محقق حکیم فیض عالم صدیقی خطیب جامع مسجد اہل حدیث محلہ مستریاں جہلم..." (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۷۱)

تبصرہ: حکیم فیض عالم صدیقی ایک ناصبی اور گمراہ شخص تھا جس کی گمراہیوں سے تمام اہل حدیث بری ہیں۔ راقم الحروف نے حکیم فیض عالم کا شدید رد لکھا ہے دیکھئے الحدیث حضرو: ۳ ص ۴۳، الحدیث حضرو: ۸ ص ۱۶، ۱۷

امام زہری کی جلالت شان وعدالت وثقاہت کے لیے دیکھئے الحدیث: ۳ ص ۴۱، ۴۲

جھوٹ نمبر 44:

اوکاڑوی صاحب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

"اور پہلی تکبیر کے بعد ہر جگہ رفع یدین کا ترک بھی ثابت ہے..... (المدونۃ الکبریٰ ص ۶۸ ج ۱)"

(مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۷۳)

تبصرہ: ہمارے نسخہ میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما والی روایت صفحہ ۷۱ پر موجود ہے۔

"كان يرفع يديه حذو منكبيه إذا افتتح التكبير للصلوٰة" یعنی آپ ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر افتتاح کہتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے تھے (المدونۃ ج ۱ ص ۷۱)

اس میں ترک رفع یدین کا نام ونشان تک نہیں ہے۔

تنبیہ: المدونۃ الکبریٰ امام مالک کی کتاب نہیں ہے۔ صاحب مدونہ "سحنون" تک متصل سند نامعلوم ہے۔ لہٰذا

یہ ساری کتاب بے سند ہوئی۔ ایک مشہور عالم ابوعثمان سعید بن محمد المغربی رحمہ اللہ نے مدونہ کے رد میں ایک کتاب لکھی ہے (سیر اعلام النبلاء ج ۱۴ ص ۲۰۶) وہ اس کتاب کو "مدودہ" (کیڑوں والی کتاب) کہتے تھے۔

(العبر فی خبر من غبر ۱۱۲/۲)

نیز دیکھئے میری کتاب القول المتین فی الجهر بالتأمین ص ۷۳

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 45

سیدنا ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

"اسی طرح ساری نماز (بغیر رفع یدین اور بغیر جلسۂ استراحت) کے پڑھائی اور نماز کے بعد فرمایا: لوگو! یہ ہے وہ نماز جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پڑھ کر دکھاتے تھے (رواہ احمد واسنادہ حسن آثار السنن ص ۱۲۰، ۱۲۱ ج ۱)"

(مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۹۰)

تبصرہ: یہ روایت آثار السنن (ح ۴۵۰) و مسند احمد (ج ۵ ص ۳۴۳ ح ۲۳۲۹۴) میں طویل متن کے ساتھ موجود ہے لیکن اس میں نہ تو ترکِ رفع یدین کا ذکر ہے اور نہ ترکِ جلسۂ استراحت کا، یہ دونوں باتیں اوکاڑوی صاحب نے گھڑ کر بریکٹ میں لکھ دی ہیں۔

تنبیہ: اس روایت کی سند میں ایک راوی شہر بن حوشب ہے جو کہ موثق عند الجمہور اور حسن الحدیث ہے۔

جھوٹ نمبر 46:

غیر مستند کتاب المدونہ کی ایک روایت (جس کا ذکر اوکاڑوی جھوٹ نمبر ۴۴ میں گزر چکا ہے) کا ترجمہ کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں صرف پہلی تکبیر کے وقت ہی رفع یدین کرتے تھے۔" (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۱۷)

تبصرہ: یہ ترجمہ جھوٹ اور افترا پر مبنی ہے۔ اس حدیث ((إن رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یرفع یدیه حذو منکبیه إذا افتتح الصلوٰة)) کا صحیح ترجمہ درج ذیل ہے:

بے شک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اُٹھاتے تھے۔

"صرف پہلی تکبیر کے وقت ہی" کے الفاظ سرے سے اس حدیث میں موجود نہیں ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 47

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

''تکبیر تحریمہ کے وقت سب رفع یدین کرتے ہیں، کسی کو اختلاف نہیں، کیونکہ اس رفع یدین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بھی دیا اور اس پر عمل بھی فرمایا...'' (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۲۷)

تبصرہ: تکبیر تحریمہ کے وقت، رفع یدین کا حکم ہمیں کسی حدیث میں نہیں ملا۔ اگر دیوبندی حضرات یہ حکم باحوالہ پیش کریں تو جھوٹ نمبر: ۴۷ سے اوکاڑوی صاحب کو باہر نکال سکتے ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:48

مشہور ثقہ عندالجمہور راوی عبدالحمید بن جعفر کے بارے میں اوکاڑوی لکھتا ہے کہ

''اس کی سند میں عبدالحمید بن جعفر ضعیف ہے (میزان)'' (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۸۲)

تبصرہ: حالانکہ میزان الاعتدال میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ''وقال ابن معین ثقة.'' اسے علی بن المدینی نے ثقہ اور نسائی واحمد بن حنبل نے: لیس بہ بأس کہا، ابوحاتم اور سفیان نے جرح کی۔ (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۵۳۹)

معلوم ہوا کہ جمہور کے نزدیک عبدالحمید مذکور ثقہ ولیس بہ بأس ہے۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

''صح'' (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۵۳۹ ت ۴۷۶۷)

حافظ ذہبی جب ''صح'' کی علامت لکھیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عمل اس راوی کے ثقہ ہونے پر (ہی) ہے۔

(لسان المیزان ج ۲ ص ۱۵۹ البدر المنیر لابن الملقن ۱/۱۰۸) یعنی ایسا راوی ثقہ ہوتا ہے۔

تنبیہ: حافظ ذہبی نے میزان میں عبدالحمید بن جعفر کو ضعیف نہیں لکھا۔ اور الکاشف میں لکھا ہے کہ ''ثقة'' (ج ۲ ص ۱۳۳) والحمدللہ

اوکاڑوی جھوٹ نمبر:49

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

''علماء غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہم صرف قرآن وحدیث کے مسائل لکھتے ہیں۔ اس دعویٰ سے انہوں نے ہدیۃ المھدی، نزل الابرار، نہج المقبول، بدور الاھلہ، الروضۃ الندیۃ، فقہ محمدیہ، عرف الجادی وغیرہ بہت سی کتابیں لکھیں، ان کتابوں کے بارے میں علماء غیر مقلدین اور عوام غیر مقلدین میں بہت جھگڑا ہے، علماء کہتے ہیں، یہ قرآن وحدیث کے خالص مسائل ہیں، ان میں قیاس ورائے کا کوئی دخل نہیں، عوام غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہمارے علماء قرآن وحدیث کا نام لے کر جھوٹ لکھ رہے ہیں۔ یہ مسائل تو قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ الغرض علماء کے نزدیک عوام غیر مقلدین ان کتابوں کا انکار کر کے قرآن وحدیث کے مسائل کے منکر ہیں اور عوام غیر مقلدین کے نزدیک علماء قرآن وحدیث پر جھوٹ بولنے والے تھے۔'' (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۳۰۹ غیر مقلدین کے رسالہ مکتوب مفتوح پر ایک نظر)

تبصرہ: اوکاڑوی صاحب کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ اہلِ حدیث علماء کے نزدیک الروضۃ الندیہ، ہدیۃ المہدی،

نزل الابرار، عرف الجادی اور بدور الاہلہ وغیرہ کتابیں مقبول ہیں۔

دوسری جگہ خوداوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

''نواب صدیق حسن نے فقہ حنفی کوتو جھوٹ فریب کہامگر زیدی شیعہ شوکانی یمن کی فقہ کی کتاب الدرر البھیہ کو من وعن قبول کرلیااوراس کی شرح الروضۃ الندیۃ لکھ کراپنے مذہب کی فقہ بنالیا۔اس کے بعدنواب وحیدالزمان نے ہدیۃ المہدی، نزل الابرار من فقہ النبی المختار اور کنز الحقائق، میر نورالحسن نے عرف الجادی من جنان ھدی الھادی اور صدیق حسن نے بدور الاہلہ وغیرہ کتابیں لکھیں مگران کتابوں کا جوحشر ہواوہ خداکسی دشمن کی کتاب کابھی نہ کرے۔نہ ہی غیرمقلدمدارس نے ان کوقبول کیا کہ ان میں سے کسی کتاب کوداخل نصاب کرلیتے، نہ ہی غیرمقلدمفتیوں نے ان کو قبول کیا کہ اپنے فتاویٰ میں ان کولیتے اورنہ ہی غیرمقلدین عوام نے ان کوقبول کیا۔وہ مرزاقادیانی اورسوامی دیانند کی کتابوں سے اتنانہیں جلتے جتناان کتابوں کے نام سے جلتے ہیں۔''

(تجلیات صفدر، جمعیۃ اشاعۃ العلوم الحنفیہ فیصل آبادج اص ۶۲۰، ۶۲۱)

اوکاڑوی کے اس کلام سے معلوم ہواکہ اہلِ حدیث مدرسین ومفتیان کے نزدیک ہدیۃ المہدی، نزل الابراراور عرف الجادی وغیرہ غیرمقبول (مردود) کتابیں ہیں۔

اسی طرح اوکاڑوی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ

''غیرمقلدین میں اگرچہ کئی فرقے اور بہت سے اختلافات ہیں۔اتنے اختلافات کسی اورفرقے میں نہیں ہیں مگرایک بات پرغیرمقلدین کے تمام فرقوں کا اتفاق اوراجماع ہے وہ یہ ہے کہ غیرمقلدین کونہ قرآن آتا ہے نہ حدیث۔کیونکہ نواب صدیق حسن خان، میاں نذیرحسین، نواب وحیدالزمان، میرنورالحسن، مولوی محمدحسین اورمولوی ثناءاللہ وغیرہ نے جوکتابیں لکھی ہیں اگرچہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن وحدیث کے مسائل لکھے ہیں لیکن غیرمقلدین کے تمام فرقوں کے علماءاورعوام بالاتفاق ان کتابوں کوغلط قراردے کرمستردکرچکے ہیں بلکہ برملاتقریروں میں کہتے ہیں کہ ان کتابوں کوآگ لگادو۔'' (مجموعہ رسائل ج اص ۲۲ تحقیق مسئلہ تقلیدص ۶)

اس بیان سے معلوم ہواکہ تمام اہلِ حدیث علماء کے نزدیک نواب وحیدالزمان ومیرنورالحسن وغیرہما کی کتابیں (مثلاً ہدیۃ المہدی، نزل الابراراورعرف الجادی) غلط اورمستردہیں۔

ایک جگہ اوکاڑوی صاحب کہتے ہیں کہ اہلِ حدیث علماءان کتابوں کو''قرآن وحدیث کے خالص مسائل''مانتے ہیں اور دوسری جگہ کہہ رہے ہیں کہ''علماءاورعوام بالاتفاق ان کتابوں کوغلط قراردے کرمستردکرچکے ہیں''ان دونوں متضاد دعووں میں سے ایک دعوے میں اوکاڑوی صاحب خودجھوٹے ہیں۔

جھوٹ نمبر 50:

رکوع سے پہلے اور بعدوالے رفع یدین کے بارے میں اہلِ حدیث پرتنقیدکرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

''کبھی متنازعہ رفع یدین کی حدیث کے متواتر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔'' (مجموعہ رسائل ج۲ص۲۸۲)

تبصرہ: معلوم ہوا کہ اوکاڑوی صاحب کے نزدیک رفع یدین کو متواتر کہنا جھوٹ ہے۔اس کے برعکس انور شاہ کشمیری دیوبندی فرماتے ہیں کہ

"وليعلم أن الرفع متواتر إسناداً وعملاً لا يشك فيه ولم ينسخ ولا حرف منه وإنما بقي الكلام في الأفضلية " (نیل الفرقدین ص۲۲)

ترجمہ: اور جاننا چاہیے کہ رفع یدین، بلحاظِ سند وبلحاظِ عمل متواتر ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔یہ منسوخ نہیں ہوا اور نہ اس کا کوئی حرف منسوخ ہوا ہے۔صرف افضلیت میں کلام باقی ہے۔

معلوم ہوا کہ اوکاڑوی صاحب کے ظہور وشیوع سے پہلے ہی انور شاہ کشمیری صاحب کے نزدیک اوکاڑوی صاحب کذاب ہیں۔

قارئین کرام!

ماسٹر امین اوکاڑوی صاحب کے پچاس جھوٹ مکمل ہوگئے۔ان کے علاوہ بھی اوکاڑوی صاحب کے اور بہت سے جھوٹ ہیں مثلاً اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ

حدیث دہم: "عن عبدالله بن مسعودؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا كبر سكت هنيئة واذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين سكت هنيئة واذا قام في الركعة الثانية لم يسكت وقال الحمدلله رب العالمين ."(ابوبکر بن ابی شیبہ)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت کہ تکبیر کہتے تھے۔تھوڑا سا سکتہ کرتے تھے۔اور جب غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہتے تھے تب بھی تھوڑا سا سکتہ کرتے تھے۔اور جب دوسری رکعت میں کھڑا ہوتے تھے تو سکتہ نہ کرتے تھے بلکہ کہتے تھے الحمد للہ رب العالمین''

(مجموعہ رسائل ج۱ص۱۳۸، ۱۳۹ تحقیق مسئلہ آمین ص۲۶، ۲۷)

یہ روایت ہمیں نہ تو مصنف ابن ابی شیبہ میں ملی ہے اور نہ مسند ابن ابی شیبہ میں اور نہ حدیث کی کسی اور کتاب میں!

تنبیہ: ماسٹر محمد امین اوکاڑوی دیوبندی حیاتی کے یہ پچاس جھوٹ مع تبصرہ، راقم الحروف کی کتاب ''اکاذیب آلِ دیوبند'' سے پیش کیے گئے ہیں۔وما علينا إلا البلاغ

ضروری اطلاع

(الحدیث شمارہ نمبر ۲۸ ماہ شعبان ۱۴۲۷ بمطابق ستمبر ۲۰۰۶ء)

مصنف کی دیگر تصانیف

① الدین الخالص عقیدہ عذاب القبر کی شرعی حیثیت قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ عذاب قبر پر ایک جامع اور مفصل کتاب جس میں عذاب القبر پر کئے گئے تمام اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

② اس موضوع پر مختصر لیکن جامع کتاب خلاصۃ الدین الخالص کے نام سے چھپ چکی ہے صفحات ۹۶۔

③ الفرقۃ الجدیدہ جماعت المسلمین کے بانی مسعود احمد بی ایس سی کا علمی محاسبہ جماعت المسلمین پر ایک علمی وتحقیقی کتاب۔

④ خلاصۃ الفرقۃ الجدیدہ جو اس موضوع پر مختصر اور جامع کتاب ہے اور جس میں الفرقۃ الجدیدہ پر مسعود احمد صاحب کی طرف سے کئے گئے اعتراضات کے جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔

⑤ دعوت قرآن کے نام سے قرآن وحدیث سے انحراف۔ اس کتاب میں الدین الخالص پر کئے گئے اعتراضات کے علمی اور تحقیقی جوابات دیئے گئے ہیں۔

⑥ حدیث عائشہ میں تلبیس۔ اس مختصر کتاب میں فرقہ عثمانی، فرقہ مسعودیہ اور منکرین حدیث کا جائزہ لیا گیا ہے۔

⑦ عقیدہ نور من نور اللہ کی شرعی حیثیت قرآن وحدیث کی روشنی میں۔ مسئلہ نور و بشر، سایہ رسولؐ اور موضوع روایات پر ایک علمی دستاویز۔

⑨ آٹھ رکعت تراویح سنت۔ تراویح کے موضوع پر ایک مختصر اور جامع کتاب۔

⑩ رفع الیدین کے دلائل اور شبہات کا ازالہ۔ ایک مختصر لیکن جامع کتابچہ۔

⑪ حکم طلاق الثلاث۔ تین طلاقوں کا شرعی حکم قرآن وحدیث کی روشنی میں۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے مفتی صاحب کے شبہات کا ازالہ۔

⑫ دینی اُمور پر اُجرت کا جواز۔ عثمانی برزخی حضرات نے دینی اُمور پر اُجرت کے جواز کا بالکل انکار کیا۔ اس کتاب میں اُجرت کے جواز پر علمی وتحقیقی بحث کی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ فضیلۃ الشیخ علامہ ابوانس محمد یحییٰ گوندلوی حفظہ اللہ

اُمت مسلمہ جب سے تقلیدی جمود کا شکار ہوئی ہے اسی وقت سے کتاب وسنت کی جو شریعت مطہرہ میں حیثیت ہے وہ مقلدین کے ہاں بے معنی ہو کر رہ گئی ہے۔ یوں تو ہر تقلیدی گروہ کتاب وسنت پر عمل کا دعویٰ کرتا ہے مگر اختلافی مسائل میں عملاً یہ دعویٰ قابل نظر ہے اس لئے کہ ہر گروہ نے اپنے امام اور مقتداء کے قول کو حرف آخر سمجھا ہے اور اپنے امام کے قیاسی وآرائی اقوال جو کتاب وسنت سے صریحاً متصادم ہیں ان میں کتاب وسنت کو پس پشت ڈالتا ہے اور اپنے امام کے قول کو ہر صورت راجح قرار دیتا ہے اور یہ عذر لنگ پیش کیا جاتا ہے کہ ہم کتاب وسنت کے نصوص کو سمجھنے کی سکت نہیں رکھتے۔ ہماری بصیرت امام کی رائے اور بصیرت کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ اور پھر ہمارا اپنے امام کے بارہ میں حسن ظن ہے کہ وہ نصوص کی مخالفت نہیں کر سکتا لہٰذا حق وہی ہے جو ہمارے امام نے سمجھا ہے۔

تقلیدی جمود اور تسلط کے بعد جو گروہ معرض وجود میں آئے تو ان میں سے ہر ایک نے خود کو حق پر سمجھا ﴿کل حزب بما لدیھم فرحون﴾ جس سے محاذ آرائی کا راستہ کھل گیا۔ پس پھر کیا تھا ہر ایک نے اپنے امام کو امام اعظم ثابت کرنے کے لئے اس کے اقوال کی صحت کی تائید کے لئے دلائل تلاش کرنے پر دوڑ لگا دی چونکہ یہ تو ممکن نہیں کہ مسائل اختلافیہ میں دو متضاد قول ہوں اور دونوں ہی صحیح دلائل رکھتے ہوں یقیناً ان میں سے ایک قول راجح اور دوسرا مرجوح ہوتا ہے۔ بسا اوقات مرجوح قول کی صحت ثابت کرنے کے

لئے کتاب وسنت میں لفظی یا معنوی تحریف کی گئی۔

حنفی مستدل روایات

مسائل اختلافیہ میں حنفی اقوال عموماً کتاب وسنت سے متعارض ہیں۔ اہل الرائے ہونے کے ناطہ سے حدیثی رنگ کم ہی نظر آتا ہے چونکہ دعوی سنت پر عمل کا ہے اس لئے ان مسائل میں حدیثی دلائل کی ضرورت محسوس کی گئی۔ چونکہ قلت روایات کی بنا پر اکثر صحیح احادیث گوشہ اخفا میں تھیں جس کی وجہ سے مخالفت کا عنصر بالکل عیاں ہے تو انہوں نے اپنے وجود کو قائم رکھنے کے لئے ضعیف، منقطع، معضل اور مرسل روایات کا سہارا لیا۔ بسا اوقات جب دلائل کی کمی ایسی ناقابل روایات سے بھی پوری نہ ہوئی تو اپنی طرف سے روایات گھڑ کر رسول اکرم ﷺ کی طرف منسوب کردیں جیسا کہ ''من رفع یدیہ فلا صلوٰۃ لہ، ومن قرء خلف الامام فلا صلوٰۃ لہ'' جیسی روایات ہیں جن کو ارباب تقلید نے نہایت دیدہ ذہنی کے ساتھ گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کردیا۔

دین میں تحریف نہایت ناپسندیدہ اور غیر مستحسن فعل ہے اس تحریف کا ارتکاب جب یہود ونصاری نے کیا دین خالص اپنی اصلیت کھو بیٹھا یہودیت اور نصرانیت کی شکل میں آج جو کچھ بھی موجود ہے وہ آمیزش سے خالی نہیں بلکہ مبدل اور محرف ہے، جس کی قرآن کریم نے متعدد مواقع پر وضاحت کی ہے۔

اسلام آخری دین ہے جس نے اپنی اصلی حالت میں تا قیامت قائم رہنا ہے لہٰذا اس دین میں جس نے بھی تحریف کا ارتکاب کیا وہ کامیاب نہیں ہوسکا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس اُمت مرحومہ میں ہر دور میں ایسے رجال پیدا کرتا رہتا ہے جو اس کے دین کو تحریف، تبدل اور تغیر سے پاک کرتے رہتے ہیں۔ دین میں تحریف کی ضرورت تب پڑتی ہے جب دین

میں اھواء اور آراء کو شامل کیا جائے۔ چونکہ اصل دین تو اہل اھواء کی اھواء اور آراء کی تائید اور تعمیل نہیں کرتا جس کے لئے ان کو دیگر وجوہ اپنانے کے ساتھ تحریف کا بھی ارتکاب کرنا پڑتا ہے۔

تحریف کی صورتیں

تحریف کی متعدد صورتیں ہیں جن کا احاطہ یہاں مقصود نہیں البتہ یہ بات بلاریب ہے کہ ان میں اکثر صورتیں کتب احناف میں پائی جاتی ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

(۱) حدیث سے عدم معرفت: کتب احناف میں تحریف کی یہ صورت بڑی واضح ہے کہ اکثر فقہاء حضرات علم حدیث سے ناواقف ہیں بلکہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بقول جسے مبسوط آتی ہے وہ فقیہ ہے خواہ وہ حدیث سے اصلاً واقف نہ ہو۔

ہدایہ میں تحریف کی اس نوع کی متعدد مثالیں موجود ہیں جن میں ایک یہ ہے صاحب ہدایہ ناقل ہیں:

ان اللہ تعالیٰ یحب التیامن فی کل شئ حتی التنعل و الترجل (ھدایہ ص ۸ ج ۱)

حالانکہ یہ حدیث متفق علیہ ہے جو بڑی معروف ہے جو صحیحین میں ان الفاظ سے مروی ہے:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحب التیمن ما استطاع فی شأنہ کلہ فی طھورہ و ترجلہ و تنعلہ (بخاری حدیث: ۴۲۶، مسلم حدیث: ۶۱۷)

کتنی خوفناک تحریف کی کہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جملے کو ان اللہ تعالیٰ سے اور ما استطاع فی شأنہ کے جملے کو فی کل شئ سے اور فی طھورہ و ترجلہ و تنعلہ کو حتی التنعل و الترجل سے بدل دیا۔

(۲) حدیث کے وہ الفاظ جو ان کے اقول کے خلاف آتے ہیں ان کو حذف کر دیا۔ دار قطنی صفحہ ۳۲۰ ج ۱ میں معروف حدیث ہے:

لا یقران احد منکم شیئا من القرآن اذا جهرت الا بام القرآن

میں مولانا احمد علی سہارنپوری نے یوں تحریف کی:

لا یقران احد منکم شیئا من القرآن اذا جهرت بالقرآن قال الدارقطنی رجاله ثقات (الدلیل القوی)

اس میں الا بام القرآن کا جملہ ہی حذف کر دیا۔ حدیث کا مطلب تو واضح ہے کہ جب قراءت جہری کروں تو تم صرف سورۃ فاتحہ پڑھو۔ سہارنپوری کی تحریف کے بعد یہ معنی ہوا کہ جب میں جہری قراءت کروں تو تم کچھ بھی نہ پڑھو۔

امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنی حنفی اقوال کے خلاف ہے اس لئے انہوں نے وہ جملہ ہی حذف کر دیا جس سے امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنی لازم آتی ہے۔

(۳) مطلب براری کے لئے حدیث میں اضافہ کرنا:

ابوداؤد وغیرہ میں حدیث ہے:

ثلاث جدهن جد و هزلهن جد النکاح والطلاق والرجعة

حنفی اقوال میں ہے کہ قسم اٹھانے والا ارادہ سے یا مجبوراً یا بھول کر قسم اٹھائے تو حکما تمام سورتیں برابر ہیں انکا یہ موقف کتاب وسنت کے خلاف ہے، انہوں نے اپنے اس موقف کو ثابت کرنے کے لئے مذکورہ بالا حدیث میں تحریف کر ڈالی۔ صاحب ھدایہ اس حدیث کو ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

ثلاث جدهن جد و هزلهن جد النکاح والطلاق والیمین (هدایه

ص۴۵۹ ج۱)

حدیث کے اصلی لفظ ''والرجعہ'' کو بدل کر ''والیمین'' بنا دیا جس سے بزعم خویش اپنے مذھب کی دلیل مہیا کردی۔

(۴) دھوکہ اور فریب کی خاطر کسی کے قول کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دینا۔

بسا اوقات حنفی اقوال کے کسی قول میں کوئی صریح دلیل موجود نہیں ہوتی تو کسی تابعی یا متأخر شخص کے قول کو رسول اللہ ﷺ یا صحابی کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے تاکہ قاری سمجھے کہ میرے سامنے تو اس مسئلہ کی دلیل حدیث رسول ﷺ ہے اور دھوکہ کھا کر اس بے دلیل مسئلہ کو حق سمجھ لے۔ صفدر اوکاڑوی لکھتا ہے:

عن عبداللہ بن مسعود ان رسول اللہ ﷺ کان اذا کبر سکت ھنیھة واذا قال غیر المغضوب علیھم ولا الضالین سکت ھنیھة واذا قام فی الرکعة الثانیة لم یسکت و قال الحمد للہ رب العالمین (ابوبکر بن ابی شیبہ) (مجموعہ رسائل ج ۱ صفحہ ۱۲۷)

حالانکہ ابن ابی شیبہ میں یہ روایت ابراہیم نخعی کا قول ہے مرفوع حدیث نہیں ہے۔ (ابن ابی شیبہ حدیث: ۲۸۴۱)

ابراہیم نخعی روایت کے لحاظ سے تبع تابعی ہیں جسے اوکاڑوی نے آمین بالسر کی دلیل بنانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا جس سے تاثر یہ دینا مقصود تھا کہ یہ حدیث رسول ﷺ ہے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۵) صحیح حدیث کے مقابلہ میں حدیث گھڑنا۔

بسا اوقات حنفی اقوال کے خلاف کسی مسئلہ میں صریح احادیث آتی ہیں جن کا ان کے

پاس جواب نہیں ہوتا تو یہ اس کے متوازی اسی طرز کی روایت گھڑ کر پیش کر دیتے ہیں جس سے تاثر پیدا ہوتا ہے کہ ان کے پاس بھی اس طرح کی حدیث ہے۔ ابن جریج کی معروف حدیث ہے کہ انہوں نے نماز عطاء سے سیکھی۔ عطاء نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

صليت خلف ابی بكر فكان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة و اذا ركع واذا رفع رأسه من الركوع و قال ابو بكر صليت خلف رسول الله ﷺ فكان يرفع يديه اذا افتتح الصلوة و اذا ركع و اذا رفع راسه من الركوع (بیہقی ص ۷۳، ج ۲۔ مسند احمد ص ۱۱۲ ج او متعدد کتب حدیث)

اس حدیث سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی حیات مبارکہ میں اور آپ کی وفات کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز میں رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے جو رفع الیدین کے عدم نسخ پر قوی دلیل ہے اور احناف کے پاس اس کا جواب بھی ممکن نہیں تو انہوں نے اس صحیح حدیث کے متوازی یہ روایت تراش لی، قریبی دور کے قاضی نور محمد آف قلعہ دیدار سنگھ جو مستند حنفی عالم تھے، انہوں نے رفع الیدین کی تردید میں ایک رسالہ تحریر کیا تو اس میں ابن جریج کی روایت بدل کر اپنی طرف سے اس طرح گھڑ لی، لکھتے ہیں:

اخذ اهل الكوفة الصلوة عن ابراهيم النخعي و اخذ ابراهيم النخعي عن اسود بن يزيد و اخذ اسود عن ابی بكر الصديق و اخذ ابوبكر عن النبی ﷺ وهو اخذ عن جبريل وهو اخذ عن الله تعالىٰ و ابراهيم النخعي لم يكن يرفع يديه الا فی اول تكبيرة من الصلوة

ثم لا یعود (ازالۃ الرین ص ۶۱)

اپنی طرف سے گھڑی ہوئی اس روایت کو صحیح حدیث کی تردید میں پیش کر دیا۔ اگر گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو حنفی اقوال کی کتب میں اس سے بھی زیادہ خوفناک تحریفی انکشافات واضح ہو جائیں گے۔ ہم نے تو بطور نمونہ کے یہ چند چیزیں قارئین کرام کے سامنے رکھی ہیں تفصیل اصل کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن وحدیث میں تحریف

جب سے حنفی اقوال کی تائید کا حدیث سے رجحان پیدا ہوا ہے تب سے کسی نہ کسی صورت میں اختلافی مسائل میں حاشیہ آرائی کرنے والوں نے تحریف کا حربہ آزمایا ہے۔ ھدایہ سے لے کر آج تک حنفی اقوال کی تائید میں جتنی کتب لکھی گئی ہیں ان میں اکثر میں یا تو نا قابل احتجاج روایات کی بھرمار ہے یا پھر تحریف پائی جاتی ہے۔

علماء اہل حدیث زادھم اللہ شرفاً نے ہر دور میں تحریفات سے پردہ اٹھایا ہے اور اصل حقیقت کو واضح کیا۔ لیکن یہ تردیدی عمل عموماً انفرادی روایات تک محدود رہا ہے جس عالم کی نظر سے کوئی محرف روایت گزری اس نے اس کی تردید کر دی۔ اللہ کریم جزائے خیر سے نوازے ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی حفظہ اللہ کو جنہوں نے اس موضوع پر حقیقت پسندانہ قلم اٹھایا ہے اور ان کی بہت سی تحریفات کو بحوالہ جمع کر کے ان پر کتاب وسنت کی روشنی میں ناقدانہ تبصرہ فرمایا ہے۔

کتاب ''قرآن وحدیث میں تحریف'' دراصل حفاظت دین کا ایک فریضہ ہے اور ان حضرات کے لئے ایک چیلنج ہے جو اپنے بے دلیل مسائل کی آبیاری تحریف سے کرتے ہیں کہ جس نے تحریف کے عیوب سے پردہ ہٹایا ہے اور تحریفی عمل اور اس کے مفاسد سے متنبہ

اور آگاہ کیا ہے۔

کتاب ''قرآن وحدیث میں تحریف'' کے مطالعہ سے یہ امر عیاں ہو جائے گا کہ تقلید نے علماء میں کتنا تعصب کا بیج بویا ہے کہ کتاب وسنت میں تحریف کرنے کی جرأت پیدا کر دی ہے اور اسلام کی خالص تعلیم کو اپنی فاسد آراء سے کتنا گدلا اور مکدر کرنے کی جسارت کی ہے اور کتاب وسنت پر آراء وقیاس کو ترجیح دینے کے لئے کس قدر نازیبا حرکت کی ہے۔

یہ کتاب دفاع سنت میں ایک سنگ میل ہے۔ مقلدین کا جو کتاب وسنت سے عملاً رویہ ہے اس سے آگاہ کرتی ہے اور خطرے کا آلارم بجاتی ہے کہ کتاب وسنت میں تحریف اہل حق کا شیوہ نہیں۔

دعا ہے کہ اللہ رحیم وکریم ڈاکٹر صاحب کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور صراط مستقیم پر چلنے والوں کے لئے اسے چراغ راہ بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

کتبہ ابوانس محمد یحیٰ گوندلوی

مدیر جامعہ تعلیم القرآن والحدیث ساہووالہ ضلع سیالکوٹ

والوں کے لیے چراغ راہ بنائے۔

آمین یارب العالمین

کتبہ ابوانس محمد یحیٰ گوندلوی

مدیر جامعہ تعلیم القرآن والحدیث ساہووالہ ضلع سیالکوٹ

فون 0523510090

0300-6126421

تقریظ فضیلۃ الشیخ علامہ ابو الحسن مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ تعالیٰ

دین اسلام ایک اکمل دین ہے اور اس میں عقائد و اعمال کی مکمل طور پر راہنمائی کی گئی ہے۔ قرآن و حدیث کے علاوہ کوئی بھی چیز دین نہیں ہو سکتی کیونکہ دین اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا ہے اور آپ پر ہی مکمل کیا ہے۔ لیکن عصر حاضر میں بعض لوگ عوام الناس میں شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں اور انہیں اپنی تلبیسات و تشکیکات کے ذریعے یہ باور کرانے کی سعی لاحاصل کرتے ہیں کہ بہت سارے مسائل قرآن و حدیث سے حل نہیں ہوتے ان کا حل حنفی فقہاء کی آراء اور قیاسات میں ہے۔ اور فقہ حنفی ہی اصل دین ہے اور بعض منچلے تو یہ بھی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو وہ بھی فقہ حنفی کے مطابق حکم کریں گے جیسا کہ الدر المختار ص ۱۳ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت، ذب ذبابات الدراسات ج ۱ صفحہ ۲۳۹، ۲۸۲، ۵۵۷ طبع مکتبہ لجنۃ احیاء الادب السندھی کراچی، مکتوبات شیخ احمد سرہندی مکتوب نمبر ۲۸۲ صفحہ ۶۲۷ ج ۱ طبع ایران۔ شیخ انور شاہ کشمیری نے کیا خوب لکھا ہے:

فمن زعم ان الدین کلہ فی الفقہ بحیث لا یبقی وراء ہ شئ فقد حاد عن الصواب (فیض الباری ص ۱۰ ج ۲ طبع مکتبہ حقانیہ پشاور)

جس شخص نے کہا بلا شبہ دین سارا فقہ میں ہے کہ اس کے علاوہ کوئی چیز باقی نہیں وہ جادہ مستقیم سے دُور ہو گیا۔

ہٰذا جو لوگ قرآن و حدیث کی بجائے بعض مخصوص افراد کی آراء و اھواء کو دین منوانے پر تلے ہوئے ہیں انہیں اپنی طرز فکر پر غور کرنا چاہیئے لیکن صد افسوس اصل صراط مستقیم یعنی

قرآن وحدیث کی طرف آنے کی بجائے اپنے نظریات کی خاطر نصوص شرعیہ کی تأویلات باطلہ اور آرائے کاسدہ کے درپے ہو گئے۔اور کتاب وسنت کا رخ اپنے مزعومہ امام کی طرف موڑنے لگ گئے۔اور ان کے درس وتدریس کا انداز یہ بن گیا کہ احادیث مصطفیٰ ﷺ کو سمجھنے اور ان سے مسائل کا استنباط کرنے کے بجائے اپنے امام کا مستدل تلاش کرنے کے لئے انہیں پڑھنے لگے اور ان کے تلامذہ بھی سمجھنے لگے کہ حدیث تو ان کے دارالعلوم میں آ کر حنفی ہو جاتی ہے جیسا کہ محمد مظہر نانوتوی، رشید احمد گنگوہی صاحب کو کہا کرتے تھے کہ: ''حدیث تو آپ کے سامنے آ کر حنفی ہو جاتی ہے''۔(قصص الاکابر ص ۱۴۲ طبع المکتبۃ الاشرفیہ لاہور)۔

اہل الرائے کا حدیث سے واسطہ بہت کم رہا۔سید انظر شاہ نے اپنے والد کے حالات زندگی ''نقش دوام'' میں لکھا ہے ''یہ عجیب تاریخ کا راز ہے جس کی وجوہ وعلل کا دریافت تاریخ کا سب سے بڑا انکشاف ہو گا کہ حدیث کے بیشتر وہ مجموعے جو آج ہمارے کتب خانوں کی زینت ہیں غیر حنفی قلم سے ان کی جمع وترتیب ہوئی خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اس مہم میں حنفی مکتب فکر بھرپور شرکت کیوں نہیں کر سکا عجب نہیں کہ یہ پامال اعتراض کہ ابوحنیفہ الامام حدیث سے نابلد وناواقف تھے ان شبہات وشکوک میں اس سے بھی مدد لی جارہی ہو کہ احناف تدوین حدیث کے کاروبار میں پس ماندہ ہیں اگرچہ متأخرین کی کاوشیں اس خلجان کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑتیں تاہم اسباب کچھ بھی ہوں پھر بھی اس واقعہ سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حدیثی مجموعوں میں احناف کی تالیفی دستاویزات نہ ہونے کے برابر ہیں ان کی تمام تر توجہ اور زورِ قلم فقہ کی تعمیر، استخراج مسائل، نت نئی جزئیات، حوادث و فتاوی کی ترتیب وتدوین پر ہی رہی۔(نقش دوام صفحہ ۱۷۵،۱۷۶)۔

مزید لکھتے ہیں:

''عجیب بات یہ ہے کہ چار فقہی مکاتیب نظر وجود پذیر ہوئے تو حضرات شوافع کی علمی ہمتیں احادیث کی جمع و ترتیب میں مصروف رہیں چنانچہ آج عالم اسلام کی کوئی بھی درسگاہ ایسی نہیں جس میں یہی حدیثی مجموعے زیر درس نہ ہوں۔ مالک علیہ الرحمۃ کے قلم مبارک سے ان کی مشہور موطا مالکی فقہ کے لئے آج اساسی کتاب ہے۔ احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کی مسند حنابلہ کے لئے کافی وشافی ہے احناف ہی ایک ایسا فقہی سکول ہے جس کے پاس خود کسی حنفی امام کی تیار تالیف نہیں۔ امام محمد علیہ الرحمہ کا موطا اور امام طحاوی کی معانی الآثار ثانوی درجہ میں داخل کی گئیں اور خود احناف ان سے وہ استفادہ نہ کر سکے جس کی یہ دونوں کتابیں مستحق تھیں (نقش دوام صفحہ ۳۰۸)

مذکورہ حوالہ سے معلوم ہوا کہ احناف کے ہاں حدیث کا ذوق برائے نام ہے اور وہ کتب احادیث اپنے امام کے دلائل تلاش کرنے کے لئے پڑھتے ہیں کیونکہ ان کے امام سے دلائل منقول نہیں ہیں۔ مولوی حسین احمد مدنی نے لگی لپٹی لگائے بغیر صاف کہہ دیا ہے:

''امام صاحب سے متون تو منقول ہیں دلائل منقول نہیں ہیں لہٰذا دلائل کا تسلیم کرنا ہم پر ضروری نہیں ہے اس سے مذہب حنفی پر کوئی زد نہیں آ سکتی اور جو دلائل مذہب حنفیہ کے مطابق ہوں گے ہم ان کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں''۔ (تقریر ترمذی اردو صفحہ ۲۷ طبع کتب خانہ مجیدیہ ملتان)۔

اور احناف کا مدارس میں حدیث کے حوالے سے طریقہ تدریس ملاحظہ ہو۔ مولوی زکریا کی آپ بیتی میں لکھا ہے: ''قانون تعلیم یہ تھا کہ ہر حدیث کے بعد یہ بتانا ضروری تھا کہ یہ حدیث حنفیہ کے موافق ہے یا مخالف۔ اگر خلاف ہے تو حنفیہ کی دلیل اور حدیث پاک

کا جواب، یہ تمام گویا حدیث کا جزؤ لازم تھا''۔ (آپ بیتی نمبرا صفحہ ۳۰ طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور)

معلوم ہوتا ہے کہ فقہی متون جو احناف کے ہاں پائے جاتے ہیں ان کے دلائل امام ابوحنیفہ سے مروی نہیں ہیں، ان مسائل کو صحیح ثابت کرنے کے لئے دلائل بعد میں وضع کئے گئے اور احادیث کو فقہ حنفی کی طرف ڈھالنے کا کام مدارس میں ہوتا تھا اور جاری وساری ہے تا کہ فقہ حنفی کی برتری ثابت کی جائے اور پھر جب دلائل کو وضعی اور مصنوعی بھٹیوں میں ڈالا جانے لگا تو انہوں نے بددیانتی کی حد کر دی اور مجموعہ احادیث میں جہاں جہاں نقب لگانا ممکن ہوا اس سے دریغ نہیں کیا۔

زیر تبصرہ کتاب میں محترم ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس داستان کی قلعی کھولی ہے اور باحوالہ ثابت کیا ہے کہ قرآن وحدیث میں تحریف کر کے اہل الرائے نے یہودیانہ کردار ادا کیا ہے۔ اور اپنے رڈی مذہب پر سونے کی پان چڑھانے کی سعی نامشکور کی ہے۔ لیکن ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین حنیف کی حفاظت اور احیاء کے لئے مختلف قسم کے آئمہ دین اور حفاظ حدیث پیدا کئے۔ اسی سلسلہ ذھبیہ کی ایک کڑی محترم ڈاکٹر ابو جابر صاحب ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے باطل ادیان کی سرکوبی کیلئے بڑا کام لیا ہے۔ مسعودیت وعثمانیت کی بیخ کنی کے ساتھ ساتھ حنفیت کے رگ وپے کا علاج بھی کر رہے ہیں۔ ماشاء اللہ زیر تبصرہ کتاب دلائل وبراہین کے دفاتر سے بھری پڑی ہے اور باقاعدہ کتب احادیث اور ان کے محرف نسخوں کی نقل ساتھ لگائی گئی ہے تا کہ قاری کو کتاب پڑھ کر مکمل طور پر اطمینان وسکون ہو اور محرفین کے اس مذموم عمل سے اجتناب کر سکے۔

ہر طالب علم کو ایسی کتب پڑھنی اور اپنے مکتبات میں رکھنی چاہیئے تا کہ باطل پرستوں کا

بوقت ضرورت قلع قمع کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کے علم، عمل، عمر، رزق مال اولاد اور گھر بار میں برکات وانوارات کی بارش برسائے اور ان کے مکتبہ کو بقعہ نور بنائے جہاں سے اغیار کے ڈسے ہوئے شفایاب ہوتے رہیں اور کفر وشرک، بدعات ورسومات، گمراہی و ضلالت کے عمیق گڑھوں میں گرے ہوئے لوگ توحید وسنت کے نور سے منور ہوتے رہیں اور ڈاکٹر صاحب کو اللہ تعالیٰ برکت والی لمبی زندگی عطاء فرمائے تا کہ وہ اُمت مسلمہ کی راہنمائی اور رہبری کرتے رہیں آمین اور اللہ تعالیٰ ہم جیسے نا کارہ لوگوں سے بھی اپنے دین حنیف کا کام لے لے۔ اور اس کتاب کو مؤلف، ناشر اور ہر قاری کے لئے ذریعہ نجات بنائے آمین۔

ابوالحسن **مبشر احمد ربانی** عفا اللہ عنہ

رئیس مرکز اُم القری سبزہ زار لاہور

۳ ستمبر ۲۰۰۶ء

لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

ابوالحسن مبشر احمد ربانی عفا اللہ عنہ

رئیس مرکز ام القری سبزہ زار لاہور

۳/۹/۲۰۰۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ فضیلۃ الشیخ علامہ ابوصہیب محمد داؤد ارشد حفظہ اللہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کا مقدس سلسلہ جاری فرمایا جس کی ابتداء سیدنا آدم علیہ السلام سے ہوئی اور اختتام ہمارے پیارے آقا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا، انبیاء کی طرح ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں مطاع بنا کر آئے:

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (النساء:٦٤)

اور ہم نے جو پیغمبر بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے۔

کیونکہ منصب نبوت کا یہی تقاضا ہے کہ اُمتی مطیع ہوں اور نبی مطاع ہو، ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ

کہہ دو کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر نہ مانیں تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔ (آل عمران:٣٢)۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ (محمد:٣٣)

مومنو! اللہ کا ارشاد مانو اور پیغمبر کی فرمانبرداری کرو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ ہونے دو۔

اس حکم ربانی کو قبول کر کے اطاعت کرنی ہدایت کا ذریعہ ہے۔ ارشا ہوتا ہے:

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَ

عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَ اِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (النور:۵۴)

کہہ دو کہ اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسول اللہ ﷺ کے حکم پر چلو اور اگر منہ موڑو گے تو رسول پر (اس چیز کا ادا کرنا) جو ان کے ذمے ہے اور تم پر (اس چیز کا ادا کرنا) ہے جو تمہارے ذمے ہے، اور اگر تم ان کے فرمان پر چلو گے تو سیدھا راستہ پالو گے اور رسول کے ذمے تو صاف صاف (احکام کا) پہنچا دینا ہے۔

سورۃ الانفال میں اسے ایمان کا جزو قرار دیا ہے:

وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (الانفال:۱)

اور اگر ایمان رکھتے ہو تو اللہ و رسول کے حکم پر چلو۔

اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ذریعہ بھی یہی ہے، ارشاد ہوتا ہے:

وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (آل عمران:۱۳۲)

اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔

یہی اُمتی اور نبی کے درمیان بین امتیاز ہے کہ نبی مطاع ہوتا ہے اور امتی مطیع ہوتا ہے۔ کیونکہ پیغمبر مورد وحی ہوتا ہے، اللہ کی طرف سے انسان کی ہدایت کے لئے اس کی طرف وحی نازل ہوتی ہے، وہ احکام شریعت کو وحی کے ذریعے حل کرتا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم:۳،۴)

اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں، یہ (قرآن) تو اللہ کا حکم جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔

اور اس وحی کی تفہیم بھی خود اللہ تعالیٰ ہی نبی کو عطا کرتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ (القیامۃ:۱۹)

پھراس (کے معانی) کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اس ملکہ کی بنا پر نبی اپنی وحی کا سب سے بڑا مفسر ہوتا ہے کہ منصب نبوت کا یہی تقاضا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

بِالْبَيِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (النحل:۴۴)

(اوران پیغمبروں) کو دلیلیں اور کتابیں دیکر (بھیجا تھا) اور ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو (ارشادات) لوگوں پر نازل ہوئے ہیں انہیں (وضاحت سے) کھول کر بیان کردو تاکہ وہ غور کریں۔

وحی الٰہی کی تفسیر نبی خواہ اپنے عمل سے کرے یا قول سے ارشاد فرمائے بہرحال امتی پر لازم ہے کہ وہ اسے قبول کرے اور دل وجان سے عزیز جان کر اس پر عمل کرے، کیونکہ یہی اُمتی کا مقام ہے، ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (النور:۵۱)

مومنوں کی تو یہ بات ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جائیں تاکہ وہ ان میں فیصلہ کریں تو کہیں کہ ہم نے (حکم) سن لیا اور مان لیا، اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

انسان جب کفر کے اندھیروں سے نکل کر نور اسلام کی طرف آتا ہے تو ایمان لانے کے ساتھ اس کا اللہ ورسول کے ساتھ یہ عہد ہوتا ہے، اور جو لوگ اس عہد کو توڑ ڈالتے ہیں، وہ

ایمان سے خالی ہیں۔ارشاد ہوتا ہے:

وَ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَ اَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ مَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ (النور:۴۷)

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لائے اور (ان کا) حکم مان لیا۔ پھر اس کے بعد ان میں سے ایک فرقہ پھر جاتا ہے، اور یہ لوگ صاحب ایمان ہی نہیں ہیں۔

کوئی بھی اُمتی جب اس تقسیم ربانی سے باغی ہو کر سمعنا واطعنا کی حیثیت سے آگے بڑھتا ہے تو تحریف فی الدین کی ابتداء ہوتی ہے، ارشاد ہوتا ہے:

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّ رَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ وَ لَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اَقْوَمَ وَ لٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا (النساء:۴۶)

اور یہ جو یہودی ہیں انمیں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ کلمات کو ان کے مقامات سے بدل دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور نہیں مانا، اور سنیئے نہ سنوائے جاؤ اور زبان کو مروڑ کر اور دین میں طعن کی راہ سے (تم سے گفتگو کے وقت) راعنا کہتے ہیں اور اگر (یوں) کہتے کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا اور (صرف) اسمع اور (راعنا کی جگہ) انظر (کہتے) تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور بات بھی درست ہوتی لیکن اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان پر لعنت کر رکھی ہے تو یہ کچھ تھوڑے ہی ایمان لاتے ہیں۔

تحریف کی دوصورتیں ہوتی ہیں، لفظی ومعنوی۔معنوی کا مطلب یہ ہے کہ کسی بات کی ایسی تأویل کرنی کہ حکم بے معنی ہوکررہ جائے اورتحریف لفظی کا مطلب ہے کہ الفاظ میں ہی ردّو بدل کردینا۔

اسلام میں جب باطل فرقوں نے جنم لیا تو اپنے نظریات کوحق وصواب ثابت کرنے کے لئے نصوص میں لفظی ومعنی تحریفات کی ابتداء ہوئی کیونکہ وہ اسلام کے سیدھے راستے، سمعنا واطعنا، سے ہٹ چکے تھے، انہوں نے یہ خیال نہ رکھا کہ ہماری حیثیت دین میں مطاع کی نہیں بلکہ مطیع کی ہے، چنانچہ انہوں نے منصب نبوت پر ڈاکہ مار کر قانون دان سے قانون ساز بن گئے، عقائد سے لے کر اعمال تک تحریف کرنے کی کوشش کی، قرآن کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ لے رکھا تھا، اس میں لفظی تحریف کرنے میں تو ناکام رہے مگر معنوی تحریفات جی بھر کر کیں، ہاں البتہ اپنے نظریات باطلہ کے حق میں لکھے ہوئے لٹریچر میں قرآنی آیات کو بدلنے کی بھی کوشش کی، رافضیوں سے ایک فرقہ بہائی ہے جو نسخ اسلام کا قائل ہے، ان کا ایک فاضل لکھتا ہے:

> علامہ بیضاوی آیت: یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیك الاسرار الالھیة ما یحرم افشائه کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔(التبیان والبرھان صفحہ ۵۸، طبع بہائی پبلشنگ ٹرسٹ پاکستان۔۲۰۰۴ء)۔

یہ تو ایک کافر اور منکر اسلام کا حوالہ ہے، مگر بعض ایسے افراد جو اُمت مرحومہ میں خود کو داخل سمجھتے ہیں، انہوں نے بھی قرآن کی آیات میں لفظی تحریفات کی ہیں، جس کی تفصیل اصل کتاب میں دیکھی جاسکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تحریف کی ابتداء متروک وکذاب افراد نے کی جنھوں نے اس مشن کو مستقل بنیادوں پر استوار کیا اوران کا مرکز عراق کا علاقہ تھا جو

فتنوں کا سرچشمہ اور بقول سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ قرن الشیطان ہے۔(طبرانی الاوسط جلد ۵ صفحہ ۶۳، رقم الحدیث ۴۱۱۰)۔

اس حقیقت کا ادراک کر کے امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا تھا کہ اہل کوفہ کی روایت میں نور نہیں۔(سنن ابوداؤد صفحہ ۳۴۱، جلد ۲)۔

اہل عراق کی معنوی ذریت آج بھی وضع احادیث سے متہم ہے۔ ہمارے معاصر اہل تقلید کے جملہ مصنفین میں شاید ہی کوئی ایسا مصنف مل سکے جو نصوص میں لفظی و معنوی تحریف کا مرتکب نہ ہوا ہو، قبور دھرم کے ناصر مفتی احمد یار گجراتی اثبات تقلید پر دلیل دیتے ہوئے لکھتا ہے:

عن انس قال سمعت رسول الله ﷺ یقول ان الرجل یصلی و یصوم و یحج و یغزو و انه لمنافق قالوا یا رسول الله بما ذا دخل علیه النفاق قال لطعنه علی امامه من قال قال الله فی کتابه فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون (جاء الحق ص ۲۶ ج ۱)

یہ حدیث مفتی احمد یار کی وضع کردہ ہے جو اس نے بزعم خود تقلید کے اثبات کے لئے دلیل بنائی ہے، حدیث کی کسی کتاب میں اس کا قطعاً وجود نہیں۔

اہل تقلید کا دیوبندی گروپ بھی وضع احادیث سے متہم ہے، ان کے اکابر کی متعدد مثالیں خاکسار نے تحفہ حنفیہ اور ضمیمہ سبیل الرسول میں درج کر دی ہیں، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

قرآن کریم نے خمر (شراب) کو حرام قرار دیا ہے، اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ کل شراب اسکر فهو حرام، ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔ (مسلم کتاب الاشربة

باب بیان ان کل مسکر خمر و ان کل خمر حرام رقم الحدیث ۵۲۱۲)
اور ایک حدیث میں ہے: کل مسکر خمر و کل مسکر حرام ، یعنی ہر نشہ آور چیز خمر (شراب) ہے اور ہر مسکر حرام ہے۔ (مسلم باب سابق رقم الحدیث ۵۲۱۹)۔

اس حدیث کی رو سے ہر نشہ آور مشروب حرام ہے، خواہ وہ کسی بھی چیز سے بنایا گیا ہو، اس تفسیر نبوی کے برعکس مولوی ظفر احمد تھانوی دیوبندی کہتا ہے: صرف انگور کی شراب حرام ہے، خواہ کم ہو یا زیادہ، انگوری کے علاوہ جتنی شرابیں ہیں فقط مقدار مسکر میں ہی حرام ہیں، اس کے الفاظ ہیں:

اما الخمر فحرام قلیلها و کثیرها و اما غیرها فحرام القدر المسکر منه (اعلاء السنن ص۳۲ ج ۱۸)

بلاشبہ لغت میں انگور کے شیرہ کو خمر کہتے ہیں، مگر جب اللہ کے رسول ﷺ نے ہر نشہ آور مشروب کو خمر قرار دیا ہے، تو اس تفسیر کے بالمقابل لغت لے کر بیٹھ جانا، سمعنا و اطعنا ، کی خود نفی کرنا ہے۔

اہل تقلید کے دونوں گروپوں (بریلوی و دیوبندی) کی طرف سے مخصوص مقاصد کے لئے کتب ستہ کے تراجم بھی دھڑا دھڑ شائع ہو رہے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ بالخصوص نوجوان نسل ان تراجم پر بھی ایک طائرانہ نظر ڈال کر حفاظت سنت کا حق ادا کرے، اللہ کرے کوئی اس فرض کو ادا کرے، ان تمام تراجم پر نقد کرنا ہمارا موضوع نہیں اور نہ ہی یہ مختصر تبصرہ اس بات کا متحمل ہے۔ چند غلط تراجم کی نشان دہی بطور نمونہ پیش خدمت ہے، جو مطلب برآری اور حنفیت کے دفاع کے لئے حدیث نبوی میں معنوی تحریفات کی گئی ہیں:

(۱) و مسح بناصیته و علی العمامة، پیشانی کی مقدار سر پر مسح کیا۔ (شرح صحیح مسلم،

ص ۹۴۶، ج ا۔ للمولوی غلام رسول سعیدی بریلوی۔ طبع فرید بک سٹال ۱۹۹۵ء)۔

(۲) فدعا بماء فرشه، پانی منگا کر کپڑے پر بہادیا۔ (ایضاص ۹۲۶۔ ج ا)

یہ تو صرف دو مثالیں ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کی معنوی تحریفات سے یہ ترجمہ بھرا پڑا ہے، خاکسار نے ۱۹۹۶ء کے ابتداء میں اس کی صرف پہلی جلد (جس میں فقط ۱۰۶۲ احادیث کا ترجمہ ہے) پر نقد کیا تو چار صد چھبیس اغلاط فاش کا ضخیم مسودہ تیار ہوگیا، اسی پر ہی باقی تراجم احناف کو قیاس کرلیا جائے۔

ان ظالموں نے تحریف معنوی کے علاوہ نصوص میں تحریف لفظی کرنے میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں محرفین کی خیانتوں کا پردہ چاک کرنے کے لئے بڑے بڑے لوگ پیدا کئے جو ان کی تأویلات فاسدہ اور تحریفات سے عوام الناس کو مطلع کرتے رہے، اللہ تعالیٰ ائمہ محدثین کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے جنہوں نے اللہ کی توفیق سے کتاب وسنت کی حفاظت کا کام باحسن طریقے سے ادا کیا، اس سلسلہ مروارید اور سموط ذھبیہ کی کڑی محبی واخی الشیخ ابو جابر حفظہ اللہ تعالیٰ ہیں، جنہوں نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے موجودہ دور کے محرفین کا تعاقب کیا ہے، حق وباطل کے اس معرکہ میں انہوں نے باطل کو چاروں شانے چت لٹادیا ہے کیونکہ اس میدان حرب میں ''زھق الباطل'' اہل تقلید کا مقدر ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم کے کام میں برکت ڈالے اور اندھیروں کے سوداگروں کے لئے مشعل راہ بنائے، اور فاضل دوست کے لئے توشہ آخرت اور کفارہ سیأت۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

ابوصہیب محمد داؤد ارشد

۱۳ ستمبر ۲۰۰۶ء

اور کفارہ سیأت، آمین یا الٰہ العالمین

ابوصہیب محمد داؤد ارشد

۱۳۔ ستمبر ۲۰۰۶ء

منکر حدیث تمنا عمادی کا نظریہ مرزا غلام احمد قادیانی دجال کے متعلق

امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ بجسد عنصری کے آسمانوں پر اٹھا لیا ہے اور وہ اس وقت آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت وہ دوبارہ نازل ہوں گے۔

قرآن کریم کی متعدد آیات اور احادیث صحیحہ و متواترہ سے یہ مضمون ثابت ہے۔سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کا انکار صرف فلاسفہ، معتزلہ اور یہود و نصاری نے کیا ہے اور موجودہ دور میں اس کا انکار منکرین حدیث نے کیا ہے۔

منکرین حدیث میں سے ایک صاحب ''تمنا عمادی'' بھی ہے جسے اس دور کا محدث، محقق اور علامہ قرار دیا گیا ہے اور اس کے لٹریچر کو مولوی محمد اکرم جھنگوی اپنے استاذ ابوالخیر اسدی کی مدد سے شائع کر رہا ہے۔ یہ خود ساختہ محدث و محقق مرزا غلام احمد قادیانی جیسے دجال اور ملعون کو رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے اور اسے جھوٹا و کذاب بھی نہیں مانتا۔ظاہر ہے کہ جو شخص کسی دجال و کذاب کو جھوٹا نہ مانے تو درحقیقت وہ خود دجال و کذاب ہوگا۔اور اس کی تحقیق بھی مرزا قادیانی جیسی ہوگی۔تمنا عمادی نے یہ بات اپنی کتاب ''الطلاق مرتان'' مطبوعہ عزیزیہ آرٹ پریس ڈھاکہ کے صفحات ۱۶۔۱۷اور ۱۸ پر لکھی ہے جو اکتوبر ۶۳ء کو شائع ہوئی تھی۔

اس کتاب کے خاص مقامات کا عکس اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں:

خصوصی مخاطب

مگر میرے مخصوص مخاطب جناب مرزا بشیر الدین محمود صاحب امیر جماعت احمدیہ
و خلیفہ دوم جناب مرزا غلام احمد قادیانی رحمۃ اللہ مقیم مقام ربوہ (پاکستان)
اور ان کی جماعت کے جملہ علماء ہیں۔

۱۷

جناب مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الرحمہ | مرزا صاحبؒ سے مجھکو اختلاف صرف ان کے
دعوی مہدویت و مسیحیت و نبوت و رسالت کے متعلق ہے۔ ان کے ان دعوؤں کے سوا۔
عقائد و عبادات جو دین لذاتہا ہیں ان میں جہاں تک میں ان کو سمجھا ہوں میرے انکے
درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ الاماشاء اللہ پھر ان کے دینی خدمات انکی جماعت کے
دینی خدمات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔
میں کتنے وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے والے صوفیوں کو ان کے عقیدے کو شرک عظیم سمجھنے
ہوئے بھی مرحوم یا رحمۃ اللہ یا رحمۃ اللہ و مغفور وغیرہ کلمات لکھتا ہوں حضرت شیخ محی الدین ابن العربیؒ
کی فصوص الحکم دیکھنے کے بلکہ پھر ان کی تفسیر پڑھنے کے بعد ایمان کیا کہتا ہے۔ اور ان کے متعلق
میرے ضمیر نے کیا رائے قائم کی ہے میں لکھ نہیں سکتا۔ مگر انکو حضرت لکھکر بھی یاد کرتا ہوں
اور رحمۃ اللہ بھی لکھتا ہوں۔ تو جن لوگوں سے توحید و شرک کا اختلاف ہے۔ میں ان سے رواداری
برتتا ہوں۔ تو جن سے صرف مہدویت و مسیحیت کا، اور بروزی یا ظلی نبی ہونے کا اختلاف
ہے ان کے ساتھ تعصب کیوں برتوں ماشاء و کلا۔ میں مرزا صاحب کو جھوٹا کذاب نہیں کہتا۔
مگر ان کے ان دعوؤں کو صوفیانہ شطحیات سمجھتا ہوں۔ اسی طرح ان کے مکالمات الہیہ کے دعوے
کو بھی صوفیانہ مکاشفات سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتا

۱۸

اور مہدی موعود کے ظہور اور مسیح موعود کے نزول کا عقیدہ تو محض ظنی و وہم سے زیادہ
نہیں جن کی بنیاد ہی ظنی اور غیر معتبر حدیثوں پر ہے۔ ما انزل اللہ بہا من سلطٰن میں حضرت
مسیح بن مریم علیہما السلام کی طبعی موت کا عقیدہ رکھتا ہوں۔ بلکہ یہ ممکن ہے کہ مرزا صاحب
علیہ الرحمہ کی تحقیق صحیح ہو اور وہ کشمیر ہی میں آکر وفات یاب ہوئے ہوں اور وہیں
دفن ہوئے ہوں۔

لاہور سے اس کتاب کو اب دوبارہ شائع کیا گیا ہے اور اس سے یہ عبارات غائب کر دی گئی ہیں
فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ؟

کیماڑی میں دعوت قرآن وحدیث کی ترویج

الحمدللہ! کیماڑی کے علاقہ میں قرآن وحدیث کی دعوت آہستہ آہستہ پھیل رہی ہے اور لوگ قرآن وحدیث کی دعوت کو اختیار کر کے اہل حدیث بنتے جا رہے ہیں۔ اس وقت کیماڑی میں صرف ایک چھوٹی سی مسجد، مسجد ابراہیم کے نام سے قائم ہو چکی ہے۔ لیکن پوری کیماڑی کے لئے اس وقت کم از کم پانچ مساجد کی ضرورت ہے۔

اسی طرح لڑکیوں کے ایک مدرسہ کے لئے ہم نے 1997ء میں 60 گز کا ایک پلاٹ حاصل کیا تھا لیکن اہل خیر حضرات کی توجہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ پلاٹ ہنوز تعمیر سے محروم ہے۔ اس پلاٹ پر لڑکیوں کے مدرسہ کے علاوہ ایک شاندار لائبریری اور ایک دارالافتاء کا قیام بھی زیر غور ہے بلکہ درالافتاء نے کافی عرصہ پہلے سے فتویٰ کا کام شروع کر رکھا ہے۔

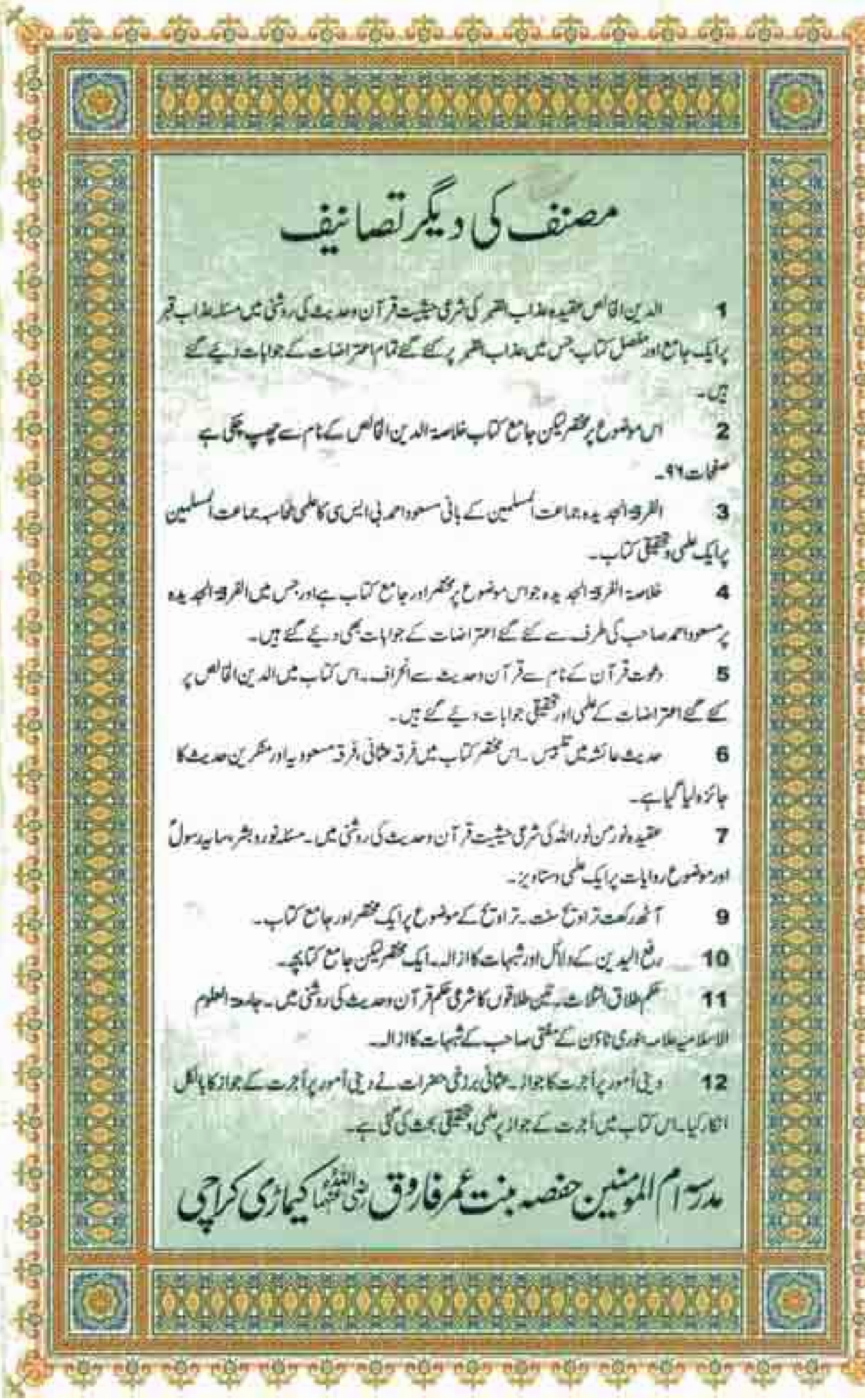
اس کے علاوہ باطل فرقوں کے خلاف تحقیق، تصنیف وتالیف اور دیگر اصلاحی لٹریچر کی اشاعت کا اہم فریضہ بھی سرانجام دیا جا رہا ہے۔

اہل خیر حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اس مدرسہ کی تعمیر اور دیگر دینی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

الداعی الی الخیر:

مدرسہ اُمّ المؤمنین حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہما (للبنات) کیماڑی کراچی

فون:2853011



مصنف کی دیگر تصانیف

1 الدین الخالص عقیدہ عذاب القبر کی شرعی حیثیت قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ عذاب قبر پر ایک جامع اور مفصل کتاب جس میں عذاب القبر پر کئے گئے تمام اعتراضات کے جوابات دیے گئے ہیں۔

2 اس موضوع پر مختصر لیکن جامع کتاب خلاصۃ الدین الخالص کے نام سے چھپ چکی ہے صفحات ۹۶۔

3 الفرقۃ الجدیدہ جماعت المسلمین کے بانی مسعود احمد بی ایس سی کا علمی محاسبہ جماعت المسلمین پر ایک علمی وتحقیقی کتاب۔

4 خلاصۃ الفرقۃ الجدیدہ جو اس موضوع پر مختصر اور جامع کتاب ہے اور جس میں الفرقۃ الجدیدہ پر مسعود احمد صاحب کی طرف سے کئے گئے اعتراضات کے جوابات بھی دیے گئے ہیں۔

5 دعوت قرآن کے نام سے قرآن وحدیث سے انحراف۔ اس کتاب میں الدین الخالص پر کئے گئے اعتراضات کے علمی اور تحقیقی جوابات دیے گئے ہیں۔

6 حدیث عائشہ میں تلبیس۔ اس مختصر کتاب میں فرقہ عثمانی فرقہ مسعودیہ اور منکرین حدیث کا جائزہ لیا گیا ہے۔

7 عقیدہ نور من نور اللہ کی شرعی حیثیت قرآن وحدیث کی روشنی میں۔ مسئلہ نور وبشر، سایہ رسول ؐ اور موضوع روایات پر ایک علمی دستاویز۔

9 آٹھ رکعت تراویح سنت۔ تراویح کے موضوع پر ایک مختصر اور جامع کتاب۔

10 رفع الیدین کے دلائل اور شبہات کا ازالہ۔ ایک مختصر لیکن جامع کتابچہ۔

11 حکم الطلاق الثلاث۔ تین طلاقوں کا شرعی حکم قرآن وحدیث کی روشنی میں۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے مفتی صاحب کے شبہات کا ازالہ۔

12 دینی امور پر اجرت کا جواز۔ عثمانی برزخی حضرات نے دینی امور پر اجرت کے جواز کا بالکل انکار کیا۔ اس کتاب میں اجرت کے جواز پر علمی وتحقیقی بحث کی گئی ہے۔

مدرسہ ام المومنین حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کیماڑی کراچی